Urdu | أردو

دل سے دل تک

من القلب إلى القلب

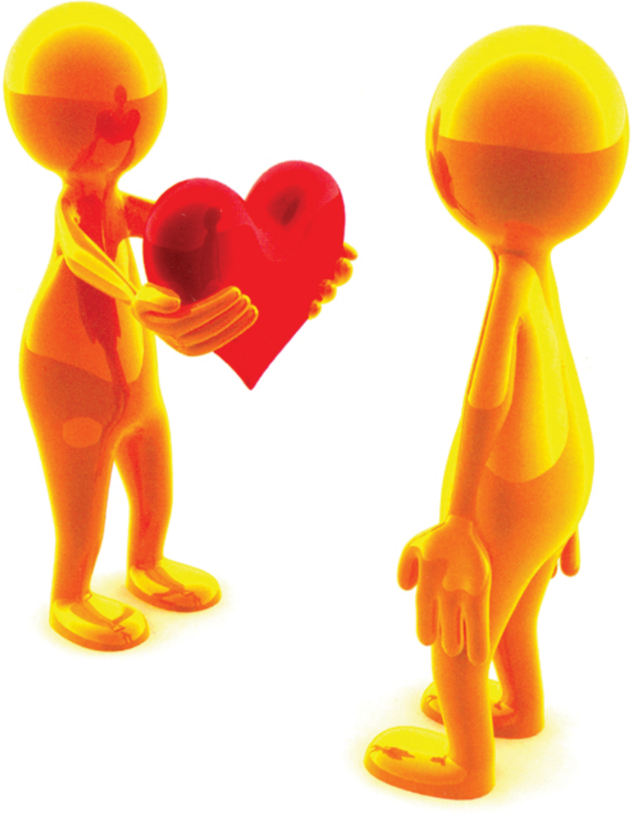

تالیف: ڈاکٹر عثمان الخمیس التمیمی

ترجمہ: آغا سید دلدار حشر حسرت آل امام

من القلب إلى القلب

دل سے دل تک

تالیف
ڈاکٹر عثمان الخمیس التمیمی

ترجمہ
آغا سیّد دلدار حشر حسرت آل امام

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	دل سے دل تک
تالیف	:	ڈاکٹر عثمان الخمیس التمیمی
ترجمہ	:	آغا سیّد دلدار حشر حسرت آل امام
ناشر	:	الفرقان ٹرسٹ
طابع	:	شفیق پریس، لاہور
اشاعت	:	2014ء
تعداد	:	1100

فہرست

❀ عرض ناشر ---------------- 5

❀ حدیث مترجم ---------------- 7

❀ مقدمہ از مؤلف ---------------- 9

❀ پہلا وقفہ:......توحید کے میدان میں ---------------- 10

❀ دوسرا وقفہ:......آپ شیعہ کیسے ہوسکتے ہیں؟ ---------------- 22

❀ تیسرا وقفہ:......کچھ دیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ ---------------- 28

❀ چوتھا وقفہ:......امامت ---------------- 46

❀ پانچواں وقفہ:......کچھ اسماء کے بارے میں ---------------- 52

❀ چھٹا وقفہ:......تاتاریوں کی تعریف وتوصیف ---------------- 53

❀ ساتواں وقفہ:......کوفہ؛ تمہیں کیا علم کوفہ کیا ہے؟ ---------------- 57

❀ آٹھواں وقفہ:......تقلید کا پیغام [رسالہ] ---------------- 60

❀ نواں وقفہ:......کیا دین مکمل نہیں ہے؟ ---------------- 61

❀ دسواں وقفہ:......اسلام اور اہل فارس ---------------- 65

❀ گیارھواں وقفہ:......کیا امامِ معصوم امت کے معاملات کسی کافر کے سپرد کردے گا؟ ---------------- 68

❀ بارھواں وقفہ:......کچھ جنابِ مہدی کے بارے میں ---------------- 71

❀ تیرھواں وقفہ:......فدک؛ تمہیں کیا معلوم فدک کیا ہے؟ ---------------- 80

❀ چودھواں وقفہ:......روشن تاریخ مگر کیسے؟ ---------------- 84

❀ پندرھواں وقفہ:......کیا آپ جانتے ہیں؟ ---------------- 86

❀ سولہواں وقفہ:......حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پسلی ---------------- 88

❀ سترھواں وقفہ:......خمس اور زکاۃ ---------- 90
❀ اٹھارواں وقفہ:......حیاء کا اچکاؤ ---------- 94
❀ انیسواں وقفہ:......حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کون؟ ---------- 96
❀ بیسواں وقفہ:......اجتہاد اور عجمیت ---------- 99
❀ اکیسواں وقفہ:......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ---------- 100
❀ بائیسواں وقفہ:......راہ راست کی مخالفت ---------- 103
❀ تئیسواں وقفہ:......متعہ ---------- 108
❀ چوبیسواں وقفہ:......گھاٹ گھاٹ کے پیاسے ---------- 114
❀ پچیسواں وقفہ:......تقیہ ---------- 117
❀ چھبیسواں وقفہ:......کربلاء اور کعبہ ---------- 125
❀ ستائیسواں وقفہ:......قبر کی طرف نماز ---------- 128
❀ اٹھائیسواں وقفہ:......قبروں کی زیارت پر اجر ---------- 133
❀ خاتمہ ---------- 138
❀ مترجم کی وصیت ---------- 138

عرض ناشر

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِالْھُدٰی ، وَبَعْدُ!

ہم میں سے ہر شخص کو غور وفکر کرنا چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو آرام میں رکھنا چاہتے ہیں یا مشکل اور تنگی میں۔ ہر ذی عقل کا یہی جواب ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو راحت و آرام میں رکھنا چاہتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے لیے اپنی سوچ اور عمل کے زاویے بدلنے ہوں گے۔ فطری دلائل پر نظر ڈالی جائے تو ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی اور صفات العلی سب سے بلند ہیں۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ انسان جس قدر باغی ہوجائے، وہ اپنے انجام سے ضرور دوچار ہوگا۔ مشاہدہ کی بات ہے کہ جس قدر کوئی زیادہ بغاوت کرتا ہے اسی قدر جلدی ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر تدبیر کو ناکام بنا کر ہر سرکشی اس کے لیے وبال جان بنا دیتا ہے۔ وہ خود اس دنیا سے جلدی بیزار ہوجاتا ہے۔ اور یوں وہ نشان عبرت بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی ذمہ داری کی حدود کا تعین کرتے ہوئے فرمایا:

((ما أنا علیکم بوکیل .))

''اور میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی حیثیت متعین کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا رسول ﷺ ان لوگوں کا وکیل اور مختار نہیں کہ سب کو ایماندار بنا کر ہی دم لے۔ یہ ساری دنیا کے سردار کی حیثیت ہے۔ خالق اور مخلوق کا فرق ہے۔ مگر پھر بھی کتنے ہی اماموں کو لوگوں نے نبوت کا درجہ دے رکھا ہے، اور ان میں سے کچھ نے تو انہیں الوہیت کے درجہ پر پہنچا دیا ہے۔ ایسے ہی شریر لوگوں کی جماعت نے اسلام کے اندر بدعقیدگیاں اور بداعمالیاں پھیلا

رکھی ہیں ۔قلم اور زبان کو کتنا ہی ادب سکھائیں پھر بھی قلم اور زبان ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ خرابیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ کتنی ہی حکمت سے کام لیا جائے ،آخر میں سختی ہو ہی جاتی ہے۔

یہ کتاب " من القلب إلى القلب " ڈاکٹر عثمان خمیس حفظہ اللہ کی علمی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اس قدر بدعقیدہ لوگوں کو دعوت دینے میں حکمت اپنائی ہے کہ اعتدال کا دامن نہیں چھوڑا اور محترم آغا حشر صاحب نے بھی ترجمہ کا حق ادا کردیا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو صحیح معنوں میں ہدایت نصیب فرمائے ،آمین۔

آپ سب کا ہمدرد بھائی

ابو شاہین

حدیث مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخَرِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ ، وَبَعْدُ!

قارئین محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ؛

حق و باطل کا معرکہ روز اول سے آخر تک جاری ہے؛ اور رہے گا۔مگر کامیابی صرف ان لوگوں کے قدم چومے گی جو صحیح معنوں میں حق کا دامن تھامے رہیں گے۔اس لیے کہ حق کا دعوی کرنے والے تو بہت سارے ہوں گے۔مگر حق ان میں سے ایک گروہ کے ساتھ ہوگا۔ اسکی پہچان کا معیار یہ ہے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم ودانست کے مطابق قبول کرے وہ گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا؛ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے تصریح فرمادی ہے:

((ما أنا عليه اليوم و أصحابی .)) (مسلم)

''[وہی لوگ جنتی ہوں گے جو اس راہ پر چلیں] '' جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام کا واضح تعین ہے۔آپ یہ بھی فرما سکتے تھے کہ: وہ راہ جس پر آج میں قائم ہوں۔مگر آپ نے ساتھ ہی صحابہ کرام کا ذکر کر کے اپنی خواہشات نفس سے قرآن وحدیث کی تفسیر وتاویل کی راہیں بند کردیں۔اور براہ راست نزول وحی کا مشاہدہ کرنے اور معلم اول سے اس کی تربیت پانے والوں کی تفسیر وتشریح کے دائرہ میں بند کردیا۔مگر بدقسمتی سے شروع دن سے ایک گروہ خاص مقاصد کے تحت صحابہ کرام پر ہر طرح سے طعن کررہا ہے۔اور وہ لوگ اس مقصد تک پہنچنے کے لیے محبت آل بیت کو بطور

آڑ کے استعمال کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے عوام الناس دھوکہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں ان لوگوں کے عقائد و نظریات پر مختصر اور شافی گفتگو کی گئی ہے۔ جس میں ایک طالب حق کے لیے رہنمائی کا سامان موجود ہے۔

ہمارا یہ دعویٰ نہیں اور نہ ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی فرقہ یا گروہ پر رد کر رہے ہیں۔ بلکہ ہم یہی گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا کیا ہے، ہم ان لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور نہر حق سے جام بھر بھر کر ان لوگوں کو پلا رہے ہیں۔ جس کے بھی نصیب میں ہو، وہ آگے بڑھ کر جام لے لے۔ اس لیے کہ یہاں کوتاہ دستی میں محرومی ہے۔ حق کے قبول کرنے سے بخل میں سوائے اپنی ذات کے کسی دوسرے کا کوئی نقصان نہیں؛ اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطا فرمائے؛ آمین۔

آپ کا خیر اندیش بھائی
آغا سید دلدار حشر حسرت
حال وارد مکہ مکرمہ؛ ۳۱/ مارچ ۲۰۱۰

مقدمہ از مؤلف

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین ، نبینا محمدﷺ وعلی آلہ الطیبین الطاھرین ، وأصحابہ الغر المیامین؛ وبعد :

میرے بھائیو اور بہنو!

میں آپ کے نام یہ چند کلمات لکھ رہا ہوں ، جن میں میں نے اپنے زخم بکھیرے ہیں،اور یہ میرے دل سے پیدا ہونے والی آواز ہے، جس کی سیاہی میری محبت اور میری وفا ہے۔جیسے کہ میں نے آپ لوگوں کو حق کا متلاشی پایا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کتاب اللہ، اور صحیح سنت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی چیز کو اپنا قائد اور رہنما اور دلیل نہیں مانتے۔

میرے بھائیو اور بہنو!

میں آپ کی طرف یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں ۔اور مجھے پختہ امید ہے کہ میرے کلمات اپنے درست ٹھکانے پر آپ کے دل میں بیٹھیں گے۔تاکہ آپ بھی کچھ دیر ان وقفات میں ہمارے ساتھ رہیں۔یہ وقفات جن میں دو محبت کرنے والے کے درمیان پیار کی ایک جنگ ہے۔ میں آپ کو ان وقفات میں اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہتا ہوں، مجھے امید ہے کہ آپ میری باتوں کے لیے اپنے سینے کو کشادہ کریں گے۔اس کے پیچھے کوئی اور مقصود نہیں ہے سوائے اس بات کے کہ کیسے ہم حق تک پہنچ جائیں۔اس امید کے ساتھ کہ امت اسلامیہ حق بات پر جمع ہو جائے۔

آپ کا بھائی

عثمان بن محمد الخمیس

۱۸/ ۷/ ۱۴۲۹ ہجری

پہلا وقفہ:

توحید کے میدان میں

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اللہ علیم وحکیم نے ہمیں اس دنیا میں بیکار اور بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾

(المؤمنون: ١١٥)

''کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔''

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بہت بڑے مقصد کے واسطے پیدا کیا ہے، جسے خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں بیان کیا ہے، وہ کتاب جس میں آگے پیچھے، (کہیں سے بھی کوئی) باطل نہیں آسکتا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاريات: ٥٦)

''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما [اس آیت کی تفسیر میں] فرماتے ہیں: تا کہ وہ میری توحید بیان کریں۔ بیشک سارے انبیاء علیہم السلام کے درمیان ایک چیز مشترک تھی، اور وہ ہے:

﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (الأعراف: ٥٩)

''اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔''[1]

---

[1] أخرجه الطبري في "التفسير ١١/ ٤٧٥" و ذكر ابن كثير في تفسيره ٤/ ٣٠٣؛ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ صرف اس لیے پیدا کیا ہے تا کہ وہ خوشی یا ⇦⇦

کیا آپ جانتے ہیں کہ عبادت کیا ہے؟

''بیشک عبادت اللہ تعالیٰ کی توحید ہے، یعنی دعا کے لیے اسی کو خاص کرنا، اسی پر توکل کرنا، اسی کا خوف رکھنا، اس سے امید رکھنا، اس سے محبت کرنا، اس کی اطاعت کرنا، اس کے لیے نذر ماننا، اس کے لیے ذبح کرنا، اور اس طرح کے دیگر امور صرف اللہ کے لیے خاص کرنا۔ اس کی ایک دوسری تقسیم بھی ہے:

(۱) توحید القلب اور (۲) توحید الجوارح (اعضاء)

۱۔ **توحید قلب:**......اس میں محبت، خوف، امید، عاجزی، توکل اور ڈر شامل ہیں۔

۲۔ **توحید جوارح:**......اس میں دعا، استغاثہ، ذبح کرنا، نذر ونیاز، اور قسم اٹھانا شامل ہیں۔ ❶

دعا کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن : ۱۸)

''اور یہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''

استعانت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (فاتحة)

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔''

⇦⇦⇦ ناخوشی اس کے لیے عبادت کا اقرار کریں۔ امام بغوی نے اپنی تفسیر میں ۱/ ۳۸۰ پر نقل کیا ہے: کہا گیا ہے: ﴿اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِي﴾ مگر میری عبادت کریں اس سے مراد یہ ہے کہ میری توحید بیان کریں۔ یہ نہیں بیان کیا کہ اس کا کہنے والا کون ہے؟

❶ وہ کام جو انسان ظاہری طور پر اپنے ہاتھ پاؤں یا زبان سے نہیں کرسکتا، اور اپنے دل میں محسوس کرتا ہے، اور ان پر ایمان رکھتا ہے، ان کا تعلق دل کی توحید سے ہے۔ اور جو کام انسان اپنے کسی بھی عضو سے کرسکتا ہے: مثال کے طور پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، ہاتھ سے ذبح کیا جاتا ہے، زبان سے پکارا جاتا ہے۔ ان کا تعلق اعضاء یا جوارح کی توحید سے ہے۔ جب تک یہ کام صرف اللہ کے لیے ہوتے رہیں، تو توحید ہیں۔ جب ان کاموں کا تصرف مافوق الاسباب اس اعتقاد کے ساتھ کہ کوئی اور بھی نفع یا نقصان دینے پر قادر ہے، کسی اور کے لیے کیا جائے تو یہ شرک ہے۔

استغاثہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ﴾ (انفال : ۹)

”اور جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے۔“

خوف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران : ۱۷۵)

” تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو اگر تم مومن ہو۔“

توکل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (انفال : ۲۳)

”اور تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔“

محبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ﴾ (البقرة: ۱٦۵)

”لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے؛ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں؛ کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (تو ہرگز شرک نہ کرتے)۔

ذبح کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

(الأنعام ۱٦۲)

”آپ فرما دیجئے: بالیقین میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ

صرف خالص اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔''

نذر و نیاز کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا﴾ (مریم: ۲۶)

''میں نے اللہ رحمان کے نام کا روزہ رکھا ہے۔ میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔''

بیشک انبیاء کرام علیہم السلام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے نیکو کار و صالحین لوگوں کو پکارنا قرآن کریم میں آنے والے اس حکم کے منافی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے باقی مخلوق کو چھوڑ کر صرف اسے پکارنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (غافر: ۶۰)

''اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاں کو قبول کروں گا؛ یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم داخل جائیں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ﴾ (الرعد ۱۴)

''اسی کو پکارنا حق ہے؛ جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں؛ ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔''

ان الفاظ پر غور کرو: ''اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں)) یہ عام ہے۔ کسی نبی یا ولی

کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ان تمام کو شامل ہے جنہیں بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارا جائے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ پر غور کرو: ''ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔'' یہاں پر اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو پکارنے والے کا نام کافر رکھا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ٥ وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾

(سبأ: ۲۲-۲۳)

''کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو؛ نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے؛ نہ ان کا ان میں کوئی حصہ؛ نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔شفاعت (سفارش) بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لیے اجازت ہو جائے؛ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا: اور وہ بلند و بالا اور بہت بڑا ہے۔''

اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے! غور کرو، کیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کے تمام تعلقات منقطع کر دیے۔ سب سے پہلے اس بات کی نفی کی کہ اس کے علاوہ کوئی بھی خواہ جو کوئی ہو، زمین و آسمان میں ذرہ برابر بھی کسی چیز کی ملکیت نہیں رکھتا۔

آپ کو معلوم ہے کہ ''ذرہ'' کیا ہے؟ یہ ایک چھوٹی سی پیلے رنگ چیونٹی ہے جو کہ [اپنے چھوٹے حجم کی وجہ سے] بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ پھر نفی کی کہ کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ پھر اس بات کی نفی کی کہ حاشا وکلا ان میں سے کسی ایک نے اس کی مدد کی ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ

نے آیت کو اس بیان پر ختم کیا کہ اس کے ہاں شفاعت بھی اس کے حکم سے ہو گی۔ پس اولیاء اور صالحین اپنی ذات کے لیے بھی نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ تو پھر کسی دوسرے کے لیے کسی نفع یا نقصان کے مالک کیسے ہو سکتے ہیں۔ عام اہل عقل کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، وہ کچھ نہیں دے سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی محمد ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے:

﴿قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (الجن: ٢١)

''کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں۔''

میں یہ نہیں سوچ سکتا کہ کوئی مسلمان اس حقیقت سے نا آشنا ہو۔

یہاں پر ہم ایک سنجیدہ اور گہری نظر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اولیاء اللہ کے تعلق پر ڈالتے ہیں:

١۔ حضرت نوح علیہ السلام کہتے ہیں:

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ (ھود: ٤٧)

''نوح نے کہا میرے پالنہار میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا، تو میں خسارہ پانے والوں میں ہو جاؤں گا۔''

٢۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ (الأنعام: ٧٩)

''میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔''

٣۔ حضرت یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا

تَعۡلَمُوۡنَ﴾ (یوسف: ۸٦)

''انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔''

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهۡدِينِ﴾ (الشعراء: ٦٢)

''موسیٰ نے کہا، ہرگز نہیں۔ یقین مانو، میرا رب میرے ساتھ ہے جو ضرور مجھے راہ دکھائے گا۔''

۵۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِذۡ نَادَىٰ رَبَّهُۥ نِدَآءً خَفِيًّا﴾ (مریم: ۳)

''جبکہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔''

٦۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ أَيُّوبَ إِذۡ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ أَنتَ أَرۡحَمُ الرَّٰحِمِينَ﴾

(الأنبياء: ۸۳)

''ایوب علیہ السلام کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

ایسے ہی حضرت یونس، یوسف، عیسیٰ سیدنا محمد علیہم السلام اور ان کے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوا لَكُمۡ فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ إِيمَانًا وَّ قَالُوا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَ نِعۡمَ الۡوَكِيلُ﴾ (آلعمران: ۱۷۳)

''وہ لوگ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے میں لشکر جمع کر لیے ہیں۔ تم ان سے خوف کھاؤ؛ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔''

دیکھیں! میرے بھائی آپ کیا کہتے ہیں؟ اور میری بہن آپ کیا کہتی ہیں، جب آپ لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے؟ کیا آپ بھی کہتے ہیں یا اللہ! یا آپ کہتے ہیں: یا علی، یا مہدی ، یا عباس! یا ابو الفضل، یا حسین، یا زہراء۔

[شیعہ عالم] شہرودی کہتا ہے:

''یہ بات ہم پر مخفی نہیں ہے کہ اگرچہ [مہدی] عوام الناس کی نظروں سے غائب اور ان سے پردے میں ہے، کوئی بھی اس تک پہنچ نہیں سکتا، اور نہ ہی اس کی جگہ معلوم ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ پریشان حال کی پریشانی میں جب اس کے تمام وسائل ختم ہوجائیں اور اس کے سامنے سارے دروازے بند کر دیے گئے ہوں؛ تو استغاثہ کی طلب اور التجاء کے وقت ظہور کے منافی نہیں ہے۔ بیشک پریشان حال کی مدد کرنا، اور ان حالات میں اور سختی کے وقت بے چین و بیقرار کی مدد کرنا؛ اور مخلوق سے اسباب کا ختم ہوجانا؛ اور مصائب پر صبر نہ کرسکنا خواہ یہ مصائب دنیاوی ہوں یا اخروی۔ یا جنات اور انسانی دشمنوں کے شر سے نجات حاصل کرنا ہو تو آپ سے مدد اور پناہ طلب کی جاتی ہے۔''[1]

میرے بھائی اور میری بہن! کیا ہم اپنی نمازوں میں ہمیشہ نہیں کہتے کہ:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحة)

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔''

آپ دیکھتے ہیں کہ اس کلمے کے معانی کا جنازہ کیسے نکال دیا گیا؟

ان دونوں کے درمیان کتنا ہی بڑا فرق ہے: ایک آدمی پر جب پریشانی آتی ہے اور وہ مصائب میں گھر جاتا ہے تو کہتا ہے: یا اللہ! اور دوسرا وہ ہے جو کہتا ہے:

'نادِ علیاً مُظْهِرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ

''علی کو پکارو، جو عجائب کو ظاہر کرنے والا ہے؛ اسے اپنی مشکلات میں مددگار

[1] الامام المهدی و ظهوره ص ۳۲۵۔

پاؤ گے۔"

ان دونوں کے درمیان کتنا فرق ہے، ایک آدمی کہتا ہے: یا اللہ! مجھے بچالے۔ اور دوسرا کہتا ہے: یا مہدی! مجھے بچالے۔"

بیشک مشرکین بھی اپنے اس کفر، ضلالت اور گمراہی کے باوجود جب مشکل حالات میں پھنس جاتے تو صرف اور صرف ایک اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارتے، [فرمایا]:

﴿قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً لَّئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ٥ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ﴾ (الأنعام: ٦٣ ـ ٦٤)

"آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے نجات دیتا ہے۔ تم اس کو پکارتے ہو تو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے کہ اگر تو ہم کو ان سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے، تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو۔"

کیا تم مردوں کو پکارتے ہو؟ تو زندہ کون ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی؟ بیشک وہ ایک اللہ ہے۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھول گئے ہو:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا﴾ (الفرقان: ٥٨)

"اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے رہیں، وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔"

اگر یہ کہا جائے کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، تو ہم کہیں گے: ہاں بالکل درست ہے۔ لیکن یہ ایک مخصوص زندگی ہے، جو کہ برزخی زندگی ہے۔ انہیں ہمارا خیال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو نعمتیں دی ہیں وہ ان میں مشغول ہیں۔ اور برزخی زندگی صرف ان کے

ساتھ خاص نہیں ہے، اس لیے کہ ان کے علاوہ دیگر صالحین بھی زندہ ہیں۔ ایسے ہی کافر، منافق اور فاسق بھی زندہ ہیں۔ اسی لیے اس کا نام رکھا گیا ہے: برزخی زندگی۔

کیا تم غائب کو پکارتے ہو؟ کون ہے جو غیب اور شہود کا جاننے والا ہے؟ بیشک وہ صرف ایک اللہ ہے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھول گئے ہیں:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ﴾ (الرعد : ۹)

''ظاہر و پوشیدہ کا وہ عالم ہے (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند و بالا۔''

اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے! ذرا اپنے دلوں کو میری طرف متوجہ کریں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں جو کوئی آپ کو پکارنا چاہتا تھا، خواہ وہ مدینہ میں ہو، یا کوفہ میں یا مکہ میں یا کسی اور جگہ پر۔ آپ سوچ سکتے ہیں وہ کیا کرتا ہوگا؟ کیا اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پکارا ہوگا، اور آپ اپنے گھر میں ہوں گے؟ یا اس نے آپ کی طرف سفر کیا ہوگا اور آپ کے دروازے پر دستک دی ہوگی؟

اور اب ہم سنتے آتے ہیں کہ دنیا کے مختلف کونوں میں شیعہ پکار لگاتے ہیں: یا علی! کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ وقت؛ لغت اور لوگوں کی ضروریات کے اختلاف کے باوجود ان تمام کی پکار سنتے ہیں؟ یہ تو صرف ایک اللہ کا کام ہے کسی اور کا نہیں۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے ولی ہیں؟ بیشک آپ اللہ کے ولی ہیں، آئے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا فرمایا تھا:

﴿وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ o مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَ اَنْتَ عَلٰى

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (المائدہ: ١١٦-١١٧)

''اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ معبود قرار دے لو! عیسیٰ عرض کریں گے: میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کو کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا، تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا؛ تمام غیبوں کے جاننے والا تو ہی ہے۔ میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے؛ میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا۔ اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔''

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور باقی اولیاء و صالحین قیامت کے روز ایسے ہی نہیں ارشاد فرمائیں گے: ہم ان پر گواہ رہے جب تک ان میں رہے۔ پھر جب تو نے ہم کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا؛ ہاں اللہ کی قسم! ضرور ایسے ہی ہوگا؛ [اور قیامت کے دن یہ اولیاء اللہ ایسے ہی ان لوگوں کے شرک سے بیزاری و برأت کا اعلان کریں گے]۔

اس تمام بحث کے بعد ہم واپس آتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا﴾ (النساء: ٤٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے؛ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ وَمَاۡوٰهُ النَّارُ‌ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ‏ ﴾ (المائدة ٧٢)

’’یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمارے بارے میں کہتا ہے: مجھے پکارو ...... تم اپنے رب کو پکارو ...... وہ ہمیں پکارتے ہیں ...... جب تم اپنے رب سے مدد طلب کر رہے تھے...... وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ...... وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

اللہ کا قرآن پڑھو، وہ نور پڑھو جو اس نے نازل کیا ہے، ہدایت اور فرقان والی کتاب پڑھو [تمہارے دل کی تاریکیاں ختم ہو جائیں گی، اور توحید کی سمجھ نصیب ہوگی، ان شاء اللہ]۔

اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کسی غیر سے دعا کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ پورے قرآن میں صراحت کے ساتھ ایک اللہ وحدہ لاشریک کو پکارنے کا حکم ہے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جو لوگ: یا علی، یا مہدی، اور یا ابوالفضل، یا بدوی، یا زینب اور شیخ عبدالقادر جیلانی پکارتے ہیں، وہ سارے ایک معاملہ میں برابر کے شریک ہیں؛ یعنی سب اللہ کو چھوڑ کر غیر کو پکارتے ہیں۔

بلکہ جب مشرکین اپنے بتوں ’’ود، سواع، لات اور عزیٰ‘‘ وغیرہ کو اللہ کے سوا پکارتے تھے تو ان کا عقیدہ ہوتا تھا کہ یہ نیک لوگوں کی مورتیں ہیں۔

اور بیشک آپ لوگوں نے بھی بغیر کسی شک وشبہ کے دیکھا ہوگا کہ جو کچھ یہ لوگ آئمہ اور صالحین کی قبروں پر جا کر کرتے ہیں؛ وہاں پر انہیں پکارنا، رونا، ان کا خوف رکھنا، ان سے امیدیں وابستہ کرنا، جس پر آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ فقط آنسو ہی بہتے ہیں، بلکہ توحید [کے اس بے جا قتل] پر خون کے آنسو بہتے ہیں۔

دوسرا وقفہ:

آپ شیعہ کیسے ہو سکتے ہیں؟

میرے بھائیو اور میری بہنو! کیا آپ جانتے ہیں کہ:

کسی انسان کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ اس وقت شیعہ ہو سکے جب تک کہ وہ قرآن میں تحریف کا عقیدہ نہ اختیار کر لے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے، مگر اس سے بڑھ کر عجیب بات آگے آنے والی ہے۔ وہ عجیب بات یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت قرآن مجید کو نبی کریم ﷺ سے متواتر اور مشہور اور صحیح اسناد کے ساتھ نقل کرتے چلے آرہے ہیں۔ آج دنیا میں طباعت شدہ قرآن کریم کے نسخے جن کی لوگ تلاوت کرتے ہیں، چار طریقوں سے ہیں:

ا۔ امام حفص کی روایت امام عاصم سے [1] ان کی قرأت خلیج عرب، مصر، شام، عراق اور

---

[1] کچھ شیعہ ایسے بھی ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام حفص اور امام عاصم شیعہ تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شیعہ حضرات تو ان دونوں اماموں کو اپنی کتابوں میں انتہائی سخت گندی اور غلیظ قسم کی گالیاں دیتے ہیں۔ بلکہ ان کے چوٹی کے علماء نے ان سے برأت کا اظہار کیا ہے۔ ان میں سے: ابو القاسم علی بن موسی الحسنی الحسینی ہے- وہ ابو علی الجبائی پر رد کرتے ہوئے کہتا ہے-: اس سے کہا جائے گا: ''وہ تمام طعن و جرح جو تم نے ان لوگوں پر ذکر کی ہیں، جو کہتے ہیں کہ قرآن میں تغییر و تبدیل واقع ہوا ہے، یہ سب اصل میں تمہارے آقا عثمان بن عفان کے کرشمے ہیں۔ اس لیے کہ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو اس مصحف پر جمع کیا۔ اور اس کے علاوہ جتنے بھی مصاحف تھے، انہیں تبدیل کر دیا اور جلا ڈالا۔ اگر عثمان اس بات کا اعتراف نہ کرتے کہ صحابہ کے زمانے میں ہی قرآن میں تغییر واقع ہوا ہے؛ تو کسی بھی مصحف کو جلایا نہ جاتا۔ اور یہ تمام مصاحف برابر ہوتے۔ اس سے کہا جائیگا کہ آپ ان سات مشہور قرأ کا اعتراف کرتے ہیں جن کا اعراب اور حروف میں اختلاف ہے۔؛ اگر ان کا یہ اختلاف نہ ہوتا تو سات قرأتیں نہ ہوتیں۔ بلکہ سارے ایک ہی قرأت پر ہوتے۔ یہ ساتوں تم ہی میں سے تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کا ذکر تم کرتے ہو کہ یہ رافضہ میں سے ہیں۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قرآء عشر تمہارے لوگوں میں سے ہیں۔ اور ان کا قرآن کریم کے حروف میں اور بہت سی جگہوں پر اختلاف ہوا ہے۔ اور تمہارے نزدیک یہ سارے حق پر ہیں۔ تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ قرآن میں اختلاف کا دعویٰ تم نے اور تمہارے اسلاف نے کیا ہے، نہ کہ رافضہ نے۔ "سعد السعود "لابن طاؤوس ص ١٤٤ ـ ١٤٥ ـ ترجمة الحر العاملي ؛ أمل الأمل ٢/ ٢٠٥ ـ ٢٠٧ ـ

یمن میں مشہور ہے۔

۲۔ ورش کی روایت نافع سے: یہ قرأت مغرب اور الجزائر میں معروف ہے۔

۳۔ قالون کی روایت نافع سے: یہ قرأت لیبیا میں مشہور ہے۔

۴۔ الدوری کی روایت ابوعمرو سے: یہ قرأت چاڈ اور جنوبی سوڈان میں معروف ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ میں برکت اور آپ کو نفع دے، اور آپ سے دوسروں کو نفع دے، اپنے علمائے کرام سے سوال کرو: آل بیت کا قرآن کہاں ہے؟ اور وہ مصحف کہاں ہے جو آئمہ ایک دوسرے سے روایت کرتے چلے آئے ہیں؟

امام عسکری کی سند امام ہادی سے، وہ جواد سے وہ رضا سے وہ کاظم سے وہ صادق سے، وہ باقر سے وہ زین العابدین سے وہ نواسہ رسول حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے یا حسن بن علی رضی اللہ عنہما وہ جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہاں روایت کرتے ہیں؟ کیا شیعہ لوگ اہل سنت کی اسناد کی طرف رجوع کیے بغیر سند کے ساتھ یہ قرآن رسول اللہ ﷺ سے روایت کر سکتے ہیں؟

میں کہتا ہوں: وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ مگر پھر بھی آپ اپنے علماء سے پوچھ لیں شاید وہ ایسا کر سکتے ہوں۔ جب صحابہ کرام ہی کافر تھے، خاص کران میں سے مشہور صحابہ: اور یہی لوگ قرآن کے نقل [روایت] کرنے والے ہیں؛ پھر شیعہ اس انسان کی روایت پر کیسے اعتبار کرسکتا ہے جس کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو؟ اور امام حفص یا ورش یا قالون یا الدوری تک شیعہ کی اپنی سندِ روایت کہاں ہے؟ پس کوئی انسان اس وقت تک شیعہ نہیں ہوسکتا جب تک وہ قرآن میں تحریف کا عقیدہ اختیار نہ کرلے۔

آپ کی معلومات کے لیے ہم یہ بھی اضافہ کرتے چلیں کہ بعض شیعہ علماء جیسے نعمت اللہ الجزائری (1) اور النوری الطبرسی (2) اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ جنہوں نے کھلے عام لفظوں

---

(1) الأنوار النعمانية لنعمة الله الجزائري ۲/ ۳۵۷۔

(2) اس کا پورا نام حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی ہے ۔ ۱۳۲۰ ہجری میں انتقال ہوا، اور مشہد مرتضوی میں نجف میں تدفین ہوئی۔ اسی نے کتاب لکھی ہے: "فصل الخطاب في إثبات تحريف كتاب ⇦⇦⇦

⇐⇐⇐ میں دعوی کیا ہے کہ آئمہ معصومین سے تواتر ❶ کے ساتھ روایات منقول ہیں جن میں قرآن کریم کے تحریف شدہ ہونے کا اثبات ہے۔ جب کہ کوئی روایت بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس میں قرآن کے تحریف سے پاک ہونے کا ذکر ہو۔

پہلے لوگوں میں سے جنہوں نے تحریف قرآن کا عقیدہ ظاہر کیا؛ چار افراد مشہور ہیں: الطبرسی المفسر ابوعلی ❶؛ الطّوسی ❷؛ المرتضی ❸ اور الصدوق ❹۔ جب کہ ''مفید'' ❺ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔

⇐⇐⇐ رب أرباب" اس کتاب میں یہ اپنا عقیدہ ظاہر کرتا ہیکہ اس کتاب (قرآن مجید) میں کمی اور زیادتی ہوئی ہے۔ ان ہی میں سے ان کا سورۃ الانشراح کے متعلق یہ دعوی ہے کہ اس میں ایک آیت یہ بھی تھی: ((وجعلنا علیاً صهرك)) اور ہم نے علی کو آپ کا داماد بنایا۔ معاذ اللہ کہ ان کا یہ دعوی صحیح ہو۔ یہ کتاب ۱۲۸۹ ہجری میں ایران میں طبع ہوئی ہے۔ مصنف نے نعمت اللہ الجزائری سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے: '' بیشک جو روایات قرآن میں تحریف پر دلالت کرتی ہیں ان کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہے۔ اور ان روایات کے مشہور ہونے کا دعوی شیعہ علماء کی ایک جماعت نے کیا ہے، ان میں: المفید، المحقق الداماد، مجلسی اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: " فصل الخطاب " ص ۳۰۔

❶ تواتر یہ ایک اصطلاح ہے، جو اس وقت بولی جاتی ہے جس کسی خبر کو نقل کرنے والے لوگ اس تعداد کو پہنچ جائیں جن کا جھوٹ پر جمع ہونا، یا ان سب سے جھوٹ کا صادر ہونا محال ہو جائے۔ اور یہ خبر خود علم یقینی کا فائدہ دیتی ہو۔

❷ دیکھیں اس کی تفسیر "مجمع البیان " ۱/ ۳۱۔ ❸ التبیان فی تفسیر القرآن ۱/ ۳۔

❹ اس کا پورا نام علم الهدی الشریف المرتضی ہے؛ ۴۳۶ ہجری میں وفات ہوئی؛ دیکھیں: أجوبة المسائل الطرابلسیات"

❺ اس کا پورا نام محمد بن علی بن بابویہ القمی ہے، الشیخ الصدوق کے نام سے مشہور ہے، ۳۸۱ ہجری میں وفات پائی۔ اس نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار اپنی کتاب ''الاعتقاد'' ص ۵۹ میں کیا ہے۔ پہلے لوگوں میں سے یہی چار لوگ ہیں، ان کے علاوہ کسی پانچویں کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔ جیسا کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے اپنی کتاب '' الشیعة والقرآن'' ص ۵۶ پر کہا ہے۔

❻ مفید نے یہ بات " أوائل المقالات " میں ص ۸۰ پر کہی ہے۔؛ وہ کہتا ہے: '' قرآن میں اختلاف کے متعلق آل محمد ﷺ کے آئمہ ہدایت سے خبریں مشہور ہیں؛ اور جو کچھ ظالموں [شیعہ لوگ جب ظالم بولتے ہیں تو اس سے مراد پہلے تینوں خلفاء کو لیتے ہیں] نے اس میں کمی اور زیادتی کی۔ اس کے بعد کہتا ہے: میں بھی اس طرف میلان رکھتا ہوں۔ اس سے پہلے ص ۴۹ پر اس نے کہا ہے: امامیہ کے علماء کا اجماع ہے کہ گمراہی کے آئمہ نے قرآن کے جمع کرنے میں کئی ایک مقام پر اختلاف کیا۔ اور اس کو وحی کی اصل حالت سے تبدیل کر ڈالا۔

ہر وہ انسان جو اثنا عشری [بارہ اماموں] کی پیروی کرتا ہے اس پر واجب ہوتا ہے کہ وہ قرآن مجید میں تحریف کا عقیدہ اپنائے۔ اس لیے کہ ان سے جتنی بھی روایات [شیعہ کتب میں]نقل کی گئی ہے، سب میں تحریف قرآن کا کہا گیا ہے۔ جو کوئی ان کی راہ سے ہٹ کر چل رہا ہو تو اس کا معاملہ دوسرا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آئمہ اہل سنت والجماعت اس مسئلہ میں بہت سخت ہیں۔ اور وہ ہر اس آدمی کو کافر کہتے ہیں جو قرآن میں تحریف کا عقیدہ رکھتا ہو۔ اور اس کا وہ کھلے عام اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر ۹)

''بیشک ہم نے ہی ذکر (یعنی قرآن) کو نازل کیا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

جب کہ شیعہ علماء یہ بات نہیں کہتے؛ اور اگر کوئی ایسا کہہ بھی دی تو کہتے ہیں یہ غلط کہہ رہا ہے۔

یہاں پر میرا ایک سوال ہے، جس کا جواب مجھے نہیں مل رہا؛ حقیقت میں یہ سوال سے بڑھ کر ایک حجت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ: ہم اکثر حدیث ثقلین سنتے چلے آرہے ہیں۔ اور ثقلین سے مراد اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ شیعہ کی کتابوں میں ہے کہ حدیث میں آیا ہے: ''بیشک قرآن ثقل اکبر ہے، اور آل بیت ثقل اُصغر ہیں۔''[1]

اس کے بعد ہم یہ پوچھتے ہیں کہ: تمام کے تمام شیعہ حسین کے قاتلوں کو کافر کہتے ہیں۔ جب کہ حسین ثقل اصغر یعنی اہل بیت کے ایک فرد ہیں۔ جب کہ دوسری جانب جو ثقل اکبر، یعنی پورے قرآن پر طعن کر رہا ہے؛ جیسا کہ تمام شیعہ علماء [قرآن پر طعن] کرتے ہیں، ان کے بارے میں چپ سادھے ہوئے ہیں، کوئی کچھ بھی نہیں کہہ رہا۔

یہی وجہ ہے کہ شیعہ علماء کی ایک بہت بڑی تعداد، ہاں ہاں! بڑے علماء کی ایک بہت بڑی تعداد کہتی ہے:

---

[1] تفسیر القمی ص ۱٦ ؛ بصائر الدرجات ص ۱۲۲ ـ ۱۲۳ـ

''یہ قرآن تحریف شدہ ہے۔'' ❶

کیا آپ کو یہ بات منظور ہے کہ یہ علماء اس مذہب کے علماء ہوں جس کی طرف آپ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اور جن کے لیے آپ رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی جو کتابیں اور علم چھوڑا ہے، اس پر ان کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں؟

اللہ آپ میں برکت دے! کیا آپ جانتے ہیں کہ: حسین نوری الطبرسی [المفسر] نے اس قرآن کے بارے میں کہا ہے: ''بیشک اس قرآن میں بعض آیات بیوقوفانہ ہیں۔'' ❷

العیاذ باللہ۔ کیا یہ مسلمان ہے؟

میں اس کے جواب میں ہرگز جلدی نہیں کروں گا۔ لیکن میں اتنی بات ضرور کہوں گا: اگر تم حق بات جاننے کی حرص رکھتے ہو- اور میرا یقین ہے کہ آپ ایسا ہی چاہتے ہوں گے- اسی لیے میں اب آپ کے لیے لکھ رہا ہوں کہ- اپنے علماء سے اس آدمی کے بارے میں پوچھو کہ شیعہ اثناء عشریہ میں اس کا کیا مقام ہے؟ اس کے بارے میں ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے جو کچھ کاشف آل غطا نے [نوری طبرسی کے بارے میں] کہا ہے؛ وہ کہتا ہے: ''اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیے تجلی ظاہر کرتا تو کہتا یہ میرا نور ہے، [اس کو دیکھ لو]'' ❸

---

❶ ان میں سے بعض نے قرآن میں تحریف پر علماء کے اجماع کا دعوی کیا ہے۔ دیکھیں: المفید نے اوائل المقالات ص ۸۰ پر، محسن الکاشانی نے ''التفسیر الصافی'' میں ۱ / ٤٩ پر یہ دعوی نقل کیا ہے۔

❷ الطبرسی کہتا ہے: قرآن مجید میں ربط کے اختلاف کے باوجود، جیسا کہ بعض فقرات کی فصاحت میں ہے؛ جو کہ حد اعجاز کو پہنچتے ہیں، بعض آیات میں انتہائی بیوقوفانہ پن ہے۔'' فصل الخطاب ص ۲۱۲۔ مخطوطہ سے تصویر شدہ نسخہ۔

❸ کاشف الغطا ''اصل و أصول الشیعة'' کا مؤلف ہے۔ اس نے نوری طبرسی کے بارے میں کہا ہے: ''فقہاء ومحدثین کا علامہ؛ آئمہ طاہرین کی احادیث واخبار کا جامع؛ اگلوں اور پچھلوں کے علوم پر دسترس رکھنے والا؛ یقیناً اللہ تعالیٰ کی حجت؛ جس جیسا انسان پیدا کرنے سے عورتیں بانجھ ہوگئی ہوں۔ اور جس کے مقابلہ میں چوٹی کے فضلاء عاجز آگئے ہوں؛ کوئی ایک بھی فضائل و مکارم میں اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ گڑگڑانے والا متقی؛ جس کے تقوی پر آسمان کے فرشتے بھی تعجب کرتے ہیں؛ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیے تجلی ظاہر کرتا تو کہتا یہ میرا نور ہے، [اس کو دیکھ لو]۔'' ہمارا آقا، ثقۃ الاسلام، الحاج میرزا حسین النوری اللہ تعالیٰ اس کے وجود کو دوام بخشے۔ دیکھیں مقدمہ کتاب: ''کشف الأستار'' از نوری الطبرسی ص ٢٤۔

⇦⇦⇦

جب ہم قرآن کی نصرت نہیں کریں گے، اسکے دشمن سے دشمنی نہیں رکھیں گے؛ اور اس کتاب پر طعن کرنے والوں سے برأت کا اظہار نہیں کریں گے تو ہمارا اسلام کیسے درست ہوسکتا ہے؟

اپنے علماء سے مطالبہ کرو کہ وہ قرآن میں طعن کرنے والے پر کفر کا فتوی جاری کریں ،جیسے وہ ناصبیوں -لعنهم الله- پر کفر کا فتوی لگاتے ہیں۔ حالانکہ ناصبیوں نے تو صرف بشر یعنی اہل بیت سے دشمنی کی تھی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس انسان کے کفر کا فتوی نہیں دیتے جو اللہ کی کتاب سے دشمنی رکھتا ہے؟

الحمد للہ! کہ ہم اس میں کوئی فرق نہیں کرتے کہ کوئی کتاب اللہ میں طعن کرتا ہے یا اہل بیت میں یا اصحاب رسول اللہ ﷺ میں۔ ہمارا ایک ہی منہج ہے کہ ان تمام کا دفاع کیا جائے جن کی دین میں کوئی عظمت ہے۔

⇦⇦ نوری طبرسی کو شیعہ نے اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے القابات دیے ہیں۔ اور اس کے لیے اچھی اچھی صفات بیان کی ہیں؛ چنانچہ اس کے بارے میں کہتے ہیں:'' خاتمۃ المحدثین؛ آخری صدیوں میں حدیث اور رجال کے اماموں کا امام؛ انبیاء اور مرسلین کے علوم کو رواج دینے والا۔''

" الذريعة إلى تصانيف الشيعة" کا مصنف آغا بزرگ طہرانی نوری الطبرسی کے بارے میں کہتا ہے:'' آخری صدیوں میں حدیث اور رجال کے اماموں کا امام؛ اور شیعہ کے بڑے علماء میں سے ایک بڑا عالم، اور اس زمانے میں اسلام کی بڑی شخصیات میں سے ایک ہے۔ شیخ نوری-شیعہ کے-سلف صالحین کا ایک نادر نمونہ تھے؛ جن کو وجود اس زمانے میں ملنا مشکل ہے۔ آپ اپنی عبقری صلاحیتوں کی وجہ سے جداگانہ حیثیت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک عجیب نشانی تھے؛ جن میں نادر قسم کی صلاحیتیں پوشیدہ تھیں۔ اور آپ کے قابل احترام ملکہ نے آپ کو اس قابل بنادیا تھا کہ آپ کا شمار شیعہ علماء کے اس ہراول دستہ میں ہو جنہوں نے اپنی زندگیاں دین و مذہب کی خدمت میں لگادیں۔ آپ کی زندگی نیک اعمال کا ایک روشن صفحہ ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے ایک کتاب "فصل الخطاب في مسألة التحريف في الكتاب" ہے۔ دیکھیں:" نقباء البشر" از آغا بزرگ طہرانی ۲/ ۵۴۳۔

تیسرا وقفہ:

کچھ دیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ

میرے بھائی اور میری بہن!

شیعہ علماء نے کچھ ایسی صورت بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے گرد منافقین اور کذابین کا ایک ٹولہ جمع تھا جنہوں نے دنیاوی اغراض کے لیے ظاہری طور پر-اس دین کے ساتھ- موافقت کا اظہار کیا تھا؛ اور وہ اپنے باطن میں نفاق کی وجہ سے اس دین کے مخالف تھے [1] اور لوگوں کے سامنے یہ تصویر پیش کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان سے بغض رکھتے تھے، اور ان کی صحبت کو ناپسند کرتے تھے۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان کے بارے میں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کے وصی ہیں؛ ان کے سامنے حق بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔

---

[1] البیاضی نے "الصراط المستقیم" ۳/ ۱۴۱ میں کہا ہے: ''وہ-یعنی اہل سنت والجماعت- کہتے ہیں: ''تم نے نیکوکار صحابہ کو گالی دے کر اپنا دین فاسد کردیا۔ہم کہتے ہیں: ہم تو ان فاسق لوگوں سے برأت کا اظہار کرتے ہیں جنہوں نے دین کو تبدیل کردیا، جیسا کہ تم نے اپنی کتابوں میں حدیث حوض میں ذکر کیا ہے۔ وہ-یعنی صحابہ- ہمیشہ مرتد ہی رہے؛ اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے فرمایا: ''دوری ہو دوری ہو ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل دیا۔'' ہم اس مسئلہ میں سید المرسلین کی پیروی کرتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ وہ اسے اللہ کا حکم سمجھتے ہوئے صحابہ کرام کو گالی دینا اللہ کی قربت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ التستری نے ''احقاق الحق'' ص ۹۸ پر کہا ہے: بلکہ وہ بعض ان صحابہ پر لعنت کرتے ہیں جن کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ظلم کیا، اور خلافت غصب کی، اور اہل بیت پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیے۔

التستری نے "احقاق الحق" کے صفحہ ۳۱۶ پر مزید یہ بھی کہا ہے: ''جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہدایت کے لیے آئے تھے۔ اور ان کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کی بہت بڑی تعداد کو ہدایت ملی۔ پھر ان کی زندگی میں ہی مرتد ہو گئے؛ اور ایمان پر سوائے موسیٰ اور ہارون کے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ ایسے ہی محمد ﷺ بھی آئے۔اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ خلق کثیر کو ہدایت دی۔ مگر وہ آپ کی وفات کے بعد اپنی ایڑیوں کے بل پھر کر مرتد ہو گئے۔ ⇦⇦⇦

اور یہ کہ نبی کریم ﷺ دن رات ان پر لعنت کرتے تھے؛ اور نبی کریم ﷺ پر قرآن ان کی لعنت میں نازل ہوتا تھا؛ قرآن میں مجرمین ان ہی کو کہا گیا ہے۔ اور منافقین بھی یہی ہیں، اور یہی لوگ کافرین اور فاسقین ہیں ؛ بلکہ یہی لوگ فحاشی اور برائی ہیں۔ قرآن میں جہاں کہیں بھی کوئی مذمت آئی ہے، اس سے مراد یہی لوگ ہیں، اور جہاں بھی لعنت کی گئی ہے، اس سے مقصود بھی یہی ہیں۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ کی ایک وحشت ناک تصویر لوگوں کے سامنے پیش کی ہے، جس میں آپ کو ایک تصنع کار، دھوکے باز، ظلم ورسوائی بلکہ ہر ایک جرم اور کفر پر خاموش ظاہر کیا ہے؟

⇦⇦⇦ التیجانی اپنی کتاب ''ثم اهتديت'' میں صفحہ ۱۵۶ پر کہتا ہے: ''میں نے بہت زیادہ مطالعہ کیا، یہاں تک کہ مطمئن ہوگیا کہ شیعہ امامیہ حق پر ہیں۔ تو پھر میں شیعہ ہوگیا؛ تو اللہ کا نام لے کر اہل بیت کی کشتی میں سوار ہوگیا؛ اور ان سے دوستی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا؛ اس لیے کہ مجھے بعض ان صحابہ کے متبادل اہل بیت مل گئے جن کے بارے میں میرے پاس ثابت ہو چکا تھا کہ وہ مرتد ہوگئے ہیں۔ اور ان میں سے [مرتد ہونے سے] صرف چند ایک ہی بچ سکے ہیں۔

نعمت اللہ الجزائری اپنی کتاب ''الأنوار النعمانية'' ۲/۲۴۴ پر کہتا ہے: ''امامیہ اثناعشریہ کھلے عام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا کہتے ہیں؛ اور صحابہ کو کافر قرار دیتے ہیں؛ اور ان پر طعن وتنقید کرتے ہیں۔ اور وہ امامت کو جعفر الصادق رحمہ اللہ علیہ اور پھر ان کی اولاد آئمہ معصومین میں مانتے ہیں۔ اور اس کتاب کا مؤلف اسی فرقہ ناجیہ سے ہے'' ان شاء اللہ۔

محمد باقر المجلسی اپنی کتاب ''مرآة العقول، ۲۶/۲۱۳ میں شیعی گمان کے مطابق صحابہ کے مرتد ہونے کی روایت نقل کرتے ہوئے کہتا ہے: ''بیشک کلینی نے روضۃ الکافی میں روایت نمبر ۳۴۱ کے تحت ابو جعفر سے نقل کیا ہے کہ: نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سارے لوگ مرتد ہوگئے تھے سوائے تین افراد کے۔'' میں نے کہا: وہ تین کون ہیں؟ فرمایا: مقداد بن أسود، أبوذر الغفاری اور سلیمان الفارسی رحمۃ اللہ علیہم وبرکاتہ۔''

مرتضى محمد الحسيني النجفى اپنی کتاب ''السبعة من السلف'' ص ۷ پر لکھتا ہے: ''نبی کریم ﷺ کو ان صحابہ کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا جو آپ کے بعد مرتد ہوگئے، سوائے کچھ تھوڑے سے لوگوں کے۔''

المجلسی نے ''بحار الأنوار'' ۳۰/ ۳۹۹ پر لکھا: ''وہ روایات جو کہ ابو بکر وعمر اور ان کی طرح کے دوسرے لوگوں کے کفر اور ان پر لعنت کرنے کے ثواب، اور ان سے برأت کے اظہار پر دلالت کرتی ہیں، وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ انہیں اس ایک جلد میں یا کئی جلدوں میں جمع کیا جاسکے۔ اور جو روایات ہم نے یہاں نقل کی ہیں وہ ان لوگوں کے لیے کافی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینا چاہے۔''

لیکن - اللہ مجھے اور آپ کو ہر اس چیز کی توفیق دے جسے وہ پسند کرتا ہے اور جس سے راضی ہوتا ہے- کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ صحابہ کرام کون تھے؟ بیشک یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی اتباع اس وقت میں کی جب آپ بالکل اکیلے تھے؛ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نصرت میں اور اسلام کی نصرت میں اپنے مال اور اپنی جانیں پیش کیں۔ اور اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے اپنے قریب ترین لوگوں سے جنگیں لڑیں۔ اور خیر کے ہر ایک میدان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی رضا مندی کا اعلان کر دیا؛ اور کھلے لفظوں میں قرآن میں ان کی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح: ٢٩)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، آپ انہیں دیکھیں گے وہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے۔ مثل اس کھیتی کے جس نے انکھوا (بالی) نکالا؛ پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا؛ تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے؛ ان ایمان والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے ، ذرا ان الفظ پر غور کریں اللہ تعالیٰ کیا فرما رہے ہیں: ﴿يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾ (وہ اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ یہاں پر ان کے دل کے حال کی خبر دے رہے ہیں۔ اور اللہ کے اس فرمان پر بھی ذرا غور فرمائیں: ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے ۔'' پس کفار وہی لوگ ہیں جن ان صحابہ کرام پر چڑتے ہیں اور ان سے نفرت رکھتے ہیں ۔ اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت نصیب فرمائے ، بچ کر رہیے کہ آپ بھی ان ہی میں سے نہ ہو جائیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر چڑتے ہیں ، اور ان سے بغض رکھتے ہیں ۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

(الفتح : ۱۸)

''یقیناً اللہ تعالی مومنوں سے خوش ہوگیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے ؛ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا ؛ اور ان پر اطمینان نازل فرمایا ؛ اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی ۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ کے فرمان پر غور کرو: ﴿فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ﴾ (''ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا۔'' ان کے دلوں میں کیا تھا ، ایمان ، تقوی ، صدق و اخلاص ، محبت ۔ اس کا نتیجہ کیا رہا: ﴿فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾ (اور ان پر اطمینان نازل فرمایا ؛ اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی ۔''

[کیا بھلا اتنا سخت امتحان اور اتنا بہترین نتیجہ کسی اور کے حصہ میں بھی آیا ہے؟]

سبحان اللہ ! کیا ہم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھتے چلے آرہے ؟

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ

هُمُ الصَّادِقُوْنَ﴾ (الحشر: ۸)

”(فے کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں۔“

یہ مہاجرین ان لوگوں کے علاوہ کون تھے؟ ان سب کے بڑے: جناب حضرت ابوبکر الصدیق، پھر جناب حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی؛ طلحہ، زبیر؛ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید؛ ابوعبیدہ بن الجراح، عمار بن یاسر، سلمان الفارسی؛ صہیب رومی؛ اور ابوذر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر: ۹)

اور (ان کے لیے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی؛ اور اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے؛ بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کتنی ہی سخت حاجت ہو؛ (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب اور بامراد ہے۔“

تمہیں اپنے رب کی قسم ہے! سچ بتاؤ یہ لوگ کون تھے؟ کیا یہی حضرت سعد بن عبادہ، سعد بن معاذ، معاذ بن جبل، أبـي بن کعب؛ عبادہ بن صامت؛ عمرو بن الجموح اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم اجمعین نہیں تھے؟ پھر ان دو آیتوں کے بعد دیکھو اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاؤُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الحشر: ١٠)

’’اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ایمانداروں کی طرف ہمارے دل میں کہیں (اور دشمنی) نہ ڈال؛ اے ہمارے رب بیشک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔‘‘

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی ان ہی لوگوں میں سے ہیں؟ ہاں اللہ کی قسم! ہم انہی لوگوں میں سے ہیں جب ہم ویسے کہیں گے جیسے کہنے کا حکم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾

’’اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے۔‘‘

اور پھر ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کھوٹ اور دشمنی بھی نہ ہو۔ سبحان اللہ! پھر سبحان اللہ! پھر سبحان اللہ! [یہ رتبہء بلند جسے مل گیا۔ ایں سعادت بزور بازو نیست]۔

شیعہ کے دلوں میں مہاجرین اور انصار کے خلاف کھوٹ کیونکر نہیں ہو سکتا جب کہ وہ اپنے علماء وخطباء سے ان کے خلاف گالم گلوچ اور مذمت کے برے الفاظ ہی سنتے آرہے ہیں۔ کیا تم بھی ایسے ہو؟ ہر گز نہیں؛ نہیں ہر گز نہیں۔ ❶

کیا کوئی عقل مند سوچ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی ہر طرح سے مدح کی ہو، پھر وہ چند ایک کے سوا باقی سارے کے سارے مرتد ہو جائیں؟ جیسا کہ ’’الکافی‘‘ میں لکھا ہے؛ کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سارے لوگ مرتد ہو گئے تھے سوائے تین کے۔ امام باقر سے پوچھا گیا: وہ تین کون تھے؟ تو انہوں نے کہا: مقداد و ابوذر اور سلیمان۔ ❷

❶ [عام طبقہ کا ان پڑھ یا ان باتوں سے جاہل شیعہ تو محبت اہل بیت کی آڑ میں شیعہ ہو گیا ہے، اللہ کی قسم! اگر عام شیعہ پر ان کی حقیقت آشکار ہو جائے تو ہم سے پہلے وہ ان کی ایسی خبر لیں کہ انہیں کچے چبا ڈالیں۔ مترجم]

❷ ’’اصول الکافی‘‘ ٢/ ٢٤٥۔ کاشانی نے اس روایت کے متعلق کہا ہے کہ اس کی اسناد معتبر ہیں۔ یہ بات معاصر شیعہ میں سے: التیجانی نے ’’ثم اهتديت‘‘ ص ٦٥۔٦٦ پر؛ ہاشمی بن علی نے اپنی کتاب ⇦⇦⇦

کیا یہ بات معقول ہوسکتی ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے - آپس میں وقت کے اختلاف کے ساتھ کم وبیش- تیئس سال کا عرصہ نبی ﷺ کی صحبت میں گزارا؛ پھر خاص کر مقرب صحابہ جیسے: حضرت ابوبکر، حضرت عمر؛ حضرت عثمان [حضرت علی]؛ طلحہ وزبیر؛ ابوعبیدہ اور معاذ ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اجمعین انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتربیت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا؟ اور نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں پر جتنی بھی محنت کی تھی ، وہ سب ہواؤں کی نظر ہوگئی؛ اور ان لوگوں نے اپنے دین کو دنیا کے مال ومرتبے کے بدلے میں بیچ دیا؟

مگر اس کے باوجود کوئی ایک یہ نہیں جانتا کہ یہ مال کس نے دیا؟ اور اس کا لینے والا کون تھا؟ اور یہ مال کہاں گیا؟ یہ ساری بڑی عجیب باتیں ہیں۔

میرے بھائیو اور بہنو! ذرا ان لوگوں کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد اور مصائب میں صبر وتحمل پر غور وفکر کرو! اور دیکھو کہ ان لوگوں نے اپنی ہر قیمتی اور پیاری چیز کیسے اللہ کی راہ میں قربان کردی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بھی غور وفکر کریں:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ (الجمعة : ۲)

''وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

یہاں پر ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَیُزَكِّیْهِمْ﴾ ''اور وہ ان کا تزکیہ نفس کرتا تھا۔

⇦⇦⇦ ''الصحابة في حجمهم الحقيقي '' ص ۹۷ پر؛ علی بن معصوم الشیر ازي نے اپنی کتاب'' الدرجات الرفيعة '' میں ص ۱۷؛ ۱۹ پر؛ اور احمد حسین یعقوب نے اپنی کتاب ''نظرية عدالة الصحابة '' ص ۵۴؛ ۵۵ پر یہی بات کہی ہے۔ مزید آپ اس کی تفصیل جاننے کے لیے دیکھ سکتے ہیں :"شرح أصول الكافي " للمازندراني ۱۱/ ۲۷۷۔ الصراط المستقيم " للبياضي ۱/ ۱۹۸۔ نیز ۳/ ۱۱٤۔ السقيفة للسليم بن قيس ص ۱۱٦؛ اور " الروضة من الكافي " للكليني ص ۳٥٦۔

کے ساتھ ایک چھوٹا سا وقفہ لیتے ہیں، کیا آپ نے ان لوگوں کا تزکیہ کیا تھا؟

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر طعن کرنا حقیقت میں براہ راست جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر طعن کرنا ہے؛ بلکہ اللہ کی ذات پر طعن ہے۔ خواہ ہم اس بات کو مانیں یا اس کا انکار کریں۔

میرے بھائی اور میری بہن!

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کے دشمن اس دین میں طعنہ زنی کرنے کے لیے سب سے زرخیز میدان اسی کو پاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: اسلام کے مبادیات صفحات پر لکھی ہوئی سیاہی ہے۔ ان کو عملی طور پر نافذ کرنا کبھی بھی ممکن نہیں۔ جب نبی کریم ﷺ عاجز آ گئے کہ وہ اس دین کو اپنے خاص ترین صحابہ پر نافذ کریں؛ اور ان لوگوں کا تزکیہ نفس نہ کر سکے؛ تو پھر کون ہے جو اس دین پر چل کر کامیاب ہوگا؟

کیا اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کے بارے میں نہیں فرمایا تھا:

﴿إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ﴾ (الأنفال: ۱۱)

''اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لیے؛ اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعے سے تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے؛ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔''

ذرا ہمیں پاک کر دینے اور شیطانی وسوسے دور کرنے کے معانی پر غور و فکر کرنا چاہیے؟ اور یہ نہیں بھولنا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ ملا کر دیکھنا ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الأحزاب: ۳۳)

''اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اپنے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔''

ہمیں چاہیے کہ اس پر بھی غور وفکر کریں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے صحابہ کے بارے میں اور جو کچھ منافقین کے بارے میں سورت احزاب میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًاo اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَاo هُنَالِكَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا﴾ (الأحزاب: ۹۔۱۱)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا اسے یاد کرو جبکہ تمہارے مقابلے کو فوجوں پر فوجیں آئیں پھر ہم نے ان پر تیز تند آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھتا ہے۔ جب کہ (دشمن) تمہارے پاس اوپر اور نیچے سے چڑھ آئے؛ اور جب کہ آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور اللہ تعالیٰ کی نسبت طرح طرح گمان کرنے لگے۔ یہیں مومن آزمائے گئے اور پوری طرح جھنجھوڑ دیئے گئے۔''

یہ غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے؛ جب کہ منافقین کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ (الأحزاب: ۱۲)

''اور اس وقت منافق اور وہ لوگ جنکے دلوں میں (شک کا) روگ تھا کہنے لگے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکا فریب کا ہی وعدہ کیا تھا۔''

جب کہ مہاجرین اور انصار کے مؤمنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ

صَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ مَا زَادَھُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا o مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَ مِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا﴾ (الأحزاب: ۲۲۔۲۳)

"اور ایمانداروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا تو (بے ساختہ) کہہ اٹھے کہ: ان ہی کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ اور اس چیز نے ان کے ایمان میں اور شیوہ فرماں برداری میں اور اضافہ کر دیا۔ مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا انہیں سچا کر دکھایا۔ بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض (موقعہ کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔"

اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں کہ: ﴿وَ مَا بَدَّلُوْا﴾ (" انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔" جب کہ شیعہ کہتے ہیں: انہوں نے کوئی تبدیلی کی۔ ہم کس کی بات کو سچ مانیں؟

غزوہ تبوک ۹ ہجری میں پیش آیا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ فِیْ سَاعَۃِ الْعُسْرَۃِ مِنْ بَعْدِ مَا کَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْھُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْھِمْ اِنَّہٗ بِھِمْ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (التوبة: ۱۱۷)

"اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے۔"

تمہیں اللہ کا واسطہ ہے! ذرا کچھ دیر رک کر ان لوگوں کے بارے میں غور وفکر کرو جو رسول اللہ ﷺ پر اس وقت ایمان لائے جب لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے۔ اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کا دفاع کیا۔ اور اس وجہ سے تکالیف برداشت کیں۔ اور تمام جنگوں میں آپ

کے مددگار بنے۔ یہاں تک کہ لوگ ان سب کو ایک ہی تیر سے نشانہ بنانے لگے۔ اور انہوں نے قیصر و کسریٰ اور ان کے علاوہ باقی لوگوں کے ساتھ جنگوں کے دوران اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ پھر ان لوگوں سے کیسے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے اپنا دین اور اپنا جہاد بیچ ڈالا اور ابو بکر کی بیعت کرلی؟ اور حضرت علی کے ساتھ غداری کی۔ حالانکہ نہ ہی ابو بکر کا اتنا بڑا خاندان تھا جو ان کے ساتھ مل کر لڑتا، اور نہ ہی ان کے کوئی حفاظتی گارڈ تھے، اور نہ ہی ان کے پاس کوئی اتنا زیادہ مال تھا جس کی لالچ میں لوگ ایسے کرتے۔ اور نہ ہی انہوں نے لوگوں کو ڈرایا؛ پھر انہوں نے کیسے ابو بکر کو خلیفہ بنالیا، اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور حضرت علی کی بیعت نہ کی؟

وہ کیا وجہ ہوسکتی ہے جس کی بنا پر انہوں نے اپنا دین دوسرے کی دنیا کے لیے بیچ دیا؟

ان تمام باتوں کی موجودگی میں شیعہ علماء ہم سے کیسے یہ توقع کرتے ہیں کہ ہم ان کی تصدیق کریں کہ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے تھے۔ اور ان کے جھنڈے کے نیچے انہوں نے قتال کیا، ۔ کس چیز نے انہیں تبدیل کردیا؟ کوئی ایک بھی یہ بات نہیں جانتا......

کیا وہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کی اس بات کی تصدیق کریں کہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مہاجرین و انصار کے گھروں پر جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کا مطالبہ کرتے رہے، مگر انہوں نے کوئی ایک بھی اپنا مددگار نہیں پایا؛ جو ان کے ساتھ کھڑا ہوتا اور ان کی مدد کرتا؛ بلکہ لوگوں نے ان کے حق کا انکار ہی کردیا؟ [1]

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت میں جلدی کرنے لگے۔ آپ سوچ سکتے ہیں کس چیز نے ان کی آنکھیں کھول دیں؟

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں اس مقدمہ کے بیان کے بعد آیئے ان کے بارے میں اپنے علماء کا کلام پڑھیں:

[1] دیکھیں: کتاب " السقیفة " لسلیم بن قیس ص ۸۲؛ ۸۳۔

نعمت اللہ الجزائری کہتا ہے: "بیشک صحابہ کی بڑی تعداد منافقت پر قائم تھی۔ اور ان کی منافقت کی آگ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چھپی ہوئی تھی۔ جب آپ اپنے رب کے پڑوس میں چلے گئے تو ان کی منافقت کی یہ آگ ان کے وصی کے لیے ظاہر ہوئی، اور یہ لوگ دین سے اپنی ایڑوں کے بل پلٹ گئے۔" ❶

البیاضی نے کہا ہے:

"عمر بن خطاب کافر تھا، وہ کفر چھپاتا اور اسلام ظاہر کرتا تھا۔" ❷

مجلسی کہتا ہے:

"کسی بھی عقل مند کے لیے کوئی گنجائش نہیں کہ وہ عمر کے کافر ہونے میں شک کرے۔ اس پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو، اور ہر اس انسان پر لعنت ہو جو اسے مسلمان شمار کرتا ہو۔ اور ہر اس انسان پر لعنت ہو جو اس پر لعنت نہ کرتا ہو۔" ❸

سبحان اللہ! آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ دشمنی کس حد کو پہنچی ہوئی ہے؟ کیا انہوں نے فرعون کے بارے میں بھی ایسا کہا ہے؟

بحرانی نے کہا ہے:

"ابو بکر الصدیق نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ مگر بت اس کے گلے میں لٹک رہا ہوتا، وہ اس بت کو سجدہ کرتا۔ اور جان بوجھ کر رمضان کے دنوں میں افطار کرتا؛ اور شراب پیتا اور رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتا۔" ❹

ان کی ایک کتاب "ضیاء الصالحین" میں ہے:

"جو کوئی صبح ابو بکر و عمر پر لعنت کرے، اس پر کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا یہاں تک کہ شام ہو جائے۔ اور جو کوئی شام کو ابو بکر و عمر پر لعنت کرے اس پر کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔" ❺

---

❶ الأنوار النعمانیه ۱/ ۸۱۔
❷ الصراط المستقیم ۳/ ۱۲۹۔
❸ جلا العیون ص ۴۵۔
❹ البرهان ۱/ ۵۰۰۔
❺ دیکھیں: "ضیاء الصالحین تالیف محمد صالح الجوهری ص۵۱۳۔

مجھے یہاں پر اپنے ساتھ پیش آنے والا ایک قصہ یاد آرہا ہے۔ میں نے ایک شیعہ سے پوچھا: تم نے زندگی میں کتنی بار عمر پر لعنت کی ہے؟ اس نے تعجب سے کہا: اس پر تو میں ہر دن لعنت کرتا ہوں۔'' پھر میں نے دوسرا سوال پوچھا: تم نے اپنی زندگی میں فرعون پر کتنی بار لعنت کی ہے؟ وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا؛ اور پھر کہنے لگا: مجھے اپنی زندگی میں ایک بار بھی یاد نہیں کہ میں نے فرعون پر لعنت کی ہو۔

ہم اللہ سے تو یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ اسے ہدایت دے، اور حق بات سمجھنے کی توفیق دے۔ اس لیے کہ وہ اپنے مذہب کے لیے بہت ہی زیادہ متعصب ہیں۔ جس کے بعد مجھے ان میں کوئی خیر کی امید نظر نہیں آتی۔

جب کہ تویسر کانی اصحاب رسول اللہ ﷺ کے بغض میں اپنے معاصر تمام شیعہ سے آگے بڑھ گیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

''میں جانتا ہوں کہ سب سے بڑھ کر شرف والی جگہیں اور اوقات و حالات ان پر لعنت کرنے کے لیے زیادہ مناسب ہوتے ہیں۔ جب تم پاخانے میں ہو تو خلوت کے ہر لمحے میں یہی لعنتیں کہو؛ اور ان سے برأت کا اظہار کرو۔ اور طہارت کے وقت بھی ایسے ہی کہو: اے اللہ! عمر پر لعنت کر؛ پھر ابو بکر اور عمر پر لعنت کر؛ پھر عثمان و عمر پر پھر معاویہ اور عمر پر؛ پھر یزید اور عمر پر؛ پھر ابن زیاد اور عمر پر؛ اور پھر ابن سعد اور عمر پر؛ پھر شمر اور عمر پر؛ پھر ان کے لشکر پر۔ اے اللہ! عائشہ پر لعنت کر؛ اور حفصہ پر، اور ہند اور ام الحکم پر، اور ان لوگوں پر قیامت تک کے لیے لعنت کر جو ان کے فعل سے راضی ہوئے۔'' ❶

کیا یہی دین ہے؟ کیا یہی کلمات یہ یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے بھی کہتے ہیں؟ آپ جانتے یہ کلمات کون کہتا ہے؟ بیشک یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور کیا پاخانے میں اور بول و براز کے وقت اللہ کا نام لیا جاتا ہے؟

---

❶ لآلی الأحبار لآیة الله محمد نبی التویسرکانی ٤/ ٩٢ ۔باب الأدعیة۔

خمینی ابو بکر وعمر کے متعلق کہتا ہے:

''بیشک ان جیسے جاہل اور بیوقوف لوگ؛ بہتان گھڑنے والے ظالم اس لائق نہیں ہیں کہ انہیں امامت کا منصب سونپا جائے۔''❶

ایک دوسری جگہ پر لکھتا ہے:

''حقیقت واقع تو یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کا حق نہیں دیا، اور نہ ہی ان کی اس طرح قدر کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے محنت کی؛ مشقت اٹھائی؛ اور تکلیفیں برداشت کیں؛ ان لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے؛ اور اپنی آنکھوں کو بند رکھا؛ اور آپ کے کانوں میں ابن خطاب کے کلمات گونج رہے تھے، جو کہ سراسر جھوٹ تھے؛ اور کفر اور زندیقیت کی پیداوار تھے۔''❷

اور کیا آپ نے یاسین الصواف کا قصیدہ سنا ہے جو اس نے عیدِ مقتل عمر پر لکھا ہے؟ اگر تم نے نہیں سنا تو میں تمہیں سناتا ہوں، مگر اس معذرت کے ساتھ کہ اگر تم میں سے بعض لوگوں کی سماعتوں کو تکلیف ہو۔ وہ کہتا ہے:

''اے پکار لگانے والے پکار! بیشک یہ عیدِ فاطمہ ہے، یہ خوشی کی عید ہے کہ عمر کا پیٹ چاک کیا گیا ہے۔ وہ دن کہ جس دن چاشت کے وقت گمراہ ابلیس چیخا تھا، بھٹکے ہوئے جنوں اور انسانوں کے مجمع میں۔ آج منافقوں کا سردار مر گیا ہے؛ وہ انسان جو جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کی قیادت کیا کرتا تھا۔ اے فیروز! تمہارے ہاتھ سلامت رہیں۔ تم نے سرکش باغی جن کو قتل کیا ہے، تمہیں کامیابی پر مبارک ہو۔ اس ظلم وستم کی بنیاد ابو بکر کے علاوہ کسی اور نے نہیں رکھی؛ اور نہ ہی ظلم کی سیاست عمر کے سوا کسی اور نے کی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ مجھے اس مقام پر پہنچا دے کہ میں ان دونوں لعنتیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ ان دونوں کو ان کی قبروں سے اکھیڑا جا رہا ہو، جیسے کہ نبی کریم نے ہمیں خبر دی ہے اور انہیں لکڑی کے ایک تنے پر سولی پر

❶ كشف الأسرار ص ۱۲۷۔ ❷ كشف الأسرار ص ۱۳۷۔

لٹکایا جائے گا، اور پھر انہیں آگ لگائی جائے گی بغیر کسی شک وشبہ کے۔''

یہ وہ ابیات ہیں جو میں نے اس کے قصیدہ سے انتخاب کیے ہیں۔ ❶

کیا آپ جانتے ہیں کہ ایرانی شہر کاشان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے مجوسی ابولؤلؤ فیروز کا دربار ہے، شیعہ لوگ اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ ❷

الغریفی نے کتاب ''عقد الدرر'' کے مقدمہ میں لکھا ہے:

''بیشک خلیفہ ثانی کا قاتل ابولؤلؤ فیروز ہے۔ وہ اگرچہ کسی بھی مذہب اور ملت پر تھا، اور اس کا کوئی بھی دین تھا؛ مگر وہ دعائے رحمت کا مستحق ہے۔ اس لیے کہ اس نے صدیقہ الزہراء کی دعا کو [عمر کا] پیٹ چاک کرکے سچ ثابت کر دیکھایا۔ اور اس کا تقاضا ہے کہ اس کی طرف منسوب جگہ کاشان کی زیارت کی جائے۔ اور مناسب ہے کہ اس کی زیارت کے وقت اس کے کارنامے کی قدر کرتے ہوئے اس کے لیے رحمت کی دعا کی جائے۔''

کرکی کہتا ہے: جو انسان اپنے دل میں عثمان سے دشمنی نہ رکھے، اور نہ ہی اس کو گالی دینا حلال سمجھے، اور نہ ہی اس کے کافر ہونے کا اعتقاد رکھے، وہ اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا دشمن اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کا منکر ہے۔ ❸

---

❶ یہ قصیدہ ۱۳۵ سے زائد ابیات پر مشتمل ہے۔ جنہیں شیخ محمد مال رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "یوم الغفران" میں اس کے مصنف یاسین بن احمد الصواب کی کتاب " عقد الدرر في بقر بطن عمر "ص ۹-۱۲ سے نقل کیے ہیں۔

❷ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو پاگل کر دیتا ہے تو ان کی عقل یوں کھو جاتی ہے۔ ابولؤلؤ نے مدینہ میں خودکشی کی؛ اور اسے یہیں پر کسی گھڑے میں چھپا دیا گیا۔ مگر وہاں سے ہزاروں میل دور اس کی نام نہاد قبر اور دربار بنالیا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں شہید ہوئے اور وہیں پر ان کی تدفین ہوئی۔ مگر گمراہ اور مبتدعین اور شیعہ لوگوں نے افغانستان کے شہر مزار شریف میں ایک قبر بنا کر اسے حضرت علی کی طرف منسوب کر دیا کہ یہ ان کی قبر ہے۔ اور یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کشمیریوں نے ایک جگہ پر موسی علیہ السلام کا مصلی بنا رکھا ہے۔ اور اس کے بارے میں عجیب قسم کی کہانیاں گھڑ کر عقائد بنالیے ہیں۔

❸ نفحات اللاهوت في لعن الجبت و الطاغوت ص ۷۵۔

تفسیر قمی میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ (التحریم: ۱۰)

''اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح کی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی یہ دونوں ہمارے بندوں میں دو (شائستہ اور) نیک بندوں کے گھر میں تھیں، پھر ان کی انہوں نے خیانت کی پس دونوں (نیک بندے) ان سے اللہ کے کسی عذاب کو نہ روک سکے اور حکم دیا گیا (اے عورتوں) دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی چلی جاؤ۔''

قمی اس آیت کی تفسیر میں کہتا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے یہاں پر ان دونوں کی خیانت سے مراد فحاشی لی ہے۔اور عائشہ پر ضرور حد قائم کی جائے گی جو کچھ اس نے بصرہ کے راستہ میں کیا۔طلحہ اس سے محبت کرتا تھا۔ جب اس نے بصرہ کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا؛ تو اس سے کہا: فلاں تمہارے لیے حلال نہیں ہیکہ بغیر محرم کے سفر میں نکلو؛ تو اس نیطلحہ سے شادی کر لی۔'' ❶

رجب البرسی کہتا ہے:

''عائشہ نے خیانت سے چالیس درہم جمع کیے، جنہیں اس نے حضرت علی سے بغض رکھنے والے بعض لوگوں میں تقسیم کردیا۔'' ❷

میرے بھائی اور میری بہن! میں یہ سطریں صرف اس امید پر لکھ رہا ہوں کہ شاید کوئی امید کی مشعل روشن ہوجائے۔ اگرچہ کہیں بہت دور پر ہی کہیں کوئی آثار ہوں، لیکن یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچے گا جو حق کے متلاشی ہیں۔

❶ تفسیر القمی ۲/ ۳۷۷۔ ❷ مشارق الأنوار ۸۶۔

آخر میں میں یہ وقفہ ختم کرتے ہوئے کہتا ہوں : لوگو ! ہوش کے ناخن لو؛ تمہیں کہاں لے جایا جارہا ہے؟ ایسے لوگ جن کی تعریف اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ اپنی سنت و احادیث شریفہ میں ان کی تعریف کرتے ہیں، آئمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے کلام میں ان کی ثناء وتعریف میں رطب اللسان ہیں۔ [1]

اور اس کے ساتھ ہی جو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جہاد؛ مرتدین سے قتال؛ مختلف ممالک کی فتوحات ،اور اسلام کی نشرو اشاعت کے لیے خدمات مشہور ہیں۔پھر نبی کریم ﷺ نے ان میں سے شادیاں کیں ، اور اپنی بیٹیاں ان کو شادیاں کرکے دیں ۔ یہی روش آئمہ اہل بیت کی رہی ہے؛ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ان کی فضیلتوں کا اعتراف ہر قریب اور دور کے انسان اور ہر کافر اور مسلمان کو ہے۔ کیا ہم یہ ساری چیزیں چھوڑ دیں اور مجلسی ، خمینی ، الجزائری ، کلینی اور ان جیسے دوسرے لوگوں کی باتیں مان لیں ۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے ،اور اگر چہ سب نہیں ؛ پھر بھی انہی کے لوگ اس عقیدہ کا دفاع بھی کرتے ہیں ۔ اور جو کچھ تاتاریوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا اس کی تعریف کرتے ہیں۔

اے شیعہ بھائی ! کیا آپ اس چیز کو تسلیم کرلیں گے کہ آپ خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں قاضی ہوں ،اور کیا تم اسے اپنی بیٹی شادی کرکے دے سکتے ہو؟ اور کیا تم اپنے بیٹوں کے نام ان کے نام پر رکھو گے؟ میرے اور آپ کے سردار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ کیا ہے؟ کیا تم نے کبھی فرعون ، ہامان اور ابو جہل کو گالی دی ہے جیسے تم عمر و ابو بکر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتے ہو؟

[1] اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قول وارد ہوا ہے؛ آپ فرماتے ہیں:''میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو دیکھا ہے،تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو ان سے مشابہ ہو۔ وہ صبح اس حال میں کرتے تھے کہ پراگندہ بال اور غبار آلود ہوتے۔ اور جب راتیں گزارتے تو سجدہ اور قیام میں۔ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں پر نشان پڑ چکے ہیں۔جب ان کے سامنے آخرت کا ذکر کیا جاتا تو گویا کہ وہ انگاروں کو پکڑے ہوئے ہوتے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے لمبے سجدوں کی وجہ سے عزت کا سفینہ تھا۔ جب وہ اللہ کو یاد کرتے تو ان کی آنکھیں بہہ پڑتیں۔اور وہ ایسے اکھڑ جاتے جیسے انتہائی سخت آندھی میں درخت اکھڑ جاتے ہیں۔'' نهج البلاغة خطبة رقم ۹۷۔

اور کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ تمہاری یہ باتیں تمہیں جہنم تک پہنچانے کا سبب بن سکتی ہیں اگر تم نے توبہ نہ کی۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ منافقین نبی کریم ﷺ کے اتنے قریب ہو گئے تھے کہ آپ نے ان سے شادیاں کیں، اور اپنی بیٹیاں ان کو شادی کر کے دیں؟ کیا تمہارا یہی ایمان وعقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ مشرکین کے خوف سے ہجرت کر رہے ہیں، اور اپنے ساتھ منافقین کے سردار کو رکھا ہوا ہے؟ کیا کوئی ادنیٰ سی عقل رکھنے والا انسان بھی ایسی غلطی کر سکتا ہے؟

اگر نہیں؛ تو پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ بات کیسے تسلیم کر لیں؟

کیا ابو بکر کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ چھینک ہی لیتے، یا آواز لگاتے، یا کھانستے تاکہ مشرکین کو ان کے ٹھکانے کا علم ہو سکے؟ ہم اللہ کے اس فرمان کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟

﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾ (التوبة: ٤٠)

''اگر تم ان (نبی ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکہ انہیں کافروں نے نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

آخر میں آئیں ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کرتے ہیں، اور اسے بار بار پڑھتے ہیں:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبة ۱۰۰)

''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔''

چوتھا وقفہ:

امامت

یہ بات آپ پر مخفی نہیں ہے کہ امامت کے موضوع کی آپ کے علماء کے ہاں بہت بڑی اہمیت ہے۔ بلکہ آپ کے علماء نے موضوع امامت کو ایمان کے صحیح ہونے کے لیے شرط قرار دیا ہے، اور اسے دین کے اصولوں میں سے ایک اصول گردانا ہے۔ محمد رضا المظفر کہتا ہے:

"امامت دین کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔" ❶

شیخ مفید کہتا ہے:

"امامیہ فرقہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے آئمہ میں سے کسی ایک امام کی امامت کا انکار کیا، اور اللہ تعالیٰ نے جو اس امام کی اطاعت واجب کی ہے اس کا منکر ہوا؛ وہ انسان کافر اور گمراہ ہے، ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کا مستحق ہے۔" ❷

جب امامت کی یہ منزلت ہے، تو پھر تم نے کبھی اپنے آپ سے یہ سوال کیوں نہیں کیا کہ پھر امامت کے اس اہم ترین مسئلہ کا ذکر قرآن میں کیوں نہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس قرآن میں ہدایت؛ تفصیل اور بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نماز، روزہ، حج کا ذکر فرمایا ہے؛ اور بہت سارے جہاد کے اور وراثت کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ ایسے ہی طلاق اور رضاعت اور مکارم اخلاق کا بیان ہے۔ قرآن مجید کی سب سے لمبی آیت قرض والی آیت ہے۔ اور بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کا یہاں پر تذکرہ کرنے سے موضوع طول پکڑ لے گا۔ تو [مختصراً قرآن میں] پھر امامت کہاں ہے؟ اور آئمہ کے نام کہاں ہیں؟ خصوصاً شیعہ کی کتابوں میں بہت ساری روایات ایسی ہیں جن میں ہے کہ امامت نماز، روزہ، زکوۃ اور حج سے زیادہ اہم ہے۔

❶ عقائد الإمامية ص ١٠٢ ۔ ❷ اوائل المقالات ص ٤٤ ۔

بلکہ عجیب بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی زید بن حارثہ ❶ رضی اللہ عنہ کا نام قرآن میں لیا ہے مگر علی کا نام قرآن میں نہیں آیا۔ حالانکہ قرآن نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کا بیان یہاں پر نہ ہو، پھر اتنی اہم ترین چیز کا ذکر کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَّ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾ (الانعام: ١١٤)

''اور وہ ذات جس نے آپ پر ایک مفصل کتاب نازل کی۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ﴾ (النحل: ٨٩)

''اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لیے۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (یونس: ٥٧)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے؛ اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔''

مگر اس کے باوجود ابن مطہر الحلی کہتا ہے:

''امام کو پیدا کرنا، اور اس کو قوت کے ساتھ ٹھکانہ دینا، اور اس کا نام لے کر

---

❶ اس آیت کی طرف اشارہ ہے: ﴿فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ (الأحزاب: ٣٧)

[اطاعت کا]حکم دینا اللہ پر واجب ہے۔'' ❶

وحید خراسانی نے کہا ہے:

''دینی معارف کے اصول کے لیے یہ صحیح نہیں ہے کہ ہم ہر کسی سے [یہ اصول] لے لیں۔ بلکہ ان کا مبداء و مرجع صرف دو چیزیں ہیں؛ جن کے علاوہ کوئی اور نہیں، وہ دو چیزیں: قرآن وحدیث ہیں۔ بیشک انحرافات اسی وقت پیدا ہوتے ہیں جب ہم ان دو مصادر کو چھوڑ کر دین کو تیسری جگہ سے لیں۔اس لیے کہ معاملات [فیصلوں] کی اصل قرآن سے لی جائے گی؛ اور فروعات باقی روایات سے لی جائیں گی۔'' ❷

یہ انتہائی عجیب بات ہے، جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن میں آئمہ کے نام لے کر ان کا ذکر کیا جائے۔ جو کچھ فلسفہ شیعہ نے اس مسئلہ میں ترتیب دیا ہے اب ہم دیکھتے ہیں وہ کیا ہے:

کہتے ہیں: لطف [مہربانی] ؛اللہ تعالی پر واجب ہے۔ -اور امام کا نام لیا جانا اس کا لطف [مہربانی] ہے- یہ ضروری ہے کہ قرآن میں اس کا ذکر کیا جائے۔

حقیقت واقع یہ ہے کہ ہم کوئی بھی ایسی چیز قرآن میں نہیں پاتے۔ اس وجہ سے شیعہ علماء بہت ہی اضطراب کا شکار ہوئے ،اوران کے دو مشہور گروہ بن گئے:

پہلا گروہ :......لطف [مہربانی] کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ اورامام کا نام لیا جانا اس کی مہربانی اور لطف ہے؛امام کا نام قرآن میں ذکر کیا گیا تھا۔ مگر صحابہ نے اس میں تحریف کردی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام حذف کردیا۔ یہ اکثر شیعہ علماء کا قول ہے۔ بلکہ ان میں سے بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ اور اسے مذہب کی ضروریات میں سے ایک بتایا ہے، جس کے بغیر ان کے مقرر شدہ اصول ثابت نہیں رہ سکتے۔ ❸

---

❶ الألفين ص ٦٥۔ ❷ مقتطفات ولائية ص ٣٦۔

❸ قرآن میں شیعہ کی تحریف کے لیے واپس وقفہ نمبر ٢ کا مطالعہ کریں۔

دوسرا گروہ :......لطف [مہربانی] کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ اور امام کا نام لیا جانا اس کی مہربانی اور لطف ہے ؛ مگر قرآن میں امام کا نام لے کر اس کا ذکر نہیں کیا گیا تا کہ اس میں تحریف نہ واقع ہو۔ اس لیے کہ قرآن میں تحریف ہونے میں بہت بڑا فساد تھا۔

خمینی نے کہا ہے:

''اگر مسئلہ صرف امامت کا ہو تو یہ قرآن سے ثابت ہے ۔ پس بیشک وہ لوگ جو کہ اسلام اور قرآن سے صرف دنیاوی اغراض اور عہدے ہی مراد لیتے تھے، وہ قرآن کو اپنی غلط اغراض کے لیے ایک وسیلہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور قرآن کے صفحات سے ان آیات کو حذف کرتے ہیں۔''

یہ کلام کئی وجوہات کی بنا پر باطل ہے:

۱۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ خمینی یہ بات بھول گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، اور بیشک یہ قرآن ہر زمانے اور ہر جگہ کے لوگوں کے لیے اور ہر ایک انسان کے لیے برابر فائدہ مند اور کار آمد ہے۔

۲۔ شیعہ علماء کہتے ہیں: ''امامت اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے ؛ امام کا وجود اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہی بھی کہتے ہیں کہ تقریباً تمام آئمہ یا تو قتل کیے گئے ؛ یا پھر انہیں زہر دیا گیا۔ اگر ایسے ہی تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود کو دوام کیوں نہ بخشا؟ حالانکہ ان کے قتل ہو جانے کی وجہ سے بہت بڑی خرابی پیدا ہوئی ۔ جب ہم اس بات کو قبول کرتے ہیں، تو چاہیے تھا کہ تحریف کے فساد کے باوجود امام کا نام قرآن میں ذکر کیا جاتا۔

۳۔ قرآن میں تحریف واقع ہونے کے فساد کا خیال ایک وہمی چیز ہے۔ جب کہ امام کو تکلیف پہنچنے کا فساد ایک ظاہری اور محسوس چیز ہے۔ اور یہ فساد ان کے تمام آئمہ کے لیے ایک کے بعد ایک کر کے حاصل ہو چکا ہے، جیسا کہ خود ان کا اعتراف ہے۔ اگر وہ اس بھنور سے نکلنا چاہتے ہیں تو انہیں بذیل باتوں میں سے کسی ایک کا اقرار کرنا لازمی

ہوگا:

أ:...... یہ کہہ دیں کہ امام کا نام لے کر اور اس کے اوصاف بیان کر کے حکم دینا مہربانی نہیں۔

ب:...... یا پھر کہیں کہ: یہ مہربانی اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں۔

ج:...... یا پھر یہ کہیں کہ: یہ مہربانی تو ہے، مگر ایسی خرابی موجود ہے جس کی وجہ سے اس کی ایجاد یا ظہور نہیں ہوسکا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن میں کہیں پر کوئی ایک بھی آیت ایسی نہیں ہے جس میں امام کا نام واضح طور پر لیا گیا ہو۔ یا اس پر کوئی نص موجود ہو، بلکہ وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن سے قرآن کی تفسیر کی جاتی ہے۔ جب معاملہ ایسے ہے تو پھر یہ سنت سے استدلال ہوا نہ کہ قرآن سے۔

کوئی کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے، اور پوچھنے والا یہ پوچھ سکتا ہے کہ: جب قرآن صحابہ کرام کی تعریف کرتا ہے، جیسا کہ آپ کہتے ہیں، اور ایسے ہی سنت میں بھی صحابہ کرام کی مدح سرائی ہے۔ اور مرتدین کے ساتھ جنگوں کی روشن تاریخ بھی بڑی مشہور ہے۔ اسلام کی نشرو اشاعت، ممالک کی فتح؛ اور [پھر اس کے ساتھ جو] ان کا زہد و تقوی مشہور ہے، اور ان کے علاوہ [صحابہ کرام کی عظمت پر دلالت کرنے والی] باقی باتیں جن کا ذکر کرنا موضوع کو طول دینا ہے؛ پھر شیعہ علماء صحابہ کرام پر تہمتیں لگانے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ان کے ہاں کوئی ایسے اسباب موجود ہوں، جن کی بنا پر وہ الزام لگاتے ہوں؟

میں کہتا ہوں: ''یہ سوال بہت ہی خوبصورت ہے؛ اور اس کے جواب کے کئی پہلو ہیں۔ یہ نکات بڑے پرانے ہیں جنہیں امام ابو زرعہ رازی نے تیسری صدی ہجری میں ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''جب آپ دیکھیں کہ کوئی انسان صحابہ کرام پر طعن کر رہا ہو، تو جان لیجیے کہ وہ زندیق ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن ہمارے ہاں برحق ہے۔ اور سنت بھی ہمارے ہاں برحق ہے۔ اور ہم تک قرآن و سنت کو نقل کرنے والے صحابہ کرام ہیں۔ اور یہ لوگ چاہتے ہیں

کہ ہماری گواہی پر جرح کریں تاکہ قرآن وسنت کو باطل کرسکیں۔ جب کہ یہ خود جرح کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ یہ لوگ حقیقت میں زندیق ہیں۔"

بیشک یہ لوگ اہل سنت والجماعت پر حسد کرتے ہیں جوکہ اس قول الٰہی کے مصداق ہے:

﴿وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً﴾ (النساء: ٨٩)

"ان کی تو چاہت ہے کہ جس طرح کے کافر وہ ہیں تم بھی ان کی طرح کفر کرنے لگو اور پھر سب یکساں ہو جاؤ۔"

ہاں! [یہ لوگ حسد کیوں نہیں کریں گے] جب کہ شیعہ کے پاس قرآن کی ایک سند بھی نہیں ہے، اور اہل سنت والجماعت متواتر اسناد کے ساتھ قرآن کریم نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے چلے آرہے ہیں۔

اور شیعہ اس بات سے بھی عاجز آچکے ہیں کہ صحیح اور متصل سند کے ساتھ ایک حدیث بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کرسکیں۔ جب کہ اہل سنت والجماعت ہزاروں احادیث صحیح اور متصل سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

پس صحابہ کرام ہی قرآن کی اصل راوی ہیں، اور وہی سنت کے بھی اصل راوی ہیں۔ [1]

---

[1] شیعہ نے اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔ اصول الکافی میں ۵۳/۱ میں ایسی روایات موجود ہیں ن سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث کی کتابیں ان کے مابین راز داری کے ساتھ نقل کی جاتی تھیں۔ لہذا ان لوگوں کے خیال کے مطابق وہ تقیہ کی وجہ سے احادیث متصل اسناد کے ساتھ روایت نہیں کرسکے۔ الکافی کی عبارت یہ ہے: "ہمارے مشائخ نے ابو عبداللہ اور ابوجعفر علیہما السلام سے احادیث روایت کی ہیں۔ اس وقت میں تقیہ بہت سخت کیا جاتا تھا۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنی کتابوں کو چھپا دیا، اور ان سے نقل نہیں کرسکے۔

پانچواں وقفہ:

کچھ اسماء کے بارے میں

آج کل بہت سارے شیعہ نام رکھتے ہیں: عبد الحسین، عبد الحسن، عبد المہدی؛ اور عبدالزہراء۔ مگر کیا آپ نے کبھی سنا ہے یا پڑھا ہے کہ بارہ آئمہ کے شاگردوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ نام رکھا ہو؟ یہ ان کے راویوں کی کتابیں ہیں، ان میں ایک نام بھی ایسا نہیں ہے۔

تو پھر کیا آئمہ نے اس کا حکم دیا ہے؟ نہیں؛ بلکہ بہت بعد میں آنے والے لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ: ہم یہ نام رکھتے ہیں اور اس سے مراد خادم لیتے ہیں۔ یعنی خادم حسین، خادم الرضا وغیرہ۔ تو پھر ہم کہیں گے: پھر لوگوں کو چاہیے کہ وہ عبد المسیح، عبد الکعبہ، عبد الحصان، اور عبد العزی وغیرہ نام رکھیں، اور شرک ایک بار پھر لوٹ کر آئے۔

میرے بھائی اور میری بہن! بلا شک و شبہ یہ الوہیت میں شرک ہے۔ اس لیے کہ عبودیت صرف ایک اللہ کے لیے ہی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿بَلِ اللّٰهَ فَاعۡبُدۡ﴾ (الزمر: ٦٦)

"بلکہ چاہیے کہ اللہ ہی کی بندگی کر۔"

کیا یہ درست ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بھی عبد الحسین کا معنی خادم الحسین ہو؟ اور کیا یہ معقول بات ہو سکتی ہے کہ آپ کے لیے کھانا اور پینا پیش کیا جا رہا ہو؟ یا آپ کے لیے قبر میں وضو کا پانی لایا جا رہا ہو۔ تا کہ اس آدمی کو خادم کہنا درست ثابت ہو۔

چھٹا وقفہ:

تاتاریوں کی تعریف وتوصیف

میرے بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو کامیابی کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے؛ کیا آپ نے پڑھا یا سنا ہے کہ کوئی جرم تاتاریوں کے اس جرم سے بڑھ کر ہو جو کچھ انہوں نے اسلامی شہروں میں کیا، اور خصوصاً بغداد میں؛ جہاں پر تقریباً پندرہ لاکھ لوگوں کو قتل کیا گیا؟ کیا آپ کے ذہن میں کبھی یہ سوچ بھی آئی ہے کہ کیا کسی مسلمان کے لیے۔ بلکہ مسلمان نہ سہی انسان کے لیے۔ یہ ممکن ہے کہ جو کچھ تاتاریوں نے کیا ہے، اس پر ان کی تعریف وتوصیف کرے۔ ❶

ہاں معذرت کے ساتھ یہ سعادت بھی شیعہ علماء کے نصیب میں آئی ہے۔ یہ [شیعہ عالم] خونساری نصیر الدین طوسی کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''محقق، ومتکلم، حکیم ودانا؛ علم کا سمندر، جلیل القدر......'' ❷

---

❶ دیکھیں: البدایة والنهایة لابن کثیر ١٣/ ٢٣٥۔ عباسی خلیفہ کے شیعہ وزیر نصیر الدین طوسی کی مزید خیانتیں ملاحظہ کرنے کے لیے دیکھیں: ذیل مرأة الزمان ١/ ٨٥۔ دول الإسلام ٢/ ١١٨۔ فوات الوفیات ٢/ ٣١٣۔ طبقات الشافعیه للسبکی ٥/ ١١٠۔ مجموع الفتاوی ٢٨/ ٤٧٨۔ اس میں لکھا ہے کہ: بغداد میں قتل ہونے والوں کی تعداد معتدل مصادر کی تصریحات کے مطابق آٹھ لاکھ مسلمان مرد اور عورتیں تھیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کہا جاتا ہے کہ تاتاریوں نے بارہ لاکھ کے قریب قریب لوگ قتل کیے۔ اسلام نے ایسا مقتل اپنی تاریخ میں نہیں دیکھا جیسا مقتل تاتاریوں نے مسلمانوں کا کیا۔ انہوں نے ہاشمیوں کو قتل کیا۔ اور عباسیوں اور غیر عباسیوں کی عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ پس کیا وہ انسان آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہوسکتا ہے جو کفار کو ان کے قتل کرنے اور گرفتار کرنے پر مسلط کر دے، بلکہ سارے مسلمانوں پر مسلط کر دے۔ منهاج السنة ٣/ ٣٨۔

❷ روضات الجنات، ١/ ٣٠٠۔ نیز شیعہ کے ہاں نصیر الدین طوسی کی تعریف دیکھنے کے لیے مراجعہ کریں: مستدرك الوسائل للنوری الطبرسي ٣/ ٤٨٣۔ الکنی والألقاب، للقمي ١/ ٣٥٦۔ جب کہ ابن قیم رحمہ اللہ اغاثة اللهفان ٢/ ٢٦٣ میں فرماتے ہیں: ''جب معاملہ نصیر الشرک والکفر ملحد؛ ملحدوں کے وزیر نصیر طوسی ہلاکو خان کے وزیر تک پہنچ گیا؛ تو اس نے اپنے جی کو اہل دین اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ⇦⇦⇦

یہاں تک کہ وہ کہتا ہے : ...... اس کے جملہ مشہور و معروف اور منقول کاموں میں سے ایک بادشاہِ ذی حشمت [ہلاکو خان] کی زیارت کے لیے ایران آمد ہے۔ ہلاکو خان بن چنگیز خان، تاتاریوں ؛ ترکوں اور مغلوں کے عظیم الشان بادشاہوں میں سے تھا۔ وہ سلطان المؤید کے مرکب میں پوری تیاری کے ساتھ دار السلام بغداد آیا۔ تا کہ وہ بندوں کی اصلاح اور رہنمائی کرے۔ اور بغاوت اور فساد کے سلسلہ کو ختم کرے۔ اور بنو عباس کے بادشاہوں کو ختم کر کے ظلم و جور کی آگ کو بجھادے۔ اور ان سرکش لوگوں کے پیروکاروں کا قتل عام کرے۔ یہاں تک کہ ان کا گندا خون نہروں کی طرح بہہ پڑا۔ اس خون کی نہریں دجلہ کے پانی میں بہنے لگیں، اور پھر وہاں سے تباہی کے گھر جہنم کی طرف منتقل ہو گئے ۔ جو کہ بدبختوں اور شرارتیوں کا ٹھکانہ ہے۔

خمینی کہتا ہے:

''جب تقیہ کے حالات ہم میں سے کسی ایک پر لازم کر رہے ہوں کہ حکمران طبقہ کی صفوں میں داخل ہوا جائے تو اس وقت تقیہ سے امتناع واجب ہو جاتا ہے، اگر چہ اس امتناع کی وجہ سے اسے قتل ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ سوائے اس کے کہ اس کا [حکمرانوں کی صفوں میں] داخل ہونا شکلی طور پر حقیقی معنوں میں اسلام اور مسلمانوں کی نصرت ہو، جیسے علی بن یقطین اور نصیر الدین طوسی [نے کیا تھا]'' (1)

نیز خمینی یہ بھی کہتا ہے:

⇐⇐⇐ اتباع کرنے والوں سے تشفی دی۔ اور ان پر ایسی تلوار چلائی کہ اس کے ملحد بھائیوں کی بھی اس سے تشفی ہوگئی۔ پس خلفاء، قضاء، فقہاء اور محدثین قتل کیے گئے۔ جب کہ فلاسفہ، نجومی اور جادوگر باقی چھوڑ دیے گیے۔ اور اوقاف، مدارس اور مساجد ان کی ملکیت میں منتقل کر دیے گئے۔ اور انہیں ہلاکو خان کے اہل قربت میں داخل کیا گیا۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں عالم کے قدیم ہونے، اور معاد کے باطل ہونے کے باطل افکار وعقائد کی تائید کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت علم اور قدرت؛ زندگی؛ سمع اور بصر کی صفات کا انکار کیا گیا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نہ ہی عالم کے داخل میں ہے اور نہ ہی خارج میں؛ اور عرش پر قطعاً کوئی معبود ایسا نہیں ہے جس کی عبادت کی جائے۔ یہ طوسی خائن خلیفہ معتصم کا وزیر تھا۔ اس کا اور وزیر ابن علقمي کا سقوط بغداد اور تاتاری حملے میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔

(1) الحكومة الإسلامية ص ١٤٢۔

''اور ایسے ہی لوگ اس خسارے کو بھی محسوس کرتے ہیں؛ جیسے کہ خواجہ نصیر الدین طوسی اور ان جیسے لوگوں کا کھو جانا[بچھڑ جانا] جنہوں نے اسلام کے لیے اپنی جلیل القدر خدمات پیش کی ہیں۔''❶

شیعہ میں سے صرف ابن علقمی اور طوسی اکیلے ہی نہیں تھے جنہوں نے حملہ آوروں کا ساتھ دیا۔ بلکہ یہ ایک شیعہ عالم ہے جو ان حملہ آوروں سے صلح کرتا ہے اور اپنے لیے امن کا پروانہ حاصل کرتا ہے۔ ان کی کتابیں روایت کرتی ہے:

''جب سلطان ہلاکو خان بغداد پہنچا، اس کے بغداد فتح کرنے سے پہلے وہاں کے محلّہ '' حلہ'' کے اکثر باشندے صحراء کی طرف بھاگ گئے، سوائے چند ایک تھوڑے سے لوگوں کے۔ ان تھوڑے سے لوگوں میں میرے والد - علامہ حلی -؛ سید مجد الدین ابن طاؤس اور فقیہ ابن ابی العز بھی تھے۔ ان سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہلاکو خان کو خط لکھا جائے کہ وہ اس کے فرمانبردار اور اس کے جھنڈے تلے اس کی اطاعت میں داخل ہیں۔ اور پھر یہ خط دیگر ایک عجمی شخص کو بھیجا۔ تو سلطان نے ان کے لیے امن کا پروانہ جاری کیا، اور اس کے ساتھ دو آدمی بھی بھیجے؛ ان میں سے ایک کو'' فلکہ'' کہا جاتا تھا، اور دوسرے کو علاء الدین۔ اور ان سے کہا: تم ان سے کہنا:'' اگر تمہارے دل بھی ایسے ہی ہیں جیسے تم نے خط لکھے ہیں تو ہمارے پاس حاضر ہو جاؤ۔'' وہ[خط و کتاب کرنے والے شیعہ علماء سلطان ہلاکو سے] اپنی پہچان نہ ہونے کی وجہ سے خالف ہوئے کہ آخر ان کا کیا حال ہوگا؟ میرے والد نے کہا: اگر میں اکیلا آجاؤں تو کافی ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔ وہ ان کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہلاکو خان کے پاس پہنچا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تو اس نے کہا:'' تم نے کیسے مجھ سے خط و کتابت شروع کی، اور کچھ جاننے سے پہلے کیسے تم میرے پاس حاضر ہو گئے؟ اور میرا

❶ الحکومة الإسلامیة ص ۱۲۸۔

اورتمہارے اس ساتھی کا کیا حال ہونے والا ہے؟ اورتم کیسے امن پاؤ گے اگر اس نے مجھ سے صلح کرلی اور میں واپس چلا گیا؟ تو ان کے دل خوش ہو گئے۔ اس نے میرے والد کے نام پر ان سب کے لیے امن کا پروانہ لکھا، جس سے اہل حلہ کے دل خوش ہو گئے۔"[1]

[1] إيضاح الاشتباه للحلى ٤١ــ سفينة النجاة للعباس القمى ١/ ٥٦٨۔

ساتواں وقفہ:

کوفہ؛ تمہیں کیا علم کوفہ کیا ہے؟☆

اکثر بڑے شیعہ راوی -اگرچہ سارے نہیں-؛ کوفی ہیں۔ حالانکہ امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے زندگی کے تیس برس مکہ میں گزارے۔ اور چھتیس برس مدینہ میں گزارے، اور چار سال اور کچھ ماہ کوفہ میں گزارے۔ اور آپ کی قبر بھی وہیں پر ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں متفرق طور پر بیالیس سال گزارے۔ اور آپ کی قبر بھی وہیں پر ہے۔ کوفہ میں آپ نے پانچ سال گزارے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں متفرق اکیاون سال گزارے، اور تقریباً پانچ سال کوفہ میں گزارے۔

علی بن حسین نے ساری زندگی مدینہ میں گزاری، اور آپ کی قبر بھی وہیں پر ہے۔ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صرف چند دن کے لیے کوفہ میں داخل ہوئے تھے۔

محمد بن علی الباقر: نے تمام زندگی مدینہ میں گزاری، وہیں پر آپ کا انتقال ہوا، اور آپ کی قبر بھی وہیں پر ہے۔

جعفر بن محمد الصادق: آپ نے تمام زندگی مدینہ میں گزاری۔ آپ کی مسجد بھی وہیں پر ہے، اور یہیں پر آپ کا انتقال ہوا، اور آپ کی قبر بھی ادھر ہی ہے۔

☆......کوفہ اہل تشیع کے ہاں مقدس حرم تصور کیا جاتا ہے۔ ''الوافی'' میں ہے: ''باب فضل الکوفة ومساجدها'' ١٤ / ٨۔ اور یہ کہ کوفہ اللہ تعالیٰ کا؛ اللہ کے رسول ﷺ اور امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا حرم ہے۔ اور یہاں پر نماز پڑھنے کا اجر ایک ہزار نماز کے برابر ہے؛ اور یہاں پر ایک درہم خرچ کرنے کا اجر ایک ہزار درہم خرچ کرنے کے برابر ہے۔ جواد محدثی نے کہا ہے: '' تاریخ میں اہل کوفہ غدر میں اور وعدہ توڑنے میں مشہور ہیں۔ خواہ کوئی بھی حال ہو، اسلامی تاریخ اہل کوفہ کی طرف وفاء عہد کے لحاظ سے اچھی نظر سے نہیں دیکھتی۔'' موسوعة عاشوراء ص ٥٩۔ بغدادی نے ''الفرق بين الفرق'' میں یہی کہا ہے۔ ص ٣٧۔

جبکہ شیعہ روایات کے بڑے بڑے راوی سب کوفی ہیں، ہم ان روایات کو کیسے صحیح تسلیم کرلیں؟

اور یہ لوگ زرارہ بن اعین، برید بن معاویہ؛ ابوبصیر؛ محمد بن مسلم؛ جابر الجعفی؛ ہشام بن الحکم؛ ہشام بن سالم، مؤمن یا شیطان الطاق، اوران کے بہت سے دوسرے راوی۔

اس کے ساتھ ہی کہ حضرت علی ❶؛ حضرت حسن ❷ اور حضرت حسین ❸ رضی اللہ عنہم اجمعین اور

---

❶ [حضرت علی رضی اللہ عنہ شیعہ کے بارے میں فرماتے ہیں:] اگر میرے شیعہ جدا کیا جائے تو یہ صرف واصفہ (ایک گمراہ فرقے کا نام ہے)؛ ہوں گے۔ اور اگر ان کا امتحان لوں تو انہیں صرف مرتد ہی پاؤں گا؛ اور اگر ان کا اخلاص دیکھوں تو ہزاروں میں ایک آدمی بھی مخلص نہیں نظر آئے گا۔ الکافی ۸/ ۲۳۸۔

آپ نے ان کے متعلق فرمایاہے: ''اے مردوں کی مشابہت رکھنے والو؛ جو اصل میں مرد نہیں ہو! جن کے خیالات بچوں والے ہیں، اور عقلیں گئی گزری پراگندہ، میں تو یہ تمنا کرنے لگا ہوں کہ میں تمہیں دیکھا ہی نہ ہوتا اور نہ ہی تمہیں جانتا ہوتا۔ اللہ کی قسم! تمہاری اس معرفت سے مجھے ندامت ہی اٹھانی پڑی ہے۔ اور اس نے اپنے پیچھے پریشانی ہی چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں قتل کرے! تم نے میرے دل کو نفرت سے بھر دیاہے، اور میرے سینے کو غصہ سے بھر دیا ہے۔ اور تم نے مجھے بہت ہی کڑوے گھونٹ پینے پر مجبور کر دیاہے۔ اور تم نے نافرمانی کرکے اور رسوا کرکے میری رائے کو فاسد کردیا۔ یہاں تک کہ قریش نے یہ کہا ہے کہ: علی بن ابی طالب ایک بہادر آدمی ہے، مگر اسے جنگ کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ ہاں! اس انسان کی کوئی رائے نہیں ہوتی جس کی اطاعت نہ کی جائے۔'' نہج البلاغۃ ص ۷۰؛ ۷۱۔

❷ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ معاویہ میرے لیے ان لوگوں سے بہتر ہیں۔ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ میرے شیعہ ہیں، حالانکہ یہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے، میرا مال انہوں نے چھین لیا۔ اللہ کی قسم! یہ کہ میں معاویہ سے مال لوں، اور اس سے اپنے خون کو محفوظ کروں، اور اپنے گھر والوں میں امن کے ساتھ رہوں، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ مجھے قتل کردیں، اور میرے اہل خانہ بھی ضائع ہوجائیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں معاویہ سے جنگ کرتا تو یہی لوگ مجھے پکڑ کر گرفتار کرکے معاویہ کے سپرد کردیتے۔ اللہ کی قسم! میں عزت کے ساتھ ان سے صلح کرلوں یہ میرے لیے اس سے بہتر ہے کہ میں گرفتاری کی حالت میں قتل کردیا جاؤں۔ الاحتجاج ۲/ ۱۰۔

شیعہ مؤرخ المسعودي کہتاہے: ''جب حضرت حسن نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے صلح کے بعد خطبہ دیا تو آپ نے فرمایا: ''اے اہل کوفہ! اگر میں تم سے ڈر نہ بھی رکھتا تب بھی تین باتوں کی وجہ سے ڈرتا ہوں! تمہارا میرے باپ کو قتل کرنا؛ میرا مال چھیننا؛ اور میرے پیٹ میں چھری کا وار کرنا۔ بیشک میں نے معاویہ کی بیعت کرلی ہے۔ تم بھی میری بات سنو، اور اطاعت کرلو۔'' مروج الذہب ۲/ ۴۳۱۔

❸ حضرت حسین رضی اللہ عنہ شیعہ پر بددعا کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''اے اللہ! اگر تو انہیں ایک وقت تک زندہ رکھے تو ان کو ایک ایک کرکے بکھیر دے۔ اور ان کی راہیں مختلف کردے۔ اور کبھی بھی حکمرانوں کو ان پر راضی نہ ⇦⇦⇦

دوسرے آئمہ ❶ سے اہل کوفہ کے بارے میں طعن مشہور ہے۔انتظار کریں، اس کے بارے میں کچھ ہم مقتل حسین رضی اللہ عنہ میں بھی ذکر کریں گے۔

⇦⇦⇦ کرنا۔انہوں نے ہمیں بلایا کہ ہماری مدد کریں گے، مگر پھرانہوں نے ہم سے دشمنی شروع کردی اور ہمیں قتل کرنے لگے۔''الإرشاد للمفید ۲٤١۔

ایک دوسری جگہ ان سے خطاب کیا ہے، اوران پر بددعا کی ہے؛ تو جیسے آپ نے بددعا کی تھی ویسے ہی ہوا: ''مگر تم نے ہماری بیعت کے بارے میں جلدی کی: جیسے کہ ''الدباء'' پرندہ جلدی کرتا ہے۔اورتم پتنگوں کی طرح گرنے لگے۔ پھرتم نے اس بیعت کوتوڑ دیا۔ پھرتم وہی لوگ ہو جوہمیں ذلیل کرتے ہو، اورہمیں قتل کرتے ہو۔آگاہ ہوجاؤ! ظالموں پراللہ کی لعنت ہے۔الاحتجاج ۲/ ۲٤۔

❶ ان میں سے ایک امام زین العابدین ہے، آپ اہل کوفہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کیا تم جانتے ہو کہ بیشک تم نے ہی میرے بابا کے نام خط لکھے، اور پھرانہیں دھوکہ دیا۔اورتم نے انہیں اپنی جانوں پرعہد اور میثاق دیا تھا، پھرتم نے ان سے جنگ کی۔اورانہیں ذلیل کیا۔تم کن آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھوگے اور وہ فرمارہے ہوں گے: ''تم نے میری اولاد کوقتل کیا۔اورتم نے میری حرمت کو پامال کیا، تم مجھ سے نہیں ہو''۔ الاحتجاج ۲/ ۳۲۔ اوران کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

''بیشک یہ اب ہم پرروتے ہیں ہمیں تو ان کے علاوہ قتل کس نے کیا ہے؟ لاحتجاج ۲/ ۲۹۔

امام باقر فرماتے ہیں: ''اگرلوگ سارے کے سارے ہمارے شیعہ ہوجائیں، توان میں سے تین چوتھائی ہمارے بارے میں شک کرنے والے ہوتے، اور باقی ایک حصہ بیوقوفوں کا ہوتا۔'' رجال الکشی ص ۷۹۔ اُصول الکافی ۱/ ٤۹٦۔امام الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اللہ کی قسم! اگر میں تم میں تین آدمی مؤمن پاؤں وہ میری بات چھپا رہے ہوں، تو میں یہ حلال نہ سمجھوں کہ ان سے بات کوچھپاؤں۔'' اصول الکافی ۱/ ٤۹٦۔

حضرت سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اے اہل کوفہ! اے دھوکہ بازو غدارو اور رسوا لوگو! جان لوکہ تم نے اپنے لیے بہت ہی بری چیز آگے بھیجی ہے۔تم پراللہ ناراض ہواورتم ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہو۔کیا میرے بھائی پرتم روتے ہو؟ ہاں! اللہ کی قسم! تم روتے رہو۔ بیشک تم اس رونے دھونے کے زیادہ حق دار ہو۔خوب جم کر روؤ۔اور بہت کم ہنسو۔یقیناً تمہیں اس عار میں مبتلا کردیا گیا ہے۔تم نے آگ کی تمنا کی، اور اللہ کا غضب کما لائے۔اورتم پر ذلت اوررسوائی مسلط کردی گئی ہے۔بحار الأنوار ٤٥/ ١٦٢-١٦٣

آٹھواں وقفہ:

تقلید کا پیغام [رسالہ]

میرے بھائی اور میری بہن ! اللہ آپ میں برکت دے۔

کیا آپ نے تقلید کا پیغام پڑھا ہے؟ کیا تم اسے اپنے لیے لازم سمجھتے ہو؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ تقلید کا یہ نامہ [رسالہ] تمہارے آئمہ کے پاس موجود تھا؟ تو پھر ابو عبد اللہ الصادق کا رسالہ کہاں ہے؟ اور رضا اور جواد اور دوسرئے آئمہ کا یہ تقلید نامہ [رسالہ] کہاں ہے؟ بلکہ کلینی ؛ صدوق ، مفید اور طوسی کی یہ کتاب کہاں ہے؟ بلکہ حلی ؛ ابن طاؤس ؛ مرتضی ، مجلسی ؛ نعمت اللہ الجزائری ؛ یوسف البحرانی ، کا رسالہ [پیغام نامہ] کہاں ہے؟ اور تقلید کا پیغام اب تک نہیں آیا ، آخر کیوں ؟

آپ جانتے ہیں ایسا کیوں ہوا ہے؟ اس لیے کہ یہ دین تجدید ہوتا رہتا ہے۔

نواں وقفہ:

کیا دین مکمل نہیں ہے؟

میرے بھائی اور میری بہن! یقیناً آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ضرور پڑھا ہوگا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ : ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمھارا دین پورا کر دیا اور تم پر اپنا احسان تمام کیا اور دین اسلام کو تمھارے لیے پسند کیا۔''

اگر دین پورا ہو گیا تھا تو پھر کون سی ضرورت پیش آ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اوصیا کا تقرر کیا جائے؟

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ پورا دین پہنچائیں گے۔اگر چہ وہ ایسے ہی تھے۔ بیشک اس کام کے لیے تو معصوم کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کے لیے سچے اور امانت دار کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا میرے ساتھ سوچیے! اگر یہ دین اپنی تبلیغ کے لیے معصوم کا محتاج ہو تو پھر ہمیں کتنے معصوموں کی ضرورت ہوگی؟ اور یہ بھی سوچیں کہ: کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور نے [باقی لوگوں تک] نہیں پہنچایا؟ کیا یہ بات معقول ہے؟ تمہیں اللہ کی قسم ہے! سوچ کر جواب دو، یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام کائنات کے لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے؟

اگر یہ دین مکمل نہیں ہوا، اور یہی بات شیعہ اثنا عشریہ کی معتمد کتابوں سے ظاہر ہوتی ہے ،اوران کے علماء کے کلام سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔تو پھر یہ بہت بڑی بدبختی وسرکشی بلکہ بہت بڑا کفر ہے۔اوراس میں قرآن کی بات کو جھٹلانا ہے۔ یہ بعض مثالیں دیکھیں:

۱۔ آپ کا ایک معاصر عالم محمد حسین کاشف آل غطا (ت ۱۳۷۶ھ) کہتا ہے:''بیشک

تدریج کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ بعض احکام کو بیان کیا جائے، اور بعض کو چھپا کر رکھا جائے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے اوصیاء کے پاس امانت رکھا، اور ہر وصی اپنے بعد والے سے عہد لیتا آیا ہے کہ تاکہ مناسب وقت پر حکمت کے تقاضوں کے تحت عام اور خاص، مطلق اور مقید، مجمل اور مبین اور ان کی امثال کے لحاظ سے اسے نشر کیا جائے۔ بیشک نبی کریم نے عام حکم ذکر کیے ہیں، اور کبھی ایسے بھی ہوا ہے کہ اپنی زندگی میں ہی کچھ دیر بعد اس حکم کا مخصص بھی ذکر کردیا۔ اور کبھی کسی حکم کو بالکل ذکر ہی نہیں کرتے، بلکہ اسے اس کے وقت تک کے لیے اپنے اوصیاء کے پاس امانت رکھ دیتے ہیں۔''❶

اس سے مراد یہ ہے کہ نبوی نصوص اور شریعت الٰہی مستمر ہے، نبی کریم ﷺ کی وفات سے منقطع نہیں ہوئی؛ بلکہ جاری وساری ہے۔

۲۔ کلینی نے اپنی کتاب "اصول الکافی" میں باب قائم کیا ہے: ''کوئی حکم رسول اللہ کو تفویض کرنے اور دینی حکم آئمہ کو تفویض کرنے کے بیان میں۔''❷

پس آئمہ کو بھی اس دین کے معاملات ایسے ہی سپرد کیے گئے ہیں، جیسے رسول اللہ ﷺ کو تفویض [سپرد] کیے گئے تھے۔ اور ان کو تشریع [شریعت مقرر کرنے] کا حق بھی حاصل ہے۔ اور آئمہ سے جو روایت کیا گیا ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے ...... نبی کریم ﷺ کو تفویض کیا؛ فرمایا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

(الحشر: ۷)

''اور تمہیں جو حکم رسول ﷺ دیں تو اس کو لے اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔''

بیشک رسول اللہ ﷺ کو تفویض کردہ حکم ہمیں بھی تفویض کیا گیا ہے۔❸

---

❶ أصل الشیعة ص ۷۷۔ ❷ أصول الکافی ۱/ ۲٦٥۔ ❸ أصول الکافی ۱/ ۲٦٦۔

اور وہ ابو عبد اللہ [جعفر الصادق] سے روایت کرتے ہیں:

''اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کوئی بھی حکم اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو تفویض نہیں کیا سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور آئمہ کے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتَٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرَٰكَ اللَّهُ﴾ (النساء: ١٠٥)

''ہم نے آپ پر جو سچی کتاب اتاری تو اس لیے کہ لوگوں کا فیصلہ آپ اس طرح کریں جس طرح اللہ نے آپ کو دکھلایا۔''

''اور یہ سلسلہ اوصیاء میں جاری ہے۔''❶

۳۔ اور ایک معاصر عالم بحر العلوم کہتا ہے: ''جب قرآن کریم نے عام طور پر تفصیل کے بغیر قواعد بیان کردیے ہیں، تو پھر سنت بنوی ﷺ کی ضرورت پیش آئی۔ اور سنت سے بھی تشریع مکمل نہ ہوسکی۔ اس لیے کہ بہت سارے ایسے واقعات نئے پیش آئے جو آپ ﷺ کے دور میں نہیں تھے۔ تو یہ ضرورت پیش آئے کہ اس کا علم اوصیاء کے پاس امانت رکھا جائے تاکہ وہ اس کے مناسب وقت پر اسے ظاہر کریں۔''❷

یہی مذہب ان کے آیت العظمی شہاب الدین النجفی نے اختیار کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ:

''بیشک نبی کریم ﷺ کے پاس فرصت بہت کم تھی۔ اور آپ کو یہ موقع نہیں مل سکا کہ آپ تمام احکام دین کو تفصیل کے ساتھ بیان کرسکیں ......اور ان کی تفصیل میں جانے سے جنگوں میں مصروفیت کی وجہ سے بھی ممکن نہ ہوا۔ اور خاص کر اس لیے بھی کہ آپ کے زمانے میں لوگ ان احکام کو قبول کرنے کے لیے پوری طرح تیار نہیں تھے۔ اس لیے صدیوں لمبے وقت کی ضرورت پیش آئی۔''❸

۴۔ خمینی نے کہا ہے:

''تمام انبیاء عدل و انصاف کی بنیادی مضبوط کرنے کے لیے آئے مگر وہ اس

---

❶ أصول الكافي ١/ ٢٦٨۔ ❷ مصابيح الأصول ص ٤۔

❸ تعليق على "إحقاق الحق" ٢/ ٢٨٨-٢٨٩۔

مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ یہاں تک کہ بشریت کی اصلاح کے لیے محمد ﷺ خاتم الانبیاء آئے، مگر آپ بھی اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور بیشک جو آدمی اس مقصد میں کامیاب ہوگا، وہ امام منتظر مہدی ہیں۔'' ❶

اس نے مزید کہا ہے:

''یہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر نبی ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق امامت کی تعلیمات پہنچائی ہوتیں تو اسلامی شہروں میں یہ اختلافات، جنگیں اور معرکے دیکھنے میں نہ آتے۔ اور نہ ہی دین کے اصولوں اور فروعات میں اختلافات ظاہر ہوتے۔'' ❷

اور یہ بھی کہا ہے:

''امامت سے دین مکمل ہوگا اور اس کی تبلیغ پوری ہوگی۔'' ❸

آیئے دیکھیں: جو چیز ان کہانیوں کو جھوٹا قرار دیتی ہے، اور آل بیت کو ان خرافات سے بری قرار دیتی ہے وہ خود ان شیعہ کی روایات ہیں جو انہوں نے آل بیت سے نقل کی ہیں، جس سے اس دین کی بنیادیں منہدم ہوتی ہیں؛ تفسیر الصافی میں ہے:

''آپ [یعنی حضرت علی] علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا آپ کے پاس قرآن کے علاوہ بھی وحی کی کچھ تعلیمات ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم، جس نے دانے کو پھاڑا، اور روح کو پیدا کیا! سوائے اس کے کہ کسی انسان کو قران کا فہم عطا کیا جائے۔'' ❹

سوال: کیا آپ اس بات پر راضی ہیں کہ آپ اپنے آپ کو اس دین کی طرف منسوب کریں جو کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مکمل نہیں ہوا؟

---

❶ خمینی نے یہ کلمات مہدی کے جشن ولادت میں ۱۵ شعبان ۱۴۰۰ ھجری کو تقریر کرتے ہوئے کہے۔ دیکھیں کتاب: ''نهج خمینی'' ص ٦۔

❷ كشف الأسرار ص ٥٥۔

❸ كشف الأسرار ص ٥٥۔

❹ تفسير الصافی ١/ ٩١۔

دسواں وقفہ:

اسلام اور اہل فارس

میرے بھائی اور میری بہن! ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾

(الحجرات: ۱۳)

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں وہی زیادہ عزت دار ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے۔''

مگر اس کے ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہمیں معلوم ہے؟:

((إن الله اصطفى بني اسمعيل ، و اصطفى كنانة من ولد اسمعيل ، واصطفى قريشاً من كنانة ، واصطفى من قريش بني هاشم ، واصطفاني من بني هاشم)) ❶

''بیشک اللہ نے اسمعیل علیہ السلام کی اولاد کو چن لیا، اور اسمعیل کی اولاد سے کنانہ کو، اور کنانہ کی اولاد سے قریش کو چن لیا تھا، اور قریش سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا ہے۔''

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہا، اس سے نواز دیا۔

اللہ تعالیٰ آپ میں برکت دے! اس مقدمہ کے بعد میں چاہتا ہوں کہ آپمیرے ساتھ چند امور کا ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ جب مہدی کا خروج ہوگا تو سب سے پہلے عربوں کو قتل کرے گا۔ ❷

❶ یہ حدیث امام مسلم نے حضرت واثلۃ بن اسقع سے روایت کی ہے (۲۲۷۶)۔

❷ ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے جب قائم آل محمد کا ظہور ہوگا تو قریش کو پانچ پانچ سو کے گروہ کی شکل میں لایا جائے گا اور ان کی گردنیں مار دی جائیں گی۔ پھر دوسرے پانچ سو لائے جائیں گے اور ان کی گردنیں ⇦⇦⇦

۲۔ جب مہدی کا خروج ہوگا سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی قوم قریش کو نسیت و نابود کرے گا۔ ❶

۳۔ باقی سب صحابہ کرام سے بڑھ کر حضرت سلیمان الفارسی رضی اللہ عنہ کی تعظیم۔ ❷

۴۔ ابولؤلؤ مجوسی کی تعریف وثناء کرنا ❸ کاشان میں اس کا مزار بھی ہے۔ ❹

⇦⇦⇦ ماردی جائیں گی۔ پھر دوسرے پانچ سو...... ایسا چھ بار کرے گا۔ "الإرشاد" للمفید ۲/ ۳۸۳۔ بحار الأنوار ۵۲/ ۳۳۸۔ الأنوار البهية للعباس القمي ص ۳۸۲۔ جب کہ قریش کے علاوہ باقی عربوں کو صرف ذبح ہی کیا جائے گا۔ انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا ہے: ''اور پھر ہمارے اور عربوں کے درمیان صرف ذبح کرنا باقی رہ جائے گا؛ اور اپنے ہاتھ سے گلے کی طرف اشارہ کیا۔'' بحار الأنوار ۵۲/ ۳۴۹۔ الغيبة للنعماني ص ۲٤۱۔

❶ ابوجعفر سے روایت ہے؛ انہوں نے کہا ہے: ''اگر لوگ جان لیں کہ جب امام مہدی کا خروج ہوگا تو وہ کیا کرے گا تو اکثر لوگ تمنا کرنے لگیں کہ وہ اسے نہ دیکھیں، اس وجہ سے کہ جو وہ لوگوں کو قتل کرے گا۔ آگاہ رہو کہ وہ قتل کرنا قریش سے شروع کرے گا۔ وہ ان سے تلوار کے علاوہ کچھ بھی نہیں لے گا، اور انہیں تلوار کے علاوہ کچھ بھی نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ بہت سارے لوگ کہنا شروع کردیں گے کہ یہ آل محمد میں سے نہیں ہے۔ اگر آل محمد میں سے ہوتا تو کچھ رحم کرتا۔ بحار الأنوار ۵۲/ ۳۵٤۔ الغيبة للنعماني ص ۲۳۸۔

❷ رجال الکشی میں ص ۲ پر ہے: ''بیشک سلیمان زمین میں اللہ کا دروازہ ہے۔ جس نے اس کو پہچان لیا وہ ایمان والا ہے۔ اور جس نے ان کا انکار کیا وہ کافر ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''اس لیے کہ بیشک حضرت سلیمان کی طرف وحی کی جاتی ہے؛ ''آپ کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے آپ کے کان میں ایسے ایسے کہا۔'' حسن نے منصور سے روایت کیا ہے؛ وہ کہتا ہے: میں نے صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''کیا سلیمان پر وحی آتی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: ان پر وحی کون لاتا تھا؟ فرمایا: ایک عزت والا فرشتہ۔'' رجال الكشي ص ۷؛ ٦۔

❸ اسے بابا شجاع الدین کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ دیکھیں: الكنى و الألقاب " للعباس القمي ۲/ ٥٥۔

❹ معاصر شیعہ علی آل محسن اپنی کتاب'' لله ثم للحقيقة ''میں کہتا ہے: ''صاحب کتاب ''لله ثم للتاريخ '' نے ذکر کیا ہے کہ ایران کے شہر کاشان میں کسی مجہول فوجی کی قبر پر ایک مزار ہے۔ جس میں ابولؤلؤ فیروز مجوسی کی وہی قبر ہے، جس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ اور اسے جو لقب دیا گیا ہے اس کا معنی بنتا ہے: بابا شجاع الدین کی آرام گاہ۔'' بابا شجاع الدین لقب کا اطلاق اس مجوسی پر اس لیے کرتے ہیں کہ اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ اور اس دربار کی دیواروں پر لکھا ہے: ''مرگ بر ابوبکر، مرگ بر عمر، مرگ بر عثمان۔'' ایرانی اس دربار کی زیارت کرتے ہیں۔ اور یہاں پر خیرات دیتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ میں نے خود اس دربار کو دیکھا ہے۔ ایرانی وزارت دعوت وارشاد نے براہ راست خود اس مزار کی توسیع وتجدید کی ہے۔ اس سے بڑھ کر انہیں نے اس دربار کی تصویر ڈاک لفافوں پر بھی چھاپی ہے۔ اس کا جواب آل محسن نے دیا ہے؛ وہ کہتا ہے: ''اگر ہم ⇦⇦⇦

۵۔ اسلامی مملکت ایران میں سرکاری زبان فارسی ہے۔ بنیادی دستور کے پیرا یہ نمبر ۱۵ کے شروع میں یہ بات درج ہے۔ اور اسے بنیادی قانون کا نام دیا ہے۔

۶۔ عید نیروز اسلام کی عید [عید الفطر اور عید الأضحیٰ] سے بڑھ کر اہم ہے۔ (1)

۷۔ احقاقی نے بلاد فارس کی فتح کے بارے میں کہا ہے: ''بیشک اوباش لوگوں (اس سے مراد صحابہ کرام لیے ہیں) نے فارس کیا، اور یہاں کی عورتوں کی عفت کو پامال کیا۔ (2)

۸۔ کسری جہنم کی آگ میں ہے، مگر آگ کو اس پر حرام کر دیا گیا ہے۔ (3)

۹۔ فارسی ایران کی اہل اُحواز عربوں سے جنگ۔ اور وہ سارے کے سارے شیعہ ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: '' عروبة الأحواز ۔''

۱۰۔ اہل بیت اکثر عجمی ہیں، عربی نہیں جانتے؛ ان کی پگڑیاں تو کالی ہیں، مگر عجمی ہیں۔

۱۱۔ شہر قم کی تعظیم۔ (4)

⇐⇐⇐ کتاب کی بات کی صحت کو تسلیم بھی کر لیں، تو یہ بات واضح ہے کہ عوام کے کاموں کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی یہ شیعہ کے اعتقاد پر دلالت کرتا ہے۔ بلکہ اعتبار اس چیز کا ہے جو بڑے بڑے شیعہ علماء نے اپنی معتمد کتابوں میں کہا ہے۔'' لله و للحقيقة ، لعلي آل محسن ص ٤٧٧۔

(1) دیکھیں: مقتبس الأثر ؛ از أعلمی ٢٩/ ٢٠٣۔ بحار الأنوار ٩٨/ ٤١٩۔ وسائل الشيعة ٧/ ٣٤٦۔ اور ان کے مختلف اخبارات نے اعتراف کیا ہے کہ: عید نیروز اہل فارس کی عید ہے۔

(2) رسالة الإيمان ص ٣٢٣۔ (3) بحار الأنوار ٤١/ ٢١٤۔

(4) جعفر الصادق سے روایت کیا گیا ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک حرم ہے، اور وہ مکہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک حرم ہے، وہ مدینہ ہے۔ امیر المؤمنین کا ایک حرم ہے، اور وہ کوفہ ہے۔ اور ہمارا بھی ایک حرم ہے اور وہ قم ہے۔ یہاں پر میری اولاد سے ایک عورت کی تدفین ہوگی، جس کا نام فاطمہ ہوگا۔ اور جو کوئی اس کی قبر کی زیارت کرے گا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ بحار الأنوار ٩٩/ ٢٦٧۔ اور انہوں نے یہ روایت بھی نقل کی ہے: ''بیشک قم شہر والوں کا ان کی قبروں میں حساب ہوتا ہے، اور پھر وہاں سے انہیں جنت میں جمع کر دیا جاتا ہے۔'' بحار الأنوار ٦٠/ ٢١٨۔ الكنى و الألقب ٣/ ٧١۔ ابو الحسن الرضا سے روایت ہے: اس نے کہا ہے: ''بیشک جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ اہل قم کے لیے ان میں سے ایک ہے۔ پس اہل قم کے لیے مبارک ہو، ان کے لیے مبارک ہو۔'' بحار الأنوار ٦٠/ ٢١٥۔ سفينة البحار ١/ ٤٤٦۔

گیارھواں وقفہ:

کیا امامِ معصوم امت کے معاملات کسی کافر کے سپرد کر دے گا؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ستر ہزار یا اس سے زیادہ لوگ تھے ❶۔مگر اسکے باوجود وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار تے ہیں؛ حالانکہ عام شیعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کافر ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔تو کیا یہ ممکن ہے کہ امام امت کی زمام کار کسی کافر کے سپرد کر دے؟

کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عصمت کے درمیان جمع [وتطبیق] کریں؟

حضرت علی حضرت معاویہ سے جنگ کرتے ہیں، جبکہ حضرت حسن خلافت سے تنازل کرتے ہیں، اور حضرت حسین حضرت معاویہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اور تئیس سال تک آپ کی خلافت پر صبر کرتے ہیں۔ اور ان کے بیٹے یزید کے خلیفہ بن جانے کے صرف چار ہ ماہ بعد ان کے خلاف خروج کرتے ہیں، [یہ تو بتائیں] کہ معاویہ اور یزید کے مابین کون سا

❶ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کے مابین صلح سن ۴۱ ہجری میں ہوئی۔ اس سال کا نام ''اجتماع والا سال'' پڑ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے معجزات والی احادیث میں ایسے ہی بیان کیا تھا۔ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا، (۲۷۰۴)۔ آپ کے حضرت معاویہ کے حق میں تنازل کرنے میں امت کے لیے بہت بڑی مصلحتیں تھیں۔ یہ صلح شیعوں کے علیحدہ فرقہ بننے کا سبب تھی۔ پس ایک فرقہ نے شیعیت کو مطلقاً ترک کر دیا۔ نوبختی کہتا ہے: ''جب حسن سے معاویہ نے وعدہ کیا، اور وہ مال حضرت حسن نے لے لیا جو معاویہ نے ان کے لیے بھیجا تھا؛ جس پر ان کی صلح ہوئی تھی۔ تو وہ -شیعہ- آپ کی ذات میں طعن کرنے لگے۔ اور آپ کی مخالفت شروع کر دی، اور آپ کی امامت سے رجوع کر لیا۔ اور عوام الناس کے قول میں داخل ہو گئے۔'' فرق الشیعة از نوبختی ص ٤٦۔

فرق ہے؟

پھر کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ آپ سے یزید کی بیعت کا کہا گیا، اور آپ نے انکار کیا تو آپ مدینہ سے مکہ کی طرف نکل گئے۔ آپ کوفہ تو اس وقت تشریف لے گئے جب اہل کوفہ نے آپ سے وہاں آنے کا مطالبہ کیا۔ (1)

کشی نے ابو جعفر سے روایت کیا ہے؛ آپ نے فرمایا: ''حضرت حسن کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی آیا؛ اس کا نام سفیان بن ابولیلی تھا، وہ اپنی سواری پر سوار تھا۔ وہ حضرت حسن کے پاس آیا۔ آپ اپنے گھر کے آخری کونے میں تھے۔ اس نے کہا: السلام علیک یا مذل المؤمنین! [اے مؤمنوں کو ذل کرنے والے تم پر سلام ہو]۔

آپ نے فرمایا:

---

(1) آپ کے پاس ایک کے بعد ایک کر کے مسلسل خطوط آتے رہے، شیعہ مؤرخ مسعودی ذکر کرتا ہے: ''جب معاویہ کا انتقال ہوگیا تو اہل کوفہ نے حسین بن علی سے خط و کتاب شروع کر دی کہ: ''ہم نے اپنے آپ کو آپ کی بیعت کے لیے روک کر رکھا ہوا ہے، ہم آپ کی خاطر اپنی جانیں دیدیں گے۔ اور ہم نہ ہی جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جاتے ہیں اور نہ ہی با جماعت نماز ادا کرتے ہیں۔'' دیکھیں: مروج الذهب ۳/ ٥٤۔

اور دوسرے خطوط میں لکھا ہوا تھا: ''بیشک باغ سرسبز ہو چکے ہیں۔ اور پھل تیار ہوگئے ہیں۔ جب بھی آپ چاہیں تشریف لائیں، آپ کے لیے لشکر حاضر ہیں۔'' اعلام الوری ۱/ ۲۲۳۔ الإرشاد ۲۲۰۔

جب آپ کے پاس مسلسل کثرت کے ساتھ خطوط آنے لگے؛ اور اہل کوفہ کی طلب بڑھ گئی تو آپ نے مسلم بن عقیل کو ان کے پاس بھیجا۔ اور ان کے نام خط لکھا۔ اور انہیں اطلاع دی کہ اس خط کے پیچھے وہ بھی آنے والے ہیں۔ جب حضرت مسلم کوفہ پہنچے تو اہل کوفہ ان کے پاس جمع ہوگئے۔ اور آپ کی بیعت کی؛ اور معاہدے کیے، اور آپ کو آپ کی مدد؛ تابعداری اور وفا کا یقین دلایا۔'' تاریخ الیعقوبي ۲/۲۴۲۔

مفید نے یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں کہ: انہوں نے آپ کی بیعت کی اور وہ رو رہے تھے۔ ان بیعت کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زیادہ تھی۔'' الإرشاد ص ۲۲۰۔

''تمہیں اس کا کیا علم ہے؟ وہ کہنے لگا: آپ نے امت کا بار اپنی گردن سے اتار دیا، اور یہ بار خلافت اس سرکش کی گردن پر رکھ دیا، جو قرآن سے ہٹ کر فیصلے کرتا ہے۔''[1]

[1] رجال الکشی میں ہے: شیعوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا، اور آپ کی ران میں چھری گھونپ دی۔ آپ کے مال و اسباب چھین کر لے گئے۔ ابن بشیر اسدی نے آپ کی سرین میں چھری ماری۔ آپ کو زخمی حالت میں واپس لایا گیا۔ ان رسوا کن واقعات کی تفصیل دیکھیں: كشف الغمة ص ٥٤٠۔ الإرشاد ص ١٩٠۔ الفصول المهمة لمعرفة أحوال الأئمة ص ١٦٢۔ الاحتجاج ص ١١٣۔

بارھواں وقفہ:

کچھ جنابِ مہدی کے بارے میں

میرے بھائی اور میری بہن! اللہ تعالی آپ کو اپنی اطاعت سے اس دنیا میں اور جنت سے آخرت میں سعادت مند بنادے؛ کیا آپ جانتے ہیں کہ مہدی کون ہے؟

اگر آپ اس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں تو میرے ان سوالوں کے ہی جواب دیجیے؛ چہ جائے کے اس کے پورے معاملہ کے بارے میں [جواب دیے جاسکیں]۔

ا۔اس مہدی کا نام کیا ہے؟

اس مہدی کے نام کے بارے میں علماء کے درمیان بہت بڑا اختلاف ہوا ہے۔ ابو عبد اللہ-جعفر الصادق- سے روایت کیا گیا ہے انہوں نے فرمایا:

''اس امر کا ذمہ دار [یعنی مہدی] ایسا آدمی ہوگا کہ اس کے نام پر اپنا نام صرف کافر ہی رکھے گا۔''❶

"توقیعات" میں آیا ہے:

''وہ منتظر جس کے دروازے سے واپس پلٹا جاتا ہے، اگر تمہیں اس کے نام کے بارے میں خبر ہوجائے تو تم اسے پھیلا دو۔''❷

یہ عبارت اس پر دلالت کرتی ہے کہ مہدی کا نام مجہول ہے، جیسے کہ اس کی جگہ، پیدائش اور پرورش مجہول ہے۔ مگر بعض شیعہ کتابوں میں وارد ہوا ہے کہ اس کا نام محمد ہوگا۔ مگر شیعہ کی روایات کے مطابق ان کے نام پر نام رکھنا حرام ہے۔ روایت میں آیا ہے:

''اور تمہارے لیے اس کے نام کا ذکر کرنا حلال نہیں ہے۔''❸

---

❶ الأنوار النعمانية ٢/ ٥٣۔ ❷ أصول الكافی ١/ ٣٣٣۔

❸ أصول الكافی ١/ ٣٣٣۔ الإرشاد ٣٩٤۔ إكمال الدين ص ٦٠٨۔

یہی نہیں بلکہ اس کے نام پر نام رکھنے والے کو کافروں میں شمار کیا گیا ہے۔ روایات کہتی ہیں:

''اس معاملہ کے ذمہ دار [صاحب امر] کے نام پر کوئی بھی نام نہیں رکھ سکتا، سوائے کافر کے۔'' ❶

مگر اس کے ساتھ ہی انہوں نے مہدی کے لیے مختلف نام بھی رکھے ہیں؛ کہا جاتا ہے:

المهدی...... محمد ......القائم ...... الغائب ...... الصاحب...... الحجة ......الخائف ...... أبو صالح ...... الناحية المقدسة ......خسرو۔ یہاں تک کہ نوری طبرسی نے اس کے دو سو تیں نام گنوائے ہیں۔ [اور بعض نے] اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے برابر اس کے ننانوے نام شمار کیے ہیں۔

۲۔ مہدی کب پیدا ہوا؟

کہا گیا ہے: مہدی اپنے والد کی وفات کے آٹھ ماہ بعد پیدا ہوا۔ اور کہا گیا ہے کہ اپنے والد کی وفات سے پہلے ۲۵۲ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور کہا گیا ہے کہ ۲۵۵ ہجری میں پیدا ہوا ۔ایک قول یہ ہے کہ ۲۵۶ ہجری میں پیدا ہوا ۔ایک قول یہ ہے کہ ۲۵۷ ہجری میں پیدا ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ ۲۵۸ ہجری میں پیدا ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ ۸ ذوالقعدہ میں پیدا ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ ۸ شعبان میں پیدا ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ ۱۵ رمضان میں پیدا ہوا۔

۳۔ مہدی کی ماں کون ہے؟

آپ کے علماء کہتے ہیں کہ وہ ایک لونڈی تھی ،اس کا نام سوسن تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ایک لونڈی تھی ،اس کا نام نرگس تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ایک لونڈی تھی ،اس کا نام صقیلہ تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ ملیکہ نام کی ایک لونڈی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ خمط نام کی ایک لونڈی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ حکیمہ نام کی ایک لونڈی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ ریحانہ نام کی ایک لونڈی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ ایک کالی حبشن باندی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ حرہ نام کی

---

❶ أصول الكافی ۱/ ۳۳۳۔ إكمال الدين ص ۶۰۷۔

ایک آزاد عورت تھی۔ معلوم یہ ہوا کہ اس کی ماں کے بارے میں کوئی معلوم نہیں۔" ❶

ان اختلافات سے نجات پانے کے لیے ایک اور عجیب قسم کا جواب بھی دیا گیا ہے؛ جس سے یہ تناقضات ختم ہو سکتے ہیں۔ نوری طبرسی نے کہا ہے: "اس کی ماں کا نام ملیکہ ہے، جسے کبھی کبھار سوسن بھی کہا جاتا ہے، اور کبھی صیقل بھی اور کبھی ریحانہ بھی، اور اس کے ناموں میں سے ایک نام نرگس بھی ہے۔"

مگر طبرسی جی یہ بھول گئے کہ خمط، حکیمہ، مریم بھی اس کے نام ہیں اور یہ کہ کبھی وہ آزاد عورت ہوتی ہے اور کبھی باندی۔ اور یہ بھی بھول گئے کہ کبھی اس کی رنگت سفید ہوتی ہے اور کبھی کالی حبشن۔ اور یہ بھی بھول گئے کہ اسے امام مہدی کا حمل دوبار رہا ہے۔ ایک بار اس کے پیٹ میں اور ایک بار پہلو میں۔ اور اس کی ماں نے اسے دوبار جنم دیا ہے، ایک بار عام طریقہ سے جیسے دنیا بھر کی عورتیں جنم دیتی ہیں، اور ایک بار ران سے پیدا ہوئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام صاحب آٹھ بار پیدا ہوئے۔ یہ ساری باتیں اس لیے کہ جارہی ہیں تاکہ ان عجیب و غریب قسم کے اختلافات سے خروج کی راہ تلاش کی جائے۔

۴۔ اس کا حمل کب ہوا؟

اس امام صاحب کا حمل کب ہوا؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ اس کی ماں پر اس کے حمل کے آثار ظاہر ہی نہیں ہوئے۔ حتی کہ حکیمہ بنت محمد ❷ کہتی ہیں- جیسا کہ ان لوگوں کا کہنا ہے- میں نے اس کی ماں پر حمل کے آثار دیکھنے کی کوشش کی؛ میں نے اس کی طرف چھلانگ لگائی -جیسا کہ ان کی روایات میں خیال ظاہر کیا جاتا ہے- میں نے اس کے پیٹ کو ٹٹول کر دیکھا ؛مگر کوئی نشان نہ پایا۔ پھر وہ حسن کے پاس واپس گئی۔ اور اسے اس کے بارے میں خبر دی۔ مگر اس نے تاکید کے ساتھ حمل کی موجودگی ظاہر کی۔ اور اس [عورت] سے کہا: "جب فجر کا وقت ہوگا تو تمہارے لیے حمل ظاہر ہو جائے گا۔ ❸

---

❶ إكمال الدين ص ٤١٩۔ بحار الأنوار ٥١/ ١٥۔ كشف الغمة ٢/ ٤٧٥۔

❷ حکیمة بنت محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق۔ یہ امام صاحب کے والد کی پھوپھی ہیں۔

❸ إكمال الدين ص ٤٠٤۔

لیکن اس سے بھی بڑھ کر غریب بات یہ ہے کہ اس بچے [امام] کی ماں کو خود ولادت کی رات تک حمل کے بارے میں علم نہیں ہوسکا۔ یہاں تک کہ اس نے حکیمہ سے کہا کہ:

"اے میری آقا! مجھے تو ایسے کچھ آثار نظر ہی نہیں آرہے۔" ❶

ایک اور روایت کے مطابق میں نے سوسن کے علاوہ کسی بھی لڑکی پر حمل کے آثار نہیں دیکھے۔ اور ایک روایت میں حکیمہ کہتی ہے: "اس امام نے مجھے ماں کے پیٹ سے جواب دیا، اور مجھے سلام کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس [حامل] لڑکی کا نام سوسن تھا، اور دوسری روایت کے مطابق نرگس تھا۔

۵۔ جنم کیسے ہوا؟

کہا گیا ہے کہ آپ کی پیدائش بھی عام فطری راستے سے ہوئی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ فطری راستے سے نہیں بلکہ ران سے پیدا ہوئے۔

۶۔ مہدی کی پرورش:

ابوالحسن سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: "ہم اوصیاء کی جماعت ایک دن میں اتنی پرورش پاتے ہیں جتنی باقی لوگ ایک ہفتہ میں پروش پاتے ہیں۔ اور ابوالحسن سے ہی روایت ہے وہ کہتے ہیں: ہم میں سے کوئی بچہ جب ایک مہینے کا ہوجاتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسا کہ وہ ایک سال کا ہوگیا ہو۔" اور ابوالحسن سے ہی روایت ہے وہ کہتے ہیں: ہم آئمہ کی جماعت ایک دن میں اتنے بڑھ جاتے ہیں جتنا ہمارے علاوہ کوئی دوسرا ایک سال میں بڑھتا ہے۔"

۷۔ امام صاحب کہاں رہتے ہیں؟

کہا جاتا ہے کہ آپ "طیبہ" یعنی مدینہ میں رہتے ہیں۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ: نہیں بلکہ الروحاء میں رہتے ہیں۔ تیسرا قول ہے کہ: مکہ میں ذی طوی کے علاقہ میں رہتے ہیں۔ اور چوتھا قول یہ ہے کہ نہیں، بلکہ وہ سامراء کے [بغداد کے قریب ایک غار] میں رہتے ہیں۔

"اے کاش! مجھے معلوم ہوجاتا، کہاں آپ ٹھکانہ پکڑتے۔ بلکہ کون سی زمین آپ

---

❶ إکمال الدین ص ٤٠٤۔

اٹھائے ہوئے ہے؟ کیا آپ رضوی میں ہیں یا کسی دوسری جگہ پر ہیں۔ یا آپ ذی طوی میں ہیں۔'' یا آپ یمن کی وادی شمروخ میں ہیں، یا پھر سر سبز جزیرے میں ہیں۔''

مگر یہاں پر الکافی میں کچھ اور روایات بھی اس شہر کے بارے میں ملتی ہیں جہاں پر امام صاحب چھپے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ''الکافی'' کا مصنف کہتا ہے: ''صاحب امر [امام مہدی] کے لیے ضروری ہے کہ وہ غائب رہے۔ اور غائب رہنے کے لیے تنہائی ضروری ہے۔ اور طیبہ بہترین منزل ہے۔''❶

جب ان میں سے کسی ایک نے حسن عسکری سے کہا: ''اگر آپ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا تو میں اس کے بارے میں کہاں متلاشی رہوں؟ تو انہوں نے کہا: مدینہ میں۔''❷

جب کہ طوسی کا اس غیبت کے بارے میں دعوی ہے کہ [امام صاحب] جبل رضوی میں مقیم ہے۔ وہ اپنی روایت میں کہتا ہے:

''عبد الأعلی مولی آل سام سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: میں ابو عبد اللہ کے ساتھ سفر پر نکلا۔ جب ہم روحاء کے مقام پر پہنچے تو اس نے اپنے اوپر جھکے ہوئے ایک پہاڑ کی جانب دیکھا؛ اور پھر مجھ سے کہا: ''کیا تم اس پہاڑ کو دیکھ رہے ہو؟ یہ پہاڑ فارس کے پہاڑوں میں سے ایک ہے، اسے جبل رضوی❸ کہا جاتا ہے۔ یہ ہمارا محبوب پہاڑ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ہماری طرف منتقل

❶ أصول الکافی ۱/ ۳۴۰؛ الغیبة ص ۱۲۵؛ بحار الأنوار ۵۲/ ۱۵۳ میں ہے: ''صاحب امر [امام مہدی] کے لیے تنہائی ضروری ہے۔ اور اسی تنہائی میں ان کی قوت ہے۔ اور تیس کی تعداد میں کوئی وحشت نہیں ہوتی۔ اور طیبہ بہترین منزل ہے۔''

❷ أصول الکافی ۱/ ۲۳۸۔ مارزندانی نے کافی کی شرح میں کہا ہے: ''اس بات کا احتمال ہے کہ مدینہ سے مراد سامراء ہو۔ شرح الجامع ۶/ ۲۰۸۔

❸ رضوی شہر میں ایک پھاڑ ہے جس میں بہت زیادہ درخت اور پانی ہے۔ یہی وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں کیسانیہ فرقہ کا خیال ہے کہ محمد بن حنفیہ اسی پھاڑ میں زندہ مقیم ہے، اور اسے روزی دی جاتی ہے۔ معجم البلدان ۳/ ۵۱۔

کر دیا ہے۔ جان لو کہ اس میں ہر درخت کھانا ہے۔ اور ڈرنے والے کے لیے دو مرتبہ امان ہے۔ اور بیشک صاحب امر [مہدی] اس پہاڑ میں دو بار غائب ہوا ہے۔ ایک بار مختصر وقت کے لیے، اور دوسری بار لمبی مدت کے لیے۔'' ❶

دوسری روایات میں آتا ہے کہ امام صاحب مکہ کی بعض وادیوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ تفسیر عیاشی وغیرہ میں ہے ابو جعفر نے کہا ہے: ''صاحب امر بعض ان گھاٹیوں میں غائب ہیں ،اور پھر ذی طوی کی طرف اشارہ کیا۔'' ❷ [ذی طوی مکہ میں ایک وادی کا نام ہے]

ان لوگوں کے ہاں زیارات کی بعض دعاؤں میں ایسا کلام آیا ہے جس سے امام صاحب کے غائب ہونے کی جگہ کے بارے میں حیرت ہوتی ہے۔ وہ لوگ اسے بلند آواز سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں:

> ''اے کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہاں آپ ٹھکانہ پکڑتے ہیں۔ بلکہ کون سی زمین آپ کو اٹھائے ہوئے ہے؟ کیا آپ رضوی میں ہیں یا کسی دوسری جگہ پر ہیں۔ یا آپ ذی طوی میں ہیں۔'' ❸

۸۔ کیا امام صاحب جوان پلٹیں گے یا ضعیف العمر؟

مفضل سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے امام صادق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: اے میرے آقا! کیا امام زمانہ جوان واپس آئیں گے یا ان پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا:

> ''سبحان اللہ! کیا یہ بات معلوم ہو سکتی ہے؟ آپ جیسے چاہیں گے اور جس حالت میں چاہیں گے ظاہر ہوں گے۔'' ❹

---

❶ الغيبة ص ١٠٣۔

❷ تفسير العياشی ٢/ ٥٦۔ البرهان ٢/ ٨١۔ بحار الأنوار ٥٢/ ٣٤١۔

❸ بحار الأنوار ١٠٢/ ١٠٨۔

❹ بحار الأنوار ٧/ ٥٣۔

ایک دوسری روایت کے مطابق آپ جوانی کی حالت میں ظاہر ہوں گے، تقریباً بتیس سال کے نوجوان لگ رہے ہوں گے۔ ❶

ایک دوسری روایت کے مطابق اکیاون سال کی عمر کے آدمی ہوں گے۔'' ❷

اور پھر ایک دوسری روایت کے مطابق تقریباً تیس سال کے نوجوان کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔'' ❸

آپ کی حکومت کی مدت کیا ہوگی؟

محمد باقر الصدر نے کہا ہے:

''اس کے بارے میں اخبار بہت زیادہ ہیں۔ لیکن ساری مضمون کے لحاظ سے بہت بڑی حد تک آپس میں ٹکراتی ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سارے مؤلفین حیرانگی اور پریشانی کا شکار ہوگئے ہیں۔'' ❹

بعض روایات میں آیا ہے:

''ہمارے قائم کا ملک انیس سال تک رہے گا۔ اور ایک روایت میں ہے: سات سال تک رہے گا؛ ان سات سالوں میں سے ایک سال کے دنوں اور راتوں کو اللہ تعالیٰ اتنا لمبا کردے گا یہاں تک کہ ایک سال دس سالوں کے برابر ہوگا۔ پھر اس لحاظ سے ان کی حکومت کی مدت تمہارے ان ستر سالوں کے برابر ہوگی۔''

ایک اور روایت کے مطابق امام صاحب اس دنیا میں اصحاب کہف کی مدت یعنی ۳۰۹ سال تک قیام کریں گے۔ یہ اتنے تناقضات ہیں جو ختم ہونے میں نہیں آتے۔

---

❶ تاریخ ما بعد الظهور ص ٣٦٠۔

❷ تاریخ ما بعد الظهور ص ٣٦١۔

❸ الغيبة للطوسي ص ٤٢٠۔

❹ تاریخ ما بعد الظهور ص٤٣٣۔

۱۰۔آپ کے وجود اور اقارب کا انکار:

[آپ کے بھائی جعفر] ❶ نے امام کے وجود اور اس کے اقارب اور اہل بیت کا انکار کیا تو انہیں جھٹلانے لگے۔ اور جب سمان ❷ نے کہا کہ امام موجود ہے، تو اس کی تصدیق کرنے لگے۔

۱۱۔[شیعوں کی پکار]

کب سے شیعہ لوگ اس امام کو پکار رہے ہیں، اور اس سے پناہ کے طلب گار ہیں، مگر اسے اپنے شیعہ پر کوئی رحم نہیں آتا؟

۱۲۔[کیا یہ درست نہیں]؟

کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ شیعوں کی حکومتیں قائم ہوئیں، جن میں فاطمی حکومت، قرامطی حکومت، بہوی حکومت؛ [اور اب نصیری یا درز حکومت شام میں]۔ اور ایران میں شیعہ

❶ ان کے گھر کی گواہی طالبیین اور بنی ہاشم کے نقیب کی شہادت اس کے علاوہ ہے۔ اس لیے کہ لوگوں میں سے زیادہ بڑھ کر حسن عسکری کے قریب ترین انسان ان کے بھائی جعفر ہیں۔ وہ دوٹوک لفظوں میں کہہ رہے ہیں: ''بیشک ان کا بھائی مر گیا ہے۔ نہ ہی اس کی نسل چلی ہے، اور نہ ہی اس کے پیچھے کوئی رہا ہے۔ دیکھیں: ''الصواعق المحرقة ص ۱٦۸۔ مگر طوسی کہتا ہے: بیشک جعفر کا یہ انکار ایسا شبہ نہیں ہے جس پر وہ لوگ اعتماد کرلیں جن کے ہاں اس بات پر اجماع موجود ہے کہ جعفر کو انبیاء کی عصمت کی طرح عصمت حاصل نہیں تھی؛ جس کی وجہ سے ایسا شبہ ممتنع ہوتا۔ اسی لیے ان کا انکار کرنا حق ہے، مگر یہ دعوی باطل ہے۔ اور ان سے غلطی ہو جانا ممتنع نہیں ہے۔'' دیکھیں: الغیبة ۷۵۔

اسی وجہ سے شیعہ نے اسے جعفر الکذاب کا لقب دیا ہے۔ دیکھیں: إکمال الدین لابن بابویه ص ۳۱۲۔ سفینة البحار ۱/ ۱٦۲۔ أصول الکافی ۱/ ۵۰٤۔ مقتبس الأثر ۱٤/ ۳۱٤۔ اہل علم اور تاریخ دانوں نے یہی لکھا ہے کہ حسن بن علی العسکری کی نہ ہی کوئی نسل تھی اور نہ ہی اپنے پیچھے کوئی چھوڑا۔ دیکھیں: منهاج السنة ۲/ ۱٦٤۔ ایک آدمی نے شیعہ میں بولا تھا مگر شیعوں نے اسے جھوٹے کے لقب سے نواز دیا۔

❷ سمان اصل کا اصل نام عثمان بن سعید العمری ہے۔ گھی بیچنے کی وجہ سے اس کا نام سمّان یعنی گھی والا پڑ گیا۔ دین میں اس کے کسی مقام و مرتبہ کا پتہ نہیں چلتا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی علم اور نہ ہی نسب ہے۔ وہ امام منتظر کے نوابوں میں سے ایک ہے۔ (چار نواب یہ ہیں: عثمان بن سعید: اس کا بیٹا محمد؛ حسن بن روح، علی السمری)۔ بحار الأنوار ۹٤/ ۳۰۔

حکومت۔اتنی قوت و طاقت حاصل ہونے کے باوجود امام صاحب نے ظہور کیوں نہیں کیا؟

۱۳۔[امام کی شادی]:

کیا امام نے شادی کی ہے؟ کیا وہ عورت جس سے آپ کی شادی ہوئی وہ بڑی عمر کی عورت تھی؟ یا وہ ہر پچاس سال بعد دوسری شادی کرتی ہے؟

۱۴۔[امام کی اولاد]:

کیا اس مذکور و مزعوم امام کی کوئی اولاد بھی تھی؟ اور کیا یہ اب بوڑھے ہو چکے ہیں؟[یا ابھی تک سارے جوان ہیں؟ اگر ہیں تو کہاں ہیں؟ زندہ یا مردہ کی تفصیل کیا ہے؟]

۱۵۔[سبز جزیرہ]:

کیا آپ نے کبھی سبز جزیرہ کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے ذرا اپنے علماء سے تو پوچھو[یہ جزیرہ کہاں ہے، اور اس کی جغرافیائی حدود اربعہ کیا ہیں؟]

۱۶۔[مثلث برمودا]:

مثلث برمودا کا امام مہدی سے کیا تعلق ہے؟ ذرا اس کے بارے میں اپنے علماء سے دریافت کریں۔

۱۷۔ [مہدی کا قاتل]:

کیا آپ جانتے ہیں کہ مہدی کو قتل کون کرے گا؟
انہیں ایک داڑھی والی عورت قتل کرے گی۔

تیرھواں وقفہ:

فدک؛ تمہیں کیا معلوم فدک کیا ہے؟

ہم ہمیشہ سے سنتے چلے آرہے ہیں، اور آپ بھی شیعہ علماء وخطباء سے سنتے رہے ہوں گے؛ بلکہ ہم ان کی کتابوں میں بھی جناب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (1) پر یہ طعن پڑھتے چلے آرہے ہیں کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی میراث روک لی تھی۔

کیا آپ اپنے دلوں کو کچھ دیر کے لیے میرے ساتھ چھوڑو گے تاکہ میں اس موضوع سے متعلق اہم ترین چیزیں بیان کرسکوں۔ یہ چند ایک سوالات کا مجموعہ ہے:

(1) شیعہ کے ہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں طعن کئی اقسام کے ہیں۔ ان میں سے ایک روایت میں تفرد، آپ کی مخالفتِ قرآن، وغیرہ۔ طوسي نے تلخيص الشافي ٣/ ١٣٧؛ ١٣٨ پر لکھا ہے: بیشک یہ حدیث خبر واحد ہے۔ اسے ابو بکر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ ہمارے ہاں اس حدیث کا کسی بھی موقع پر قبول کرنا جائز نہیں۔ اگر ہم اسے قبول کرلیں، تو تخصیص قرآن اور ترک عموم میں پھر بھی قبول نہیں کریں گے۔ قصہ فدک اور جناب صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پر ان کے بہتان دیکھنے کے لیے ان کی معتمد کتابوں کے حوالے ملاحظہ فرمائیں: الإيضاح ص ٥١٦۔ الاستغاثة / ٤١۔ شرح نهج البلاغة ١٦/ ٢٥٢۔ كشف الغمة ١/ ٤٩۔ بحار الأنوار ٢٩/ ٢٢٧۔ أعلام النساء ٤/ ١١٦۔ دلائل الإمامة ٣٠-٣٩۔ الاحتجاج ١/ ٢٦٨۔ الشافي ٤/ ٧٥۔ اور معاصر شیعہ علماء کی کتابیں: منع تدوين السنة الشريفة ص ٤٢٥۔ مجموعة الرسائل از لطف الله صافی ١/ ٩٢۔

اس دشمنی کو شیعہ نسلوں میں راسخ کرنے کے لیے انہوں نے اسے اپنی دعاؤوں میں مقرر کیا ہے۔ ان میں سے کچھ دعائیں "المزار الكبير" میں ص ٥٠٦ پر؛ مصباح الزائر میں ص ٤٧٨؛ ٤٧٩ پر نقل کی گئی ہیں۔

بحار الأنوار میں ١٠٢/ ١٨٠ پر امام ابوالحسن علی بن محمد الہادی سے روایت ہے: ''اے اللہ! بتول الزہراء دختر رسول، اور آئمہ ہدایت کی ماں؛ دو جہاں کی عورتوں کی سردار؛ خیر الأنبیاء کی وارثہ؛ اور خیر الأوصیاء کی بیوی پر رحمتیں نازل کر۔ جو کہ اپنے باپ کی وجہ سے دکھ اٹھائے ہوئے تیرے پاس آئی ہے۔ جو اپنے غاصبین سے ظلم کا ازالہ چاہتی ہے۔ جو اس امت پر ناراض ہے جس نے اس کی نصرت کے حق کا خیال نہیں رکھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اسے رات کے اندھیرے میں گڑھے میں دفن کیا گیا۔ وہ جس کا حق چھین لیا گیا۔...... اتنی رحمتیں جن کے وقت کی کوئی حد نہ ہو، اور نہ ہی ان کی تعداد کی کوئی حد ہو، اور جس کی گنتی ختم ہونے میں نہ آئے۔''

جب نبی کریم ﷺ نے فرمادیا تھا کہ: ''ہم وراثت نہیں چھوڑتے۔'' [1]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میراث کا مطالبہ کرتے ہوئے تشریف لاتی ہیں۔

تمہیں اللہ کی قسم ہے! سچ بتاؤ اس موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کیا کرنا چاہیے تھا؟ بلکہ اگر آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟

اللہ کی قسم! مجھے تو آپ پر اس موقع پر ترس آتا ہے۔ایک طرف نبی کریم ﷺ کا حکم ہے۔اور دوسری طرف عورتوں کی سردار جناب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مطالبہ ہے۔مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر کسی کو ترجیح نہیں دی۔ اگر چہ آپ نبی کی جگر گوشہ فاطمہ طاہرہ تھیں۔ چلیے چند لمحات کے لیے فرض کریں ہم تسلیم کرلیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی میراث تھی؛ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ پر ظلم کیا۔مگر کیا آپ جانتے ہیں کہ جنابہ سیدہ طاہرہ زہرا کا انتقال پر ملال بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔آپ کے انتقال سے ان کی وراثت خود بخود ان کے ورثاء میں منتقل ہوگئی۔جس میں چوتھا حصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور باقی ان کی اولاد جناب حضرت حسن حضرت حسین اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم کا ہے۔جس میں لڑکوں کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملتا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد جناب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آیا، انہوں نے بھی فاطمہ کے وارثوں کو ان کا حق نہ دیا، اس لیے وہ بھی ظالم ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت آئی۔آپ نے بھی انہیں فاطمہ کی میراث نہ دی۔ اس لیے آپ بھی ظالم ہوئے۔اور ظلم کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔

اللہ تعالی مجھے اور آپ کو حق بات سمجھنے کی توفیق دے! کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے؛ مگر انہوں نے بھی فاطمہ کے وارثوں کو ان کا حق ادا نہیں کیا۔ اور یہ ظلم چلتا رہا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد جناب حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔مگر یہ ظلم یونہی چلتا رہا؛ [کہ انہوں نے بھی فاطمہ کے وارثوں کو ان کا حق نہ دیا]۔

کیا آپ یہ بات قبول کرتے ہیں؟ یا آپ بھی اہل سنت والجماعت کی طرح کہتے ہیں

[1] بخاری (۲۹۲۶) مسلم (۱۷۵۸)۔ اور دیگر کتابیں۔

کہ حضرت فاطمہ کی کوئی میراث نہیں تھی۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی ان میں سے کسی ایک نے بھی ظلم نہیں کیا اور نہ ہی کسی ایک پر کوئی ظلم ہوا۔

صحیح بات تو یہ ہے کہ یہ مال و متاع نبی کریم ﷺ کی ذات کے لیے اور آپ کی ازواج اور اہل بیت کے لیے وقف تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جناب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کا نظام چلاتے اور نگرانی کرتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں یہ ذمہ دار نبھائی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یہ نگرانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔ اور یہ نظام تقریباً بیس برس تک حضرت علی کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ زمام کار سنبھال لی۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو یہ نظام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آیا۔ جب ان کا بھی انتقال ہوگیا تو پھر حسن بن حسن المعروف حسن المثنی اور حضرت علی بن حسین زین العابدین کے ہاتھوں یہ ذمہ داری انجام کو پہنچتی رہی۔ پھر انکی وفات کے بعد زید بن حسن بن حسن کے ہاتھوں یہ خدمت ہوتی رہی۔ [1]

اختلاف کی ماہیت:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور جنابہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا، پھر کجا کہ فقہی اختلاف ہو۔ بلکہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ان کا نقطہ نظر تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے علم کے مطابق رائے کا اظہار کیا۔ اور یہ دونوں اپنی اپنی بات میں سچے تھے۔ اور معاملہ ایسا نہیں تھا جہاں تک پہنچا دیا گیا، اگر نیتیں درست ہوتیں [تو پھر کبھی ایسا نہ ہوتا]۔

معاصر شیعہ عالم علی شہرستانی کہتا ہے:

''سب سے پہلا فقہی اختلاف جو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ظاہر ہوا،

---

[1] ابن المیثم نے شرح نہج البلاغة ٥/ ١٠٧ میں؛ الدنبلي نے '' الدرة النجفية '' ص ٣٣٢ پر؛ ابن ابی الحدید نے شرح نهج البلاغة ٤/ ٨٤ پر روایت کیا ہے: '' بیشک ابو بکر فدک کا غلہ لیتے اور اس میں سے اتنا اہل بیت تک پہنچاتے تھے جس سے ان کا گزارہ ہو سکے۔ اور باقی کو تقسیم کر دیتے۔ پھر حضرت عمر بھی ایسے ہی کرتے رہے، اور حضرت عثمان بھی۔ پھر حضرت علی بھی ایسے ہی کرتے رہے۔ اس لیے اب عاقل کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ [شیعہ علماء سے] پوچھے کہ اب اشکال کہاں پر ہے؟

وہ دختر رسول اللہ سیدہ فاطمہ اور خلیفہ ابو بکر کے درمیان تھا۔ وہ اختلاف جس کی وجہ سے بہت بڑا بھونچال آ گیا، اور جس کے اثرات ابھی تک باقی ہیں۔" ❶

جب یہ خود شیعہ عالم کا اعتراف ہے، تو پھر رونے والا منہ کیوں بناتے ہو؟ اور اس موضوع کو ظلم اور غصب کی صورت میں کیوں پیش کرتے ہو؟ اور یہ ہائے افسوس ...... یہ بودے اور کمزور سے دعوے...... الخ۔

کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ان کی نیتیں ہی امت میں تفرقہ ڈالنے کے لیے خراب ہو چکی تھیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آٹے کا سنتا ہوں، مگر چکی نہیں دیکھی۔

ابن ابی الحدید کہتا ہے:

"فدک چند ایک کھجوروں اور کچھ تھوڑی سی زمین کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔" ❷

فدک کی جاگیر کا مسئلہ اسی وقت اور اس مجلس میں ہی ختم ہو گیا تھا جب حضرت فاطمہ نے اس کا مطالبہ کیا تھا۔ یہی بات ابن ابی الحدید نے نہج البلاغہ ۱۶/ ۲۶۶ میں ذکر کی ہے۔ وہ کہتا ہے: "صحیح بات یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد جناب امیر المؤمنین نے میراث کے بارے میں کوئی جھگڑا نہیں کیا؛ بلکہ ان کا مطالبہ فدک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صدقات کی ولایت [نگرانی] کا تھا۔

---

❶ منع تدوین السنة ص ٤٢٤۔

❷ شرح نهج البلاغة ١٦/ ٢٣٦۔

چودھواں وقفہ:

روشن تاریخ مگر کیسے؟

میرے بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ کیا آپ نے اسلامی فتوحات کے بارے میں پڑھا ہے؟ کیا جب آپ ان کے بارے میں سنتے ہیں تو فخر سے سر بلند کرتے ہیں یا پھر غمگین ہو جاتے ہیں؟

کیا آپ نے کبھی اپنے آپ سے پوچھا ہے: کہ بلاد فارس اور روم ہند اور سندھ کو کس نے فتح کیا؟ اور مصر اور افریقہ کو فتح کرنے والے کون ہیں؟

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان فتوحات میں شیعہ کا بھی کوئی کردار ہے؟ کیا آپ نے شیعہ کی تاریخ بھی پڑھی ہے؟ شاید کہ بہت سارے لوگ یہ تاریخ نہ جانتے ہوں؛ آیئے! میں آپ کے سامنے ان کے کچھ تاریخی واقعات رکھتا ہوں:

۱۔ مکہ مکرمہ پر حملہ کیا، حجاج کرام کو قتل کیا، اور حجر اسود نکال کر لے گئے، اور بائیس سال تک حجر ان کے پاس رہا۔ ❶

۲۔ اسلامی ممالک پر حملہ کرنے میں تاتاریوں کی مدد کی۔ ❷

---

❶ یہ واقعہ ۳۱۷ ہجری میں پیش آیا۔ ۳۳۹ ہجری تک حجر اسود ان لوگوں کے پاس رہا۔ حملہ کرنے والے قرامطہ شیعہ تھے۔

❷ ایسے ہی ساتویں صدی ہجری میں جو انتہائی دردناک واقعہ پیش آیا۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور اور سخت واقعہ ۶۵۶ ہجری میں سقوط بغداد کا واقعہ ہے۔ یہ واقعہ شیعہ کی مسلمانوں کے خلاف مغلوں کی مدد اور ابن علقمی اور طوسی خائن شیعہ وزراء کی خیانتوں اور عباسی خلیفہ کے قتل کی وجہ سے ممکن ہوا۔ جب علماء قتل کیے گئے، اور اس قدر کتابیں نہر دجلہ میں غرق کی گئیں کہ دریا کا رنگ بدل گیا......الخ۔ منهاج السنة لابن تيمية ۳/ ۳۷۷- ۳۷۸۔ (۱/ ۱۰-۱۱) (۵/ ۱۵٤-۱۵٦)۔

اس حادثہ کا خلاصہ یہ ہے کہ: ابن علقمی عباسی خلیفہ مستعصم کا وزیر تھا۔ خلیفہ اہل سنت والجماعت کے مذہب پر تھا؛ جس مذہب پر اس کے باپ اور دادا تھے۔ خلیفہ نرم مزاج تھا، مگر بیدار مغز نہیں تھا۔ اس کا یہ ⇦⇦⇦

۳۔ صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کے لیے سرحدیں کھول دینا اور مسلمانوں کو عیسائیوں پر بیچنا۔

۴۔ عین اس وقت خلافت اسلامیہ عثمانیہ کے خلاف اعلان جنگ جب عثمانی حکومت سربوں کے خلاف جنگ میں مصروف تھی۔ ❶

۵۔ اسی صدی میں آذر بائیجان کے خلاف آرمینیا کا ساتھ دینا۔

۶۔ اسی صدی میں افغانستان میں امریکہ کا ساتھ دینا۔

۷۔ اسی صدی میں عراق میں امریکیوں کا ساتھ دینا۔[بلکہ دوبارہ سقوط بغداد ان کی مدد کے نتیجہ میں ممکن ہوا]۔

یہ شیعہ کی تاریخ؛ان کے جہاد اور اسلامی فتوحات ؛ اور اسلام کی نصرت کے کچھ واقعات ہیں۔

⇐⇐⇐ وزیر خلافت کو ختم کرنے اور اہل سنت والجماعت کو ملیا میٹ کرنے ؛ اور اپنے مذہب پر ملک قائم کرنے کے لیے پلاننگ کررہا تھا۔ اس نے اپنے منصب اور خلیفہ کی غفلت کا ناجائز فائدہ اٹھایا تاکہ وہ اپنی گندی پلاننگ کو نافذ کرسکے۔ اس کی پلاننگ کی لڑیاں تین مرحلوں میں طے ہوئیں۔

پہلا مرحلہ:...... مسلمان فوج کو کمزور کیا، لوگوں پر ہر طرح سے تنگی پیدا کی۔ اور مسلمان فوج کا دانہ پانی بند کردیا۔ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ابن علقمی وزیر فوج کو ختم کرنے اور سرکاری خزانے سے ان کا بجٹ ختم کرنے پر تلا ہوا تھا۔ مستنصر کے آخری دنوں میں فوج کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ یہ بدبخت وزیر فوج میں مسلسل کمی کرتا رہا یہاں تک کہ ان کی تعداد صرف دس ہزار رہ گئی۔ البداية والنهاية ۱۳/ ۲۰۲۔

دوسرا مرحلہ:...... تاتاریوں سے خط و کتابت: ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پھر اس وزیر نے تاتاریوں سے خط و کتابت شروع کی۔ اور انہیں ملک پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ اور ان کے لیے اس مہم کو آسان کیا، اور ان کے لیے حقیقت حال بیان کی؛ اور ان کے سامنے کمزوریاں کھول کر رکھ دیں۔ البداية والنهاية ۱۳/ ۲۰۲۔

تیسرا مرحلہ:...... اس نے خلیفہ کو اور لوگوں کو بیٹھا دیا، اور تاتاریوں سے جنگ کرنے سے منع کردیا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: تاریخ الخلفاء از سیوطي ص ۳۰۸۔ دور الشيعة في سقوط بغداد على أيدي التتار" از سليمان بن حمد العودة۔

❶ اس جنگ کی وجہ سے صفوی شیعوں نے یورپ کے اندر اسلامی فتوحات کو روک دیا۔ اور پھر یہی نہیں، بلکہ صفویوں نے عثمانی حکومت کے خلاف عیسائیوں سے ساز باز اور معاہدے کیے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: " الصفويون والدولة العثمانية ۔" از علوی بن حسن عطرجی ۔

پندرھواں وقفہ:

کیا آپ جانتے ہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نرینہ اولاد میں ایسے بھی ہیں جن کے نام جناب ابوبکر وعمر اور عثمان ہیں۔ ❶ ایسے ہی:

حضرت حسن بن علی کے بیٹے کا نام: ابوبکر ہے۔ ❷ علی بن حسین کے بیٹے کا نام عمر ہے۔ ❸

موسیٰ بن جعفر کی اولاد میں: بیٹا عمر اور بیٹی کا نام عائشہ ہے۔ ❹

اور کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم بنت فاطمہ کی شادی جناب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی تھی ❺ اور کیا آپ جانتے ہیں کہ دو خلفاء کا بیٹا کون ہے؟ وہ ہے زید بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جس کے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، اور نانا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کی ماں ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ رملہ بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے معاویہ بن مروان ابن الحکم نے شادی کی تھی؟ ❻

کیا آپ جانتے ہیں کہ حسین بن علی ابن ابی طالب نے ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبید اللہ التـــمیـــمی سے شادی کی تھی۔ آپ کو حسن بن علی نے اپنی موت سے پہلے ان سے شادی

❶ كشف الغمة في معرفة الأئمة ٢/ ٦٧۔ الإرشاد ص ٢٤٨۔

❷ الإرشاد ص ٢٤٨۔ ❸ كشف الغمة في معرفة الأئمة ٢/ ٣٠٢۔

❹ كشف الغمة في معرفة الأئمة ٣/ ٢٩۔ ❺ الكافى ٥/ ٣٤٦۔

❻ نسب قریش ص ۴۵۔ جمهرة أنساب العرب ص ٨٧۔ اس میں لکھا ہے: رملہ ابی الہیاج الہاشمی کے نکاح میں تھی۔ اس کا نام عبد اللہ ابن الحارث ابن عبد المطلب تھا۔ ان کے ہاں ایک بیٹا بھی ہوا۔ پھر اس کے بعد معاویہ بن مروان کے نکاح میں آئیں۔ تمہیں اللہ کی قسم ہے: تم کیسے مروان بن الحکم اور اس کی نسل کے بارے میں کہتے ہو کہ یہ شجرہ ملعونہ ہے؛ اور پھر علی رضی اللہ عنہ ان سے سسرالی رشتے قائم کرتے ہیں۔

کرنے کی وصیت کی تھی۔ ان سے ہی حضرت فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں۔ ❶

کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حفصہ بنت عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شادی کی تھی۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب کی شادی حضرت مصعب بن زبیر بن العوام سے ہوئی تھی؟ ❷

اور کیا آپ جانتے ہیں؟ ......کیا آپ جانتے ہیں؟ ......[ان کے علاوہ باقی جو رشتے اہل بیت اور باقی صحابہ کرام کے درمیان قائم ہوئے ہیں، اوران کی آپس میں جو رشتہ داریاں اور تعلقات ہیں؟]

❶ یہ بات امامیہ شیعہ کے اہم ترین مصادر میں ذکر کی گئی ہے۔ الارشاد للمفید ص ١٩٤۔ منتهى الآمال للعباس القمي ص ٦٥١۔ الأنوار النعمانية للجزائري ١/ ٣٧٤۔ انہوں نے یوں وضاحت کی ہے: فاطمۃ بنت حسین؛ اس کی ماں ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبیداللہ ہے۔ جو کوئی اس سے زیادہ جاننا چاہے اسے چاہیے کہ کتاب :الأسماء و المصاهرات " کا مراجعہ کرے۔

❷ طبقات ابن سعد ٥/ ١٨٣۔

سولہواں وقفہ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پسلی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب حضرت علی رضی اللہ عنہما کے گھر آتے ہیں، دروازہ دھکیلتے ہیں، یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پسلی ٹوٹ جاتی ہے، اور حمل ساقط ہوجاتا ہے۔ پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زبردستی پکڑ کر لے جاتے ہیں [1] تاکہ ان سے بیعت لیں۔ کیا یہ بات آپ کی نظر میں معقول اور مقبول ہوسکتی ہے؟

جب کہ میری نظر میں یہ واقعہ بالکل غیر مقبول اور نا معقول ہے، اس کی وجوہات ہیں:
یہ ممکن ہی نہیں کہ اتنا بڑا واقعہ پیش آجائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا حرکت میں نہ آئیں، [ان کی غیرت بیدار نہ ہو]۔ اگر ایسا واقعہ تم میں سے کسی میرے بھائی کے لیے پیش آجائے، تو کیا تم بھی ایسے ہی کروگے جیسے حضرت علی نے کیا، یا پھر تم اپنی مردانگی کے جوہر دکھاؤ گے؟ اگر ایسا واقعہ پیش آگیا ہوتو پھر کیسے یہ سوچ سکتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت علی جیسا بہادر اور غیرت مند انسان غیرت مند ماں کی غیرت مند بیٹی ام کلثوم بنت علی کی شادی حضرت عمر سے کردیں؟ [اور کیا آپ اس بیٹی سے یہ تصور کرسکتے ہیں جس کی ماں کے ساتھ ایک آدمی اس کے آنکھوں کے سامنے یہ سلوک کرے، پھر وہ اپنی ماں باپ کے دشمن اور بھائی کے قاتل سے شادی کی حامی بھرلے؟ ایسا تو ہمارے زمانے کی گئی گزری لڑکی بھی نہیں کرے گی]۔

یہ مت کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عاجز آگئے تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کون ہے؟ آپ کے علماء کے قول کے مطابق علی وہ انسان ہیں جنھوں نے اکیلے خیبر کا دروازہ ایک ہاتھ

---

[1] دیکھیں: "الهداية الكبرى" از خصيبي ص ٤٠٧۔ بحار الأنوار ٢٨/ ٣٠٨۔ ٣٠۔ ٤٣/ ١٩٧۔ ٥٣/ ١٨۔ تلخيص الشافي للطوسي ٣/ ٧٦۔ شرح ابن ابى الحديد ٦/ ٢١۔ مقاتل الطالبيين لأبي الفرج الأصبهاني ص ٣١٥۔ مروج الذهب ٣/ ٧٧۔ إثبات الوصية ص ١٢٤۔

سے اٹھالیا تھا۔ وہ دروازہ جسے چالیس آدمی مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ ❶

اس واقعہ کا انکار کرنے کی تاب وسکت شیعہ میں نہیں ہے۔ بلکہ اس واقعہ کو باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کرنے کے لیے موقع غنیمت سمجھتے ہیں۔ [شیعہ امام] خوئی سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا گیا: کیا وہ روایات جنہیں خطباء منبروں پر ذکر کرتے ہیں، اور بعض اہل قلم کتابوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پسلی توڑ دی تھی؟ کیا یہ واقعہ آپ کے علم کے مطابق درست ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''یہ مشہور ومعروف واقعہ ہے، واللہ اعلم۔'' ❷

بعض اہل عقل نے ان خرافات واقعات کے صحیح ہونے میں شک کا اظہار کیا ہے۔ ان ہی لوگوں میں سے عصر حاضر میں مرجع شیعیت محمد حسین فضل اللہ ❸ ہے۔

لیکن اس آدمی کو تہمتوں کے سیلاب کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ اسے شیعیت سے ہی خارج کر دیا۔ جیسا کہ جعفر الشاخوری نے ذکر کیا ہے کہ: ''بیشک اس -یعنی فضل اللہ- نے عالم اسلام کے بڑے بڑے داعیان کو تاریخی واقعات پر تحقیق کرنے، اور اختلاف کے اسباب تلاش کرنے، اور ان کا قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا سنجیدہ حل پیش کرنے کی طرف دعوت دی۔ اور وہ امور جن کا اس نے انکار کیا، اور اس وجہ سے اس پر حملے بہت سخت ہوگئے، اس کا سبب بہت ساری تاریخی روایات پر تنقید کرنا اور انہیں رد کرنا ہے؛ ان روایات میں سے وہ روایت بھی ہے جس میں حضرت فاطمہ کے گھر پر حملہ کرنے اور ان کی پسلی توڑنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ ❹

---

❶ بحار لأنوار ۲۱/ ۲٦۔ ❷ صراط النجاة ۳/ ۳۱٤۔ السئوال ۹۸۰۔

❸ ان ہی لوگوں میں سے ایک اُحمد الکاتب ہے۔ اس نے اس عنوان سے ایک کتاب بھی لکھی ہے: ((أسطورة مظلومية الزهراء)) ''سیدہ زہراء کی مظلومیت کی کہانی۔''

❹ مرجعية المرحلة و غبار التغيير ص ۲٤: ٤۲۸۔ جب کہ حوزة علمية مشهدی کے منحرف ہونے کا یقین رکھتا ہے، اور انہوں نے فضل اللہ کی تکفیر میں ایک ویب سائیٹ بنا رکھی ہے جس کا نام ہے: ضلال نت۔ www.zalaal.net

ستر ھواں وقفہ:

خمس اور زکاۃ

میرے بھائی اور میری بہن! کیا آپ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں؟ اور کیا آپ سے کبھی زکوٰۃ طلب کی گئی ہے؟ اور کیا آپ جانتے ہیں کہ زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟

جو خمس آپ ادا کرتے ہیں وہ جہاد کے لیے مشروع کیا گیا ہے۔ اور وہ کفار سے لیا جاتا ہے۔ یہ بات تمہاری کتابیں ہی روایت کرتی ہیں۔ عبد اللہ بن سنان سے روایت ہے میں نے ابو عبد اللہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: ''خمس صرف اموال غنیمت میں خاص ہے۔''❶

اس کے مقابلہ میں زکوٰۃ ہے، جس پر قرآن کے کھلے اور واضح احکام موجود ہیں، مگر آپ ادا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (البقرہ : ١١٠)

''تم نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے، سب کچھ اللہ کے پاس پالو گے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (المؤمنون : ١)

''یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ﴾ (المؤمنون : ٤)

''جو زکواۃ ادا کرنے والے ہیں۔''

---

❶ من لا یحضرہ الفقیہ ١/ ١٣۔ تهذيب الأحكام ١/ ٣٨٤۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ (فصلت: ٦ـ٧)

''اوران مشرکین کے لیے ہلاکت ہے۔جوزکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی منکر ہی رہتے ہیں۔''

کیا اللہ تعالیٰ نے مال کی کمائی پر خمس کی صراحت بھی کی ہے؟ یا اس کے وصول کرنے والے فقہاء نے اس کا ذکر کیا ہے؟ جیسے زکوٰۃ کی ،اس کے مستحقین کی اور زکوٰۃ وصول کرنے والوں اوراس پر کام کرنے والوں کی صراحت ہے۔ایک آیت بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس میں کمائے ہوئے مال پر خمس نام کی کوئی چیز ہو۔اور نہ ہی کوئی ایک آیت ایسی ہے جس میں فقہاء اوراس خمس سے تعلق رکھنے والوں کے متعلق کوئی حکم بیان ہوا ہو۔

قرآن کریم میں خمس کا ذکر دومرتبہ آیا ہے۔سورت حشر میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (الحشر: ٦ـ٧)

''اوران کا جو مال اللہ تعالی نے اپنے رسول کے ہاتھ لگایا ہے جس پر نہ تو تم نے گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالی اپنے رسولوں کو جس پر چاہے غالب کردیتا ہے؛اوراللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔بستیوں والوں کا جو(مال)اللہ تعالی تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگایا وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے

دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ اللہ تعالی سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالی سخت عذاب والا ہے۔''

اورسورت انفال میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (الأنفال: ٤١)

''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا، اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا۔ جو دن حق اور باطل کی جدائی کا تھا؛ جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اگر ہم تاریخی لحاظ سے دیکھیں تو آئمہ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اپنے ماننے والوں کے مکاسب اور اموال پر کوئی ایسی چیز لازم کرتا ہو جس کا نام خمس ہو۔ بلکہ ہتھیار ڈال دینے والے کفار اور اہل ذمہ کے اموال پر بھی ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کے لیے زکوٰۃ، صدقات، خراج اور جزیہ اور اس جیسی چیزیں معروف ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ بات ضرورت کے تحت معلوم شدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے اموال سے خمس نہیں لیا۔ اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان سے اس کے مال کے خمس کا مطالبہ کیا۔''❶

---

❶ منهاج السنة النبوية ٣/ ١٥٤۔

بہت ساری روایات ایسی ہیں شیعہ سے خمس کو معاف کرتی ہیں، مگر ہم نے طوالت کے پیش نظر انہیں نظر انداز کیا ہے۔

امامیہ گروہ کے شیخ الطائفہ طوسی نے کہا ہے:

''جب کہ غیبوبت [غائب ہونے] کی حالت میں اپنے شیعہ کو ان کے مال سے متعلقہ حقوق میں رخصت دی ہے، جیسے خمس، اور دوسرے حقوق۔ اور وہ امور جن کا ہونا بہت ہی ضروری ہے جیسے آپس میں نکاح، لین دین اور پڑوس و رہائش وغیرہ۔''❶

یہ مذہب فقہاء کی ایک قابل اعتماد جماعت نے اختیار کیا ہے کہ شیعہ کو خمس ادا کرنے سے معاف رکھا جائے۔ ان علماء میں سے:

❀ ......محقق الحلي نجم الدین جعفر بن الحسن، م ٦٧٦ھ ❷

❀ ......یحییٰ بن سعید الحلی م ٦٩٠ھ ❸

❀ ......آٹھویں صدی کا علم حسن بن مطہر الحلی ❹

❀ ......الشہید الثانی، م ٩٦٦ھ ❺

❀ ......الاردبیلی م ٩٩٣ھ؛

❀ ......العلامۃ سلار؛❻

❀ ......محمد علی طباطبائی؛ اس کا انتقال گیارھویں صدی ہجری میں ہوا ہے۔❼

---

❶ النهاية في مجرد الفقه و الفتاوى ص ٢٠٠۔

❷ دیکھیں: کتاب شرائع الإسلام ١٨٢؛١٨٣۔ کتاب الخمس۔

❸ الجامع للشرائع ص ١٥١۔

❹ تحرير الأحكام ص ٧٥۔

❺ مجمع الفائدة والبرهان ٤/ ٣٥٥۔

❻ المراسيم ص ٦٣٣۔

❼ مدارك الأفهام ص ٣٤٤۔

اٹھارواں وقفہ:

حیاء کا اچکاؤ

میرے بھائی اور میری بہن ! اس میں کوئی شک نہیں کہ عقل مند انسان ہمیشہ اپنی بیٹی کے لیے نیک اور ہم پلہ رشتہ تلاش کرتا ہے۔ یہ بیٹی کا باپ پر حق ہے۔لیکن کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم کے لیے رشتہ تلاش کیا ہوگا تو اس حق کے ادا کرنے میں کوئی کمی چھوڑی ہوگی؟ جب انہوں نے اپنی جگر گوشہ کی شادی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کردی۔ یا یہ معاملہ ایسے ہے جس طرح امام جعفر صادق سے ''الکافی'' میں نقل کیا گیا ہے کہ:

''یہ وہ شرم گاہ ہے جسے ہم نے زبردستی غصب کرلیا ہے۔'' ❶

لا إلـه إلا الله ! کیا ایسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی کی شرمگاہ ایسے غصب کرلی جائے؟ اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ! میں نے بہت سارے شیعہ سے اس بارے میں سوال کیا، کیا ایسے ہوسکتا ہے کہ تمہاری بیٹی کی شرمگاہ ایسے غصب کرلی جائے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے ساتھ ہوا؟ [تمہاری روایات کے مطابق]۔

تو ان کا جواب یہی تھا: ہرگز نہیں۔

تو پھر کیا امام جعفر الصادق سے یہ مشہور نہیں ہے کہ ابو بکر نے مجھے دو بار جنم دیا ہے۔'' ❷

ان کی ماں: ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق ہیں۔ کیا یہ شرمگاہ حلال تھی یا حرام؟ ❸ ان کی دادی أسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابو بکر الصدیق ہیں۔ اسی لیے ابو بکر صدیق

---

❶ الكافي في الفروع ٢/ ١٤١۔ بحار الأنوار ٤٢/ ١٠٦۔

❷ كشف الغمة ٢/ ١٦١۔ سير أعلام النبلاء ٦/ ٢٥٥۔

❸ الكافي ١/ ٤٧٢۔

حضرت جعفر کے بیٹوں اور پوتوں کے دادا تھے۔ جیسے کہ موسی کاظم؛ امام رضاء، اور جواد اور عسکری۔ تو پھر کیا اب بھی تم یہی کہتے ہو کہ بیشک عمر کافر ہے، اور اس نے جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے شادی کرلی۔ تو کیا کافر کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی مسلمان عورت سے شادی کرلے۔ (1)

(1) اس بارے میں شیعہ کے معتبر علماء کی قابل اعتماد کتابوں میں وارد ہونے والی نصوص پیش کر رہے ہیں جن میں حضرت ام کلثوم بنت علی کی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے شادی کا اثبات ہے۔ ابن الطقطقي اپنی کتاب ''الأصيلي في أنساب الطالبيين'' میں لکھتا ہے:''اور ام کلثوم اس کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کی شادی عمر بن خطاب سے ہوئی؛ اور ان سے ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام زید بن عمر ہے۔ پھر ان کے بعد ان سے حضرت عبداللہ بن جعفر نے شادی کی۔ دیکھیں ((كلام المحقق مهدي الرجائی)) اس نے بہت ساری روایات نقل کی ہیں۔ اس میں ابوالحسن العمری کی تحقیق بھی ہے۔ یہ عمر بن علی ابن الحسین کی طرف نسبت کی وجہ سے عمری کہلاتے ہیں۔ اپنی کتاب "المجدي" میں کہتے ہیں:''اور ان روایات کا اصل دارو مدار اس روایت پر ہے جس کا تذکرہ ابھی ہم نے کیا ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ان کی شادی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی، اور ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا زید بن عمر۔'' محقق نے اس موقع پر بہت سارے اقوال نقل کیے ہیں۔ ان میں سے ایک قول وہ بھی ہے کہ جس سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کی وہ شیطان عورت تھی۔ اور انہوں نے اس سے دخول نہیں کیا۔ اور انہوں نے یہ شادی قوت سے غصب کرتے ہوئے کی تھی۔

مجلسی نے کہا ہے: اور شیخ مفید نے اصل واقعہ سے ہی انکار کیا ہے۔ بیشک یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ ان کی اسناد کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ وگرنہ وہ روایات موجود ہیں جن کا ذکر ابھی آئے گا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت علی آئے اور ام کلثوم کو لے کر اپنے گھر چلے گئے۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جنہیں بحار الأنوار میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا انکار کرنا بڑی عجیب بات ہے۔ اور اس کے جواب میں اصل یہ ہے کہ یہ انکار بطور تقیہ کے بأمر مجبوری ہے۔......الخ دیکھیں: مرآۃ العقول ۲/ ٤٥۔

''الکافی'' کے مصنف نے ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے ان سے بیوہ کی عدت کے بارے میں پوچھا: کیا وہ اپنے شوہر کے گھر میں ہی عدت گزارے گی یا جہاں چاہے عدت گزارے؟ انہوں نے کہا: جہاں چاہے عدت گزارے۔ اس لیے کہ جب عمر بن خطاب کا انتقال ہوگیا تو حضرت علی آئے اور ام کلثوم کو اپنے گھر لے گئے۔'' دیکھیں: الفروع من الكافی ٦/ ١١٥۔ مزید دیکھیں: کتاب زواج عمر ابن خطاب ممن أم كلثوم حقيقة أم افتراء" از ابو معاذ الاسماعيلي۔

انیسواں وقفہ:

حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کون؟

میرے بھائی اور میری بہن! کبھی آپ نے خود سے یہ سوال کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا؟ اس کا جواب دینے میں جلدی نہیں کرنا، جواب آگے آ رہا ہے۔

ان کے حقیقی قاتل وہ لوگ ہیں جنہوں نے پہلی ان کو طمع [لالچ] دی، اور پھر اپنی عادت کے مطابق غداری کی، [اور انہیں شہید کر دیا]۔ شیعہ محقق جواد محدثی کہتا ہے:

''تاریخ میں اہل کوفہ غدر میں اور وعدہ توڑنے میں مشہور ہیں۔ خواہ کوئی بھی حال ہو، اسلامی تاریخ اہل کوفہ کی طرف وفاء عہد کے لحاظ سے اچھی نظر سے نہیں دیکھتی۔'' ❶

اعترافات:

یہ آپ کے علماء کے اعترافات ہیں:

۱۔ شیعہ عالم حسین کورانی کہتا ہے: ''اہل کوفہ نے صرف امام حسین سے علیحدہ ہونے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنے رنگین مزاج کی وجہ سے ایک تیسرا موقف اختیار کر لیا؛ ہوا یوں کہ یہ لوگ ارض کربلاء کی طرف جلدی سے کوچ کرنے لگے، تا کہ امام حسین سے جنگ کر سکیں۔ اور کربلاء میں وہ اپنی ایسی بسالتیں رقم کروانے میں جلدی کرنے لگے جن سے شیطان راضی ہوتا ہو اور رحمٰن ناراض ہوتا ہو۔ مثال کے طور پر عمرو بن الحجاج جو کل کوفہ میں ظاہر ہوا تھا، اور اہل بیت کا بہت سخت حامی تھا، اور ان کا دفاع کرتا تھا؛ یہ وہی انسان ہے جو ہانی بن عروہ کو بچانے کے لیے بہت بڑا لشکر لے کر آیا تھا؛ آج وہ ان تمام ظاہری مواقف کو ننگے جا رہا تھا تا کہ امام حسین پر دین سے خارج ہونے کا الزام لگا

❶ من قتل الحسين ص١٣؛ ١٤ - موسوعة عاشوراء ص٥٩-

سکے۔ہمیں ذرااس نص[قول] پر غور کرنا چاہیے:

''عمرو بن الحجاج اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا، اسے قتل کرو جو دین سے نکل گیا ہے اور جماعت سے جدا ہو گیا ہے۔''❶

۲۔ ایک اور شیعہ عالم کاظم احسائی نجفی کہتا ہے: ''بیشک وہ لشکر جو امام حسین سے جنگ کرنے کے لیے نکلا، ان کی تعداد تین لاکھ تھی۔ یہ سارے کے سارے اہل کوفہ تھے۔ نہ ہی ان میں کوئی شامی تھا؛ نہ حجازی، نہ ہندی نہ پاکستانی، نہ سوڈانی؛ نہ مصری، اور نہ ہی افریقی؛ بلکہ سارے کے سارے اہل کوفہ تھے۔ جو کہ مختلف قبائل سے جمع ہوئے تھے۔''❷

۳۔ شیعہ مؤرخ حسین بن أحمد البراقی النجفی لکھتا ہے: ''قزوینی نے کہا ہے: ''اور جس بات پر ہم اہل کوفہ سے انتقام چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ انہوں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر طعن کیا، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، اس کے بعد کہ انہوں نے ہی ان کو کوفہ بلایا تھا۔''❸

۴۔ شیعہ محقق جواد محدثی کہتا ہے: ''ان تمام اسباب نے ایسے حالات پیدا کر دیے کہ امام علی ان لوگوں کی طرف سے دوہری مشکلات کا سامنا کرنے لگے۔ اور امام حسین کو بھی ان کی طرف سے غداری کا سامنا کرنا پڑا؛ اور مسلم بن عقیل ان لوگوں کے درمیان انتہائی مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیے گئے۔ اور حضرت حسین کو کربلا میں کوفہ کے قریب، اور اہل کوفہ کے لشکر کے ہاتھوں پیاسا شہید کر دیا گیا۔''❹

۵۔ مرتضی مطہری کہتا ہے: ''اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اہل کوفہ شیعان علی میں سے تھے۔ اور حضرت حسین کو قتل کرنے والے ان کے شیعہ ہی ہیں۔''❺

نیز اس نے یہ بھی کہا ہے کہ:

---

❶ في رحاب كربلاء ص ٦٠-٦١۔
❷ عاشوراء ص ٨٩۔
❸ تاريخ الكوفة ص ١١٣۔
❹ موسوعة عاشوراء ص ٥٩۔
❺ الملحمة الحسينية ١/ ١٢٩۔

''حضرت حسین کا قتل مسلمانوں کے ہاتھوں ہوا، بلکہ شیعہ کے ہاتھوں ہوا، یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے فقط پچاس سال بعد پیش آیا۔ یہ ایک حیران کن معاملہ ہے اور بہت ہی عجیب سی بات ہے۔'' ❶

٦۔ محسن امین نے کہا ہے: ''اہل عراق میں سے بیس ہزار لوگوں نے حسین بن علی کی بیعت کی، پھر انہوں نے غداری کی، اور ان کے خلاف جب خروج کیا، تو امام کی بیعت ان کی گردنوں میں تھی، مگر ان لوگوں نے امام کو قتل کر ڈالا۔'' ❷

مقتل حسین رضی اللہ عنہ اور اہل سنت کا موقف:

اس کا خلاصہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ اپنے اس قول میں پیش کرتے ہیں:

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت کا اعزاز بخشا؛ اوران کے قتل کرنے والوں کو ذلیل ورسوا کیا۔ اوران لوگوں کو بھی جنہوں نے ان کے قتل کرنے پر مدد کی تھی۔ یا جو کوئی ان کے قتل پر راضی رہا۔ آپ اپنے سے پہلے شہداء کے لیے ایک اسوہ ء حسنہ ہیں۔ اس لیے کہ بیشک آپ اور آپ کا بھائی جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اوران دونوں نے اسلام کی عزت اور غلبہ میں تربیت پائی تھی۔ آپ نے اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا، ہجرت کی؛ صبر اور تکلیفیں برداشت کرنے کا اجر پایا وہ سارے اہل بیت نہیں پا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو شہادت سے سرفراز کر کے عزت دی۔ تا کہ ان کی کرامت پوری ہو جائے۔ اوران کے درجات بلند ہو جائیں۔ آپ کا قتل ہونا بہت ہی بڑی مصیبت تھی۔'' ❸

---

❶ الملحمة الحسينية ٣/ ٩٣۔ ❷ اعيان الشيعة ١/ ٢٦۔

❸ مجموع الفتاوى ٤/ ٥١١۔

بیسواں وقفہ:

اجتہاد اور عجمیت

میرے محترم بھائی ، اور محترم بہن! کیا یہ بات معقول ہوسکتی ہے کہ کوئی انسان عالم اور مجتہد بلکہ امورِ شریعت میں عالمی مرجع ہو، مگر وہ اچھی طرح سے عربی جانتا بھی نہ ہو؟ [1] اس لیے کہ امور شریعت کا دارومدار کتاب وسنت پر ہے۔ جو انسان کتاب وسنت کو نہ سمجھتا ہو تو وہ کیسے ان کی تفسیر کرے گا یا ان کے مطابق فیصلے کریگا؟ یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔

آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ تحقیق کرو۔ میں نے تحقیق کی ہے، اور پوچھا ہے، مگر کہیں بھی تشفی بخش جواب نہیں پایا۔ کیا آپ نے شیعی مرجع سیستانی کے بارے میں سنا ہے کہ اس نے ایک بار بھی عربی میں بات کی ہو، یا اس کی کوئی کیسٹ عربی میں ہو، یا پھر وہ عربی میں تقریر کرسکتا ہو؟ اور کیا وہ بھی ایسے قرآن کی صحیح قرآت کرسکتا ہے جیسے آپ کے بچے پڑھتے ہیں؟

---

[1] دیکھیں: آداب الفتوی ۱/ ۳۲۔ الإبهاج ۱/ ۸۔ المحصول للرازی ۶/ ۳۰۔ أدب المفتي و المستفتي ۱/ ۳۲۔ المدخل ۱/ ۳۷۲۔ المسودة ۱/ ٤٨٧۔ روضة الناظر ۱/ ۳۵۳۔ ان سب لوگوں نے مجتہد کے لیے شروط ذکر کی ہیں، ان میں سے ایک شرط عربی زبان کا جاننا بھی ہے۔ امام رازی نے الفصول میں کہا ہے: ''یہ ضروری ہے کہ مجتہد لفظ کے مقتضی اور اس کے معانی کو جانتا ہو۔ اس لیے کہ اگر وہ عربی زبان سے ناآشنا ہوگا تو ان چیزوں کو بھی صحیح طرح سے نہیں سمجھتا ہوگا۔ جب لفظ لغوی شرعی، اور عرفی معنی کا فائدہ دیتا ہے تو واجب ہوتا ہے کہ لغت کی معرفت حاصل کی جائے، اور عرفی اور شرعی الفاظ کو جانا جائے۔

اکیسواں وقفہ:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

میرے محترم بھائی اور محترم بہن! اللہ تعالیٰ آپ میں برکت دے، کیا آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا اور اسے دھرایا ہے:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

(الأحزاب: ٦)

''پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔''

ہاں! ان کی بیویاں مؤمنین کی مائیں ہیں۔ خواہ اسے مانیں یا اس کا انکار کریں۔ ان کی بیویاں آپ کی مائیں ہیں۔ ہاں عائشہ رضی اللہ عنہا میری ماں ہے، اور آپ کی ماں ہے۔ کیا آپ ان کو ماں بنانے پر راضی ہیں؟ خبردار کہیں آپ یہ نہ کہہ دینا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ﴾ (النور: ٢٦)

''خبیث عورتیں خبیث مرد کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں ایسے پاک لوگوں کے متعلق جو کچھ بکواس (بہتان باز) کر رہے ہیں وہ ان سے بالکل بری ہیں، ان کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی۔''

خبردار اور خبردار کہ تم کہو کہ تمہاری ماں خبیث عورت ہے۔ کیا آپ اپنی ماں کو گالی دیتے ہیں۔ خصوصاً اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ کے علماء کا موقف آپ پر مخفی نہیں ہے۔

انہیں تو تہمتیں لگانے اور افتراء باندھے کے لیے خصوصی نشانے پر رکھا جاتا ہے۔ شیعہ گمان کرتے ہیں حضرت عائشہ کے لیے جہنم کے دروازوں میں سے ایک خاص دروازہ ہے؛ جس سے وہ جہنم میں داخل ہوگی۔ [العیاذ باللہ]۔

عیاشی نے اپنی سند سے امام جعفر کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے آگ کی حکایت بیان کرتے ہوئے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے:

﴿لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾ (الحجر: ٤٤)

''اس کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لیے ان کا ایک حصہ بنا ہوا ہے۔''

[انہوں نے کہا:] جہنم کو لایا جائے گا، اس کے سات دروازے ہوں گے......، ان میں سے ایک دروازہ عسکر کے لیے ہوگا......''❶

عسکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کنایہ ہے۔ جیسا کہ مجلسی نے کہا ہے۔❷

ان کا نام ''عسکر'' سے کنایہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ جنگ جمل کے موقعہ پر جس جگہ اونٹ پر سوار رہا کرتی تھیں اسے عسکر کہا جاتا تھا؛ جیسا کہ مجلسی کا خیال ہے۔

ان لوگوں نے آپ کی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام اپنی کتابوں میں ام شرور بھی رکھا ہے۔❸

تمہارے علماء نے ان کے کافر اور ایمان سے خالی ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اور ان کے بارے میں ان کا ایمان ہے کہ یہ جہنمی عورت ہے۔ ایک شیعہ عالم نے جھوٹ اور بہتان تراشی سے جعفر صادق کی طرف یہ قول منسوب کرتے ہوئے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا﴾

(النحل: ۹۲)

---

❶ تفسير العياشي ٢/ ٢٤٣۔ البرهان للبحراني ٢/ ٣٤٥۔

❷ بحار الأنوار للمجلسي ٨/ ٣٠٢۔

❸ الصراط المستقيم للبياضي ٣/ ١٦١۔

''اور اس عورت کی طرح نہ ہو جا جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا۔''

کہتا ہے: وہ عورت جس نے سوت کاتا، اور مضبوط ہونے کے توڑ ڈالا؛ اس سے مراد عائشہ ہے، اس نے اپنا ایمان توڑ ڈالا۔ ❶

ان کا خیال ہے کہ اماں عائشہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا کرتی تھی۔ ❷

بیشک آپ کا لقب ''حمیراء'' ان القاب میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ ❸

---

❶ تفسير العياشي ٢/ ٢٦٩۔ البرهان للبحراني ٢/ ٣٨٣۔

❷ بحار الأنوار للمجلسي ٧/ ٤٥٤۔

❸ الأصول من الكافي للكليني ١/ ٢٤٧۔

بائیسواں وقفہ:

راہ راست کی مخالفت

شیعہ کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کی مخالفت ہے، اور وہ اہل سنت کو ''عامہ'' کا نام دیتے ہیں؛ جو کہ ''خاصہ'' کے مقابلہ میں بولتے ہیں۔خاصہ کا یہ لقب شیعیت کی طرف نسبت رکھنے والوں کے لیے ہے۔

بحرانی نے یہ روایت نقل کی ہے؛وہ کہتا ہے: ''میں نے کہا: ''اگر آپ سے دو روایتیں مشہور ہوں، جنہیں آپ سے ثقہ راویوں نے روایت کیا ہو؛[تو ان کا کیا حکم ہے؟] فرمایا: '' ان میں دیکھا جائے گا؛ جو کتاب و سنت کے موافق ہو، اور ''عامہ'' کی مخالف ہو، تو اس روایت کو قبول کیا جائے گا۔ اور اس روایت کو چھوڑ دیا جائے گا جس کا حکم کتاب و سنت کے مخالف ہو اور ''عامہ'' کے موافق ہو۔ میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں! کیا آپ دیکھتے ہیں کہ اگر دو فقہاء جن کا حکم کتاب وسنت کے مطابق ہونا معروف ہو،[کسی چیز کا حکم دیں] تو معلوم ہو کہ ان میں سے ایک خبر ''عامہ'' کے موافق ہے، اور دوسری روایت ان کے مخالف ۔تو ان دو میں سے کون سی روایت قبول کی جائے گی؟ فرمایا: '' وہ روایت جس میں عامہ کی مخالفت ہو، کامیابی اسی میں ہے۔ میں نے کہا: اگر دونوں خبریں برابر کی اور موافق ہوں تو پھر؟ فرمایا دیکھا جائے گا: جس خبر کی طرف ان کے علماء وفقہاء مائل ہوتے ہوں، اسے ترک کردیا جائے گا، اور دوسری خبر کو قبول کرلیا جائے گا۔''[1]

بحرانی نے یہ بات بھی نقل کی ہے کہ: میں نے کہا: اگر ان دونوں کے راوی عادل، ثقہ اور پسندیدہ لوگ ہوں تو؟ تو (امام باقر نے) کہا:

'' دیکھو: جو عامہ کے مخالف ہو، اسے لے لو، اور دوسری کو چھوڑ دو۔ اس لیے کہ

---

[1] الحدائق الناظرة للبحراني ١/ ٩٠-٩٢۔

حق اسی میں ہے جس میں ان کی مخالفت ہو۔''

بحرانی نے عبد الرحمٰن بن ابو عبد اللہ سے روایت کیا ہے، فرمایا:

''اگر تم کتاب اللہ میں حکم نہ پاؤ تو اسے عامہ کی احادیث پر پیش کرو۔ جو ان کی احادیث کے موافق ہو، اسے چھوڑ دو، اور جو ان کی احادیث کے مخالف ہو، اسے قبول کرلو۔''❶

کلینی نے ذکر کیا ہے کہ روایات کے اختلاف کے وقت ان میں فرق کرنے والی چیز ان کے امام کا یہ قول ہے:

''جو بات ان لوگوں [اہل سنت والجماعت] کے موافق ہو، اسے چھوڑ دو، بیشک کامیابی ان کی مخالفت میں ہے۔''❷

انہوں نے ابو عبد اللہ جعفر الصادق سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

''جب تمہارے سامنے دو مختلف حدیثیں آجائیں تو جو حدیث قوم کی مخالفت میں ہو اسے قبول کرلو۔''❸

حسن ابن الجہم سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: میں نے ایک نیک انسان سے کہا: (اس لقب سے مراد امام ہیں):

''کیا ہم تک جو روایات آپ کی طرف سے پہنچتی ہیں، انہیں تسلیم کئے بغیر بھی ہمارے لیے کوئی چارہ ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! ہماری بات تسلیم کیے بغیر تمہارے لیے کوئی چارہ نہیں۔ میں نے کہا: ''سو ابو عبد اللہ سے ایک چیز روایت کی جاتی ہے؛ اور ان سے دوسری چیز اس کے مخالف روایت کی جاتی ہے؛ ان دو میں سے کس کو ہم قبول کریں؟ تو انہوں نے کہا: ''جو ان لوگوں کے مخالف

❶ الحدائق الناظرة ١/ ٩٤-٩٥۔

❸ أصول الكافي؛ وسائل الشيعة ٢٦/ ١٠٣۔ بحار الأنوار ٢/ ٢٣٥۔

❹ وسائل الشيعة ٢٦/ ١٠٣۔ البحار ٢/ ٢٣٥۔

ہو، اس کو قبول کرلو (اور اشارہ اہل سنت کی طرف کیا)؛ اور جو ان کے موافق ہو، اس سے بچ کر رہو۔''❶

اس مبداء کی علت یہ پیش کرتے ہیں جو ابو بصیر نے ابو عبد اللہ سے روایت کیا ہے:

انہوں نے کہا:

''اللہ کی قسم! تم اس راہ پر نہیں ہو جس پر یہ لوگ ہیں۔ اور نہ ہی وہ لوگ اس چیز پر ہیں جس پر تم ہو۔ پس ان کی مخالفت کرو، وہ دین حنیف میں سے کسی چیز پر نہیں ہیں۔''❷

علی بن اسباط سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے امام رضا سے کہا:

''کوئی ایسا معاملہ پیش آتا ہے جس کی معرفت حاصل کرنا بہت ہی ضروری ہوتی ہے، اور جس شہر میں میں رہتا ہوں، وہاں پر آپ کے غلاموں میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہے جس سے فتوی دریافت کروں؛ [تو پھر کیا کرنا چاہیے؟] فرمایا :''تم اپنے علاقہ کے فقیہ [عالم] کے پاس جاؤ، اور اس سے اپنے معاملے میں فتوی پوچھو، جب وہ آپ کو کوئی فتوی دیدے تو اس کی مخالفت کرو، بیشک حق اسی میں ہے۔''❸

خمینی نے کہا ہے:

''دلائل کی وضاحت کی روشنی میں یہ بات مخفی نہیں رہ جاتی کہ عامہ کی مخالفت دو خبروں میں تعارض کے وقت راجح ہے؛ اگر چہ ان میں ایک کی سند بھی ہو، بلکہ اس ظاہر میں وہ روایت صحیح بھی ہو؛ وہ روایت اپنے اصحاب کے مابین مشہور بھی

---

❶ وسائل الشيعة ٢٦/ ١٠٣۔ البحار ٢/ ٢٣٥۔

❷ وسائل الشيعة ٢٦/ ١٠٣۔ الفصول المهمة ص ٢٣٥۔

❸ علل الشرائع لابن بابويه ص ٥٣١۔ تهذيب الأحكام ٦/ ٢٩٥۔ وسائل الشيعة ٢٦/ ١٠٣۔ البحار ٢/ ٢٣٣۔

ہو۔ بلکہ یہی مرجح متداول اور تمام فقہی ابواب میں فقہاء کی زبان پر عام طور پر پایا جاتا ہے۔''❶

[اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ] خمینی نے اسے روایات کو ترجیح دینے کے لیے لازم قرار دیا ہے ۔وہ کہتا ہے:'' بیشک ان کی روایات عامہ کی مخالف روایات کو قبول کرنے کا حکم دیتی ہیں۔جیسا کہ ان کا یہ کہنا کہ:'' جو روایت عامہ کے مخالف ہو،اسی میں کامیابی ہے۔'' ان کا یہ قول:

'' جو ان لوگوں کے موافق ہو، اسے چھوڑ دو ، اس لیے کہ کامیابی ان کی مخالفت کرنے میں ہے'' یہ ترجیح کے اصولوں میں سے ہے۔اس مخالفت سے ترجیح دینا محض عبادت ہی نہیں؛ بلکہ اس لیے کہ ان کی مخالفت واقعیت کا رستہ ہے اور کامیابی ان کی مخالفت میں ہے۔''❷

اور عامہ سے مقصود،جن کے مخالف روایات قبول کرنے کا حکم ان کے گمان کے مطابق امام جعفر الصادق نے دیا ہے،اس سے مراد اہل سنت والجماعت ہیں ۔جیسا کہ محسن الامین نے اس کی صراحت کی ہے،اس کا کہنا ہے:

'' خاصہ کا لقب ہمارے اصحاب اپنے لیے کرتے ہیں ، اور اس کے مقابل عامہ ہے،جنہیں اہل سنت کہا جاتا ہے۔''❸

میرے بھائیو! یہ حال ہے [آپ کی قوم کا]۔ بیشک آپ کے ہاں تسلیم شدہ امور میں سے ایک روایات میں اہل سنت والجماعت کی مخالفت کرنا ہے [چہ جائے کہ عقائد]۔ یہاں تک کہ کسی بھی روایت کی صحت کا پیمانہ شیعہ کے ہاں یہ ہے کہ وہ خبر لازمی طور پر اہل سنت والجماعت کے مخالف ہو۔

---

❶ الرسائل ۲/ ۸۱۔۸۲۔

❷ رسالة التعادل و الترجیح ص ۷۱۔

❸ أعیان الشیعة ۱/ ۲۱۔

اللہ تعالیٰ آپ کو قبول حق کی توفیق دے؛ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ خمینی نے ذکر کیا ہے:

''اس روایت کو ابو اسحٰق ارجانی نے مرفوع کہا ہے؛ کہا: ''ابو عبد اللہ نے کہا: ''کیا تمہیں علم ہے کہ تمہیں عامہ کی مخالفت کا حکم کیوں دیا جاتا ہے؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ فرمایا: ''بیشک علی کوئی بھی دین اللہ کے لیے ایسا نہیں اختیار کرتے تھے؛ مگر امت آپ کی بات کا انکار کرنے کے لیے اس کی مخالفت میں دوسرے حکم کی طرف پھر جاتی۔ اور وہ امیر المؤمنین سے کسی چیز کے بارے میں پوچھتے؛ جس کے متعلق انہیں علم نہ ہوتا۔ جب آپ ان کو فتوی دے دیتے تو وہ اپنی طرف سے اس کا الٹ کرنا شروع کر دیتے، تاکہ لوگوں پر ان کے معاملے کو خلط ملط کر دیں۔''[1]

---

[1] التعادل و الترجيح از خميني ص ۸۲۔

تیئسواں وقفہ:

متعہ

میرے بھائی اور میری بہن! اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے؛ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے متعہ کے بارے میں سنا ہوگا۔ وہ متعہ جس کے بارے میں آپ کے علماء اپنی کتابوں میں کہتے ہیں کہ یہ قربت کا کام ہے۔ ہاں قربت کا کام ہے، مگر کون سی قربت؟

بلکہ متعہ پر ایمان رکھنا ان کے دین کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ اور اس کا منکر دین کا منکر ہے۔ ❶

نیز شیعہ اپنے آئمہ سے روایت کرتے ہیں کہ: ''متعہ میرا دین ہے، اور میرے آباء کا دین ہے، جس نے اس پر عمل کیا اس نے ہمارے دین پر عمل کیا، اور جس نے اس کا انکار کیا اس نے ہمارے دین کا انکار کیا۔ اور ہمارے عقیدہ سے ہٹ کر عقیدہ رکھا۔ ❷

متعہ کے بعض فضائل:

[اب آپ کے سامنے شیعہ کتب میں وارد متعہ کے بعض فضائل پیش کیے جاتے ہیں:]

ابوعبداللہ کہتے ہیں:

''کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہے جو متعہ کرے، پھر غسل کرے، مگر اللہ تعالیٰ اس سے گرنے والے ہر قطرے سے ستر فرشتے پیدا کرتے ہیں جو قیامت کے دن تک کے لیے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور اس [متعہ] سے دور رہنے والے پر لعنت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔''

مفید نے یہ روایات نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

---

❶ من لا يحضره الفقيه ٣/ ٣٦٦۔وسائل الشيعة ٤/ ٤٣٨۔

❷ من لا يحضره الفقيه ٣/ ٣٦٦۔تفسير منهج الصادقين ٢/ ٤٩٥۔

"یہ بہت سارے اجر میں سے کچھ تھوڑا ہے، جو اس معنی میں وارد ہوا ہے۔" ❶

جنت میں داخلے کا سبب:

متعہ جنت میں داخل ہونے کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ بلکہ وہ متعہ کی وجہ سے اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ وہ ان کے مراتب، مراتبِ انبیاء کے برابر ہو جاتے ہیں۔ ❷

"بیشک متعہ کرنے والی عورت کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔" ❸

متعہ دین کے فضائل میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو ختم کر دیتا ہے۔" ❹

مجلسی نے امام باقر سے روایت کیا ہے آپ سے پوچھا گیا: متعہ کرنے والے کا کیا ثواب ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

"جب وہ متعہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہو؛ اور فلاں کی مخالفت کرنا چاہتا؛ تو وہ اس عورت کے ساتھ کلام کرنے کے لیے زبان سے ایک کلمہ بھی نہیں نکالتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے نیکی لکھ دیتے ہیں؛ اور جب وہ اس کے قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اور جب وہ غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بالوں پر سے گزرنے والے پانی کی تعداد میں اس کی مغفرت کر دیتے ہیں۔

میں نے کہا: کیا بالوں کی تعداد میں؟ فرمایا: ہاں! بالوں کی تعداد میں۔ اور یہاں پر فلاں سے مقصود عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہے۔ ❺

مجلسی نے اپنے بھائی سے روایت کی ہے: میں نے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا: کیا اس کے لیے درست ہے کہ وہ بغیر بیان کئے ہوئے کسی عورت سے متعہ کرے؟ انہوں نے کہا:

"جب دونوں مسلمان ہوں، اور دونوں امن میں ہوں تو کوئی حرج والی بات

---

❶ رسائل المتعة ٨؛ ٩۔
❷ من لا یحضره الفقیه ٣/ ٣٦٦۔
❸ من لا یحضره الفقیه ٣/ ٣٦٦۔
❹ تفسیر منهج الصادقین ٢/ ٤٩٣۔
❺ بحار الأنوار ١٠٠/ ٣٠٦۔

نہیں ہے۔''

اسی وجہ سے شیعہ کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں متعہ کے بارے میں بڑے حریص ہیں۔''[1]

آئمہ اثنا عشریہ اور متعہ:

اس موقع پر ہم ایک سوال کرتے ہیں کہ: کیا آئمہ اثنا عشریہ نے کبھی متعہ کیا تھا؟ کیا یہ متعہ کرنا قربت کا کام نہیں ہے؟ حالانکہ وہ لوگ قربت الٰہی کے اعمال کرنے پر لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر حریص تھے۔ اور پھر کیا ان لوگوں کی کوئی اولاد متعہ سے ہے؟

اور کیا متعہ صرف متقی مؤمنین کے لیے ہے؟ یا اللہ سے ڈرنے والی مؤمن عورتیں بھی اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لیے متعہ کر سکتی ہیں؟

اور کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ اس معاشرہ کی صورتحال کیا ہوگی جہاں متعہ رائج ہوگا؟

خبردار، آگاہ رہنا! کہ کہیں تم پر معاملہ کو خلط ملط کر دیا جائے کہ متعہ صرف بیواؤں اور طلاق یافتہ عورتوں کے لیے ایک حل ہے۔ معاملہ ہرگز ایسے نہیں ہے۔ بلکہ یہ کنواریوں کے لیے بھی مقرر شدہ ہے۔ جیسا کہ زیاد بن ابی حلال سے روایت کیا گیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا؛ آپ کہتے تھے: ''کوئی حرج والی بات نہیں ہے کہ کنواری کے ساتھ متعہ کیا جائے جب تک کہ اس وجہ سے اس کے اہل خانہ کے ساتھ کوئی عیب نہ لگ رہا ہو۔''[2]

ایک دوسری روایت میں ہے جو کہ ابو سعید القماط سے روایت کی گئی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں: میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا: ''ایک دوشیزہ اپنے والدین کے پاس ہے، وہ اپنے والدین سے چھپ چھپا کر مجھے اپنی طرف بلاتی ہے، کیا میں ایسا کر گزروں؟

فرمایا: ہاں، مگر فرج سے بچ کر رہنا۔'' میں نے کہا: اگرچہ وہ اسی پر راضی ہو؟ فرمایا: اگرچہ وہ اس پر راضی ہو، اس لیے کہ یہ کنواریوں کے لیے عار ہے۔''[3]

---

[1] بحار الأنوار ١٠٠/ ٣١٢۔ [2] الفروع الكافی ٢/ ٤٦۔ وسائل الشيعة ١٤/ ٤٥٧۔

[3] التهذيب ٧/ ٢٥٤۔ وسائل الشيعة ٢٠/ ٣٣۔

اے مسلمان ! کیا تم اس متعہ کو اس سے پہلے کہ اپنی ذات کے لیے پسند کرو، کیا اسے اپنی بہن کے لیے بھی پسند کر سکتے ہو؟ کیا آپ اسے اپنی ماں یا بیٹی کے لیے پسند کر سکتے ہیں، یا اس پر راضی رہ سکتے ہیں؟ اپنے ذات کے ساتھ سچائی کا سلوک کریں اور صدق قلب کیساتھ اس کا فیصلہ کریں۔ ایسی شادی کے بارے میں تصور کیجیے ! جس میں نہ ہی میراث ہے، اور نہ ہی گواہوں کی شرط ؛ نہ ہی ولی اور نہ ہی طلاق اور نہ ہی ...... نہ ہی...... نہ ہی ...... نہ ہی......

ایسی شادی جس کی مدت صرف ایک بار کی ہم بستری ہے، پھر اس کے بعد جدا ہو جاتے ہیں۔

تمہیں اللہ کا واسطہ ہے، اور تمہیں اس رب کی قسم ہے ! تم خود ہی اس متعہ اور امریکہ و یورپ اور روس میں پھیلی ہوئی فحاشی کے درمیان فرق تلاش کرو، [جس کی وجہ سے وہاں کا خانگی نظام بہت بری طرح سے ملیا میٹ ہو رہا ہے]۔

کیا آپ فرق جاننا چاہتے ہیں؟ تو فرق یہ ہے کہ اس فحاشی اور بے حیائی کو وہاں کا خود ساختہ قانون تحفظ دیتا ہے ؛ اور متعہ کو شیعہ گمان کے مطابق ان کی خود ساختہ شریعت تحفظ دیتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور فرق نہیں۔

بیشک جو متعہ تین دن کے لیے حلال کیا گیا تھا، وہ کافر عورتوں کے ساتھ تھا۔ [1] پھر اس کے بعد حرام کر دیا گیا ؛ پھر شیعہ علماء متعہ کو مسلمان عورتوں کے ساتھ کیسے ملاتے ہیں؟

اس کے باوجود ان کی کتابوں میں ایسی روایات موجود ہیں جو اس سارے قضیہ کی مخالفت کرتی ہیں۔ ابن ابی عمیر ہشام بن الحکم سے اور وہ ابو عبد اللہ سے متعہ کے متعلق روایت

[1] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو لوگوں میں خطبہ دیا، اور فرمایا: ''بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دن کے لیے متعہ کی اجازت دی ؛ پھر اسے حرام کر دیا۔ اللہ کی قسم ! مجھے کسی بھی آدمی کے بارے میں علم ہوگا کہ اس نے متعہ کیا ہے ؛ اور وہ شادی شدہ ہو تو میں اسے پتھروں سے رجم کر دوں گا۔ الا یہ کہ وہ چار گواہ پیش کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب متعہ کو حرام کیا تو اس کے بعد پھر حلال کیا تھا۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ؛ ح: (۱۹۶۳)۔ اور ایاس بن سلمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ؛ وہ فرماتے ہیں: غزوہ اوطاس والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دن کے لیے متعہ کرنے کی اجازت دی ؛ پھر اس کے بعد منع کر دیا۔ مسلم ٤/ ١٣١ ؛ أحمد ٤/ ٥٥۔

کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

''ہمارے ہاں تو صرف فاحشہ عورتیں ہی ایسا کرتی ہیں۔'' ❶

ابن سنان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: ''میں نے ابوعبداللہ سے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ''اس سے اپنے نفس کو گندہ نہ کرنا۔'' ❷

کلینی نے مفضل سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے میں نے ابوعبداللہؒ سے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا:

''اسے چھوڑ دو، کیا تم میں سے کسی ایک کو حیاء نہیں آتی کہ وہ شرم گاہ کی جگہ دیکھے، اور پھر اسے اپنے نیک بھائیوں اور ساتھیوں پر لگائے۔'' ❸

شیخ مفید اور کلینی دونوں نے علی بن یقطین سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے: میں نے ابو الحسن سے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا:

''تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں، اللہ تعالی نے تمہیں اس سے بے نیاز کردیا ہے۔'' ❹

عمار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

''مجھ سے اور سلیمان بن خالد سے ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا: ''تم پر متعہ حرام کردیا گیا ہے۔'' ❺

خاور نے علی بن ابو طالب سے روایت کیا ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے متعہ کی حرمت احادیث روایت کی ہیں۔'' ❻

مفید اور کلینی نے ابن شمعون سے روایت کیا ہے کہ:

---

❶ أخرجه ابن ادريس في "سرائره" ص ٤٨٣۔ الوسائل ١٤/ ٤٥٦۔ بحار الأنوار ١٠٠/ ٣١٨۔

❷ أخرجه ابن ادريس في "سرائره" ص ٦٦۔ الوسائل ١٤/ ٤٥٠۔

❸ الكافى ٥/ ٤٥٣۔ بحار الأنوار ١٠٠ / ٣١١۔ الوسائل ١٤/ ٤٥٠۔ المستدرك ١٤/ ٤٥٥۔

❹ خلاصة الإيجاز في المتعة للمفيد ص ٥٧۔ الوسائل ١٤/ ٤٤٩۔

❺ فروع الكافي ٢/ ٤٨۔

❻ التهذيب ١٨٦ ، الاستبصار ٣/ ١٤٢۔

''ابو الحسن علیہ السلام نے اپنے بعض غلاموں کی طرف لکھا تھا: ''خبردار تم متعہ کرنے میں نہ لگ جانا، تم پر سنت کو قائم کرنا لازم ہے، اسے چھوڑ کر اپنے بستروں میں آزاد لڑکیوں میں مشغول نہ ہو جانا؛ پھر وہ کفر کریں اور تم سے برأت کا اظہار کردیں، اور اس کا حکم دینے والے پر بددعا کریں اور ہم پر لعنت کرنے لگیں۔''

اگر شیعہ علماء آپ کو ان احادیث کی بابت دھوکہ میں رکھنا چاہیں اور یہ کہیں کہ امام نے تقیہ کرتے ہوئے ایسا کہا ہے؛ جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں، تو جواباً عرض ہے کہ عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی تقیہ نہیں ہے۔ کاشف الغطا نے ''اصل الشیعہ'' میں کہا ہے:

''ہماری پختہ اسناد سے امام جعفر سے منقول ہیکہ آپ نے فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کوئی تقیہ نہیں کرسکتا: ''حج تمتع، عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور موزوں پر مسح۔'' [1]

[1] اصل الشیعة و أصولها ص ۱۰۰۔

چوبیسواں وقفہ:

گھاٹ گھاٹ کے پیاسے

شیخ طوسی -المعروف بہ شیخ الطائفہ- نے کہا ہے: ''مجھے بعض واجب الحقوق ساتھیوں نے ہمارے اصحاب -ایدہم اللہ، ورحم السلف منہم- کی احادیث کے بارے میں یاد دلایا کہ ان احادیث میں جو کچھ اختلاف؛ تضاد، ٹکراؤ اور تباین واقع ہوا ہے، یہاں تک کہ کسی بھی خبر پر اتفاق نہیں ہوتا مگر اس کے مقابلہ میں دوسری خبر ہوتی ہے، جو اس پہلی خبر سے ٹکراؤ رکھتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی احادیث سلامت رہ سکی ہے کہ اس کے مقابلہ میں دوسری حدیث نہ ہو جو پہلی حدیث کی نفی نہ کرتی ہو، یہاں تک ہمارے مخالفین نے اس چیز کو ہمارے مذہب میں بہت بڑا طعن قرار دیا، اور اس کی وجہ سے ہمارے مذہب کو باطل قرار دینے لگے۔'' ❶

یقیناً طوسی نے اس بات کا اقرار کرلیا ہے کہ یہ اختلاف ان سے لوگوں کی نفرت کا سبب بن گیا ہے۔ اس نے اپنے شیخ ابوالحسن الہارونی العلوی سے نقل کیا ہے، بیشک: وہ شیعہ مذہب کا عقیدہ رکھتا تھا، اور امامیہ کے طریقہ پر چلتا تھا، مگر جب معاملہ اس پر خلط ملط ہوگیا تو انہوں نے اس سے رجوع کرلیا، اور یہ مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب کا پیروکار ہوگیا۔'' ❷

امامیہ مذہب میں فقہی فروع میں تقریباً ایک ہزار مسئلہ میں اختلاف کا شکار ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان مسائل میں سے اکثر مسئلوں کی اصل بنیاد میں ان کے آئمہ سے نصوص موجود ہیں۔ جیسے شراب سے طہارت اور نجاست کا مسئلہ؛ یہاں تک کہ یہ خطرہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ امام کسی چیز کا فتوی دیتا ہے، مگر اس کا فتوی رد کردیا جاتا ہے۔ اور اس کی بات اس دعوی کے تحت نہیں مانی جاتی کہ یہ تقیہ کررہا ہے۔ جیسا کہ شعیب العقر قوفی کا واقعہ ہے، جس نے سنا کہ امام صادق اہل کتاب کا ذبیحہ کھانے سے منع کرتے ہیں، تو شعیب نے کہا: ''جب ہم ان

❶ تہذیب الأحکام ۱/ ۲۔ ❷ المصدر السابق۔

کے پاس سے نکلے تو ابو بصیر نے مجھ سے کہا: ''تم اسے کھاؤ، میں نے اسے اور اس کے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، وہ اسکے کھانے کا حکم دیتے تھے۔ پھر امام سے اس بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: ''تم اسے نہ کھاؤ'' شعیب نے کہا: ''تم اسے کھاؤ، اور اس کا بوجھ میری گردن پر ہے،۔ پھر اس نے امام سے دوسری بار پوچھا: تو انہوں نے کہا: تم اسے مت کھاؤ۔ ابو بصیر نے کہا: ''تم تیسری بار ان سے پوچھو۔ ابوشعیب کہتے ہیں: میں نے کہا: ''میں دو بار کے بعد ان سے نہیں پوچھوں گا۔'' ❶ (ابو بصیر ان کے بڑے راویوں میں سے ایک ہے)۔

یہ اس امام معصوم کا حال ہے جس کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ اور امام پر رد کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ پر رد کرنے والا۔ جب تقیہ نے ان کی سچائی کو ہی پامال کر دیا تو ان کے ماننے والے ان کی بات قبول کرنے سے بھی بچ کر رہنے لگے۔ اور ان کے فتووں کے ان کے منہ پر مارنے لگے۔ اب اس امام کا کلام کہاں گیا جو مخلوق پر حجت ہے؟ کیا وہ پہلا کلام ہے یا دوسرا؟ ان دونوں قولوں میں سے کون سا قول تقیہ ہے؟

آپ کو امام جعفر سے کوئی بھی روایت ایسی نہیں ملے گی جس کی مخالفت میں دوسری روایت موجود نہ ہو۔ اس سے یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ جو لوگ ان روایتوں کو امام کی طرف منسوب کرتے ہیں، ان کے عقائد و نظریات مختلف ہیں۔

الطّوسی نے کہا ہے: ''اگر یہ کہا جائے کہ: اگر معاملہ [خلافت] ایسے ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو کہ اس مسئلہ میں نصوص موجود ہیں، تو امیر المؤمنین کبھی بھی اپنی بیٹی کی شادی عمر بن خطاب سے نہ کرتے۔ ان کا یہ شادی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے درمیان حالات خوشگوار تھے، بخلاف اسکے جو تم دعوی کرتے ہو۔ اور تم میں سے بہت سارے لوگ اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ اس کا دفاع کرنے والے کافر ہیں۔ تو ہم جواب میں کہیں گے: ''ہمارے اصحاب میں سے بعض لوگوں نے اس شادی کا انکار کیا ہے۔ اور ان میں سے بعض لوگوں نے اسے جائز کہا ہے۔ اور کہا ہے کہ انہوں نے اس وجہ سے یہ شادی عمر سے کر دی تھی کہ انہیں علم

❶ ذبائح أهل الكتاب ص ٩-١٠ - بحار الأنوار ٦٣/ ١٥-

تھا کہ آپ ان کی بیٹی سے پہلے ہی قتل کر دیے جائیں گے۔اس کے علاوہ بھی کچھ صحیح روایات ہیں کہ آپ نے تقیہ کرتے ہوئے اپنی بیٹی عمر بن خطاب کے نکاح میں دے دی تھی۔'' ❶

فیض کاشانی نے کہا ہے:

''جرح و تعدیل اور اسکی شروط میں ایسے اختلاف اور تناقضات اور اشتباہات ہیں ؛جنہیں ختم نہیں کیا جاسکتا تاکہ ان پر دل مطمئن ہو جائیں ،جیسا کہ یہ کسی بھی عالم پر مخفی نہیں ہے۔'' ❷

❶ الاقتصاد الهادي إلى طريق الرشاد للطوسي ص ٢١٣۔

❷ الوافی ١/ ١١؛ ١٢

پچیسواں وقفہ:

تقیہ

تقیہ کرنے کو آپ کے علماء دین کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول قرار دیتے ہیں ۔اور[کہتے ہیں] جس نے تقیہ چھوڑ دیا، وہ ویسے ہی ہے جیسے وہ شخص جس نے نماز چھوڑ دی۔تقیہ کرنا واجب ہے، اسے چھوڑنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک امام قائم کا خروج نہ ہوجائے۔جس نے امام کے خروج سے پہلے تقیہ ترک کردیا، وہ اللہ کے دین سے اور امامیہ کے دین سے خارج ہوگیا۔تقیہ شیعہ کے ہاں دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، جیسے کہ نماز؛ اور اپنے علاوہ باقی ارکان سے فضیلت میں قیامت کے دن تک افضل ہے۔

ابن بابویہ القمی کہتا ہے:

"تقیہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ واجب ہے، جس نے تقیہ ترک کردیا، وہ نماز ترک کرنے والے کی منزلت پر ہے۔"❶

نیز اس نے کہا ہے:

"تقیہ کرنا واجب ہے، اس کا اٹھالینا[یعنی چھوڑ دینا] جائز نہیں ہے یہاں تک کہ امام قائم کا خروج ہوجائے۔جس نے امام کے خروج سے پہلے تقیہ ترک کردیا، وہ اللہ کے دین سے اور امامیہ کے دین سے خارج ہوگیا۔اور اس نے اللہ کی، اس کے رسول کی اور آئمہ کی مخالفت کی ۔امام رضا سے روایت ہے آپ نے فرمایا:

"اس انسان کا کوئی ایمان نہیں جو تقیہ نہیں کرتا۔"❷

---

❶ الاعتقادات ص ۸۱۔

❷ الکافی ۲/ ۲۱۹۔من لا یحضرہ الفقیہ ۳/ ۳۶۳۔ کمال الدین ص ۳۴۶۔ بحار الأنوار ۷۵/ ۳۹۵۔

تقیہ کی ڈھال:

تقیہ اختلافات اور تناقضات پر پردہ ڈالنے کے لیے ایک ڈھال کا کام دیتا ہے۔ اسی لیے احمد الکاتب نے انکشاف کیا ہے کہ:

"تقیہ کی سوچ کی طرف مائل ہونا ان کا ایک حیلہ ہے، جو اس مذہب میں عام طور پر بہت سارے اختلافات اور تناقضات پر پردہ ڈالنے کے لیے ہے، خاص کر امامت کے مسئلہ میں۔ اس نے کہا ہے: "امامیہ نے اس حالت پر تقیہ کے نام کا اطلاق کیا ہے۔ اور یہ اس لیے ہے تاکہ وہ آئمہ اہل بیت کے اُقوال میں ظاہری تناقض اور ان کی اعلانیہ سیرت جو کہ شوری پر، اور کسبی علم پر قائم تھی، اس کے درمیان اور امامت کے اللہ کی جانب سے ہونے، اور اس پر کھلے احکام موجود ہونے؛ اور ان کے تعین پر اللہ تعالی کے علم غیب کے دعوی کے درمیان تناقض کو ختم کرنے کے لیے تفسیر کر سکیں۔ وہ امامت جیسے امامیہ فرقہ والے رازی داری سے اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جب کہ اہل بیت انتہائی سختی کے ساتھ ان اقوال کی نفی کرتے رہے ہیں، جو امامیہ اور باطنیہ فرقے والے عموماً ان کی طرف منسوب کرتے رہتے ہیں، اور ان کے کلام کی تاویل کرتے ہیں۔ اور ان کے مخالف اپنے دعووں پر تقیہ کی حجت کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔" (1)

یقیناً تقیہ مذہب میں اختلافات اور تناقضات کے بہت بڑے اسباب میں سے ایک ہے، یہاں تک تمہارے علماء بھی اسی وجہ سے اختلاف کا شکار ہوئے۔

ایک معاصر شیعہ عالم جعفر شاخوری اس آزمائش و امتحان کا اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے:

"ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے شیعہ علماء تقیہ کرتے ہوئے اس بارے میں صادر ہونے والی روایات کی تحدید میں اختلاف کرتے ہیں؛ اور ان کا حقیقی حکم بیان

(1) تطور الفكر السياسي الشيعي ص ٨۔

کرنے میں تقیہ کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال شراب کی نجاست کے مسئلہ کو لیجیے۔ ایک طرف تو بہت سے لوگ اس کی نجاست کا فتوی دیتے ہیں، یہ فتوی دینے والوں میں طوسی بھی ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے شراب کی طہارت کی روایات کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔ اور دوسری جانب ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ اس کی طہارت کا فتوی دیتے ہیں۔ طہارت کا فتوی دینے والوں میں اردبیلی بھی ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے نجاست کے متعلق روایات کو تقیہ کہا ہے۔ اس سے انکشاف ہوتا ہے کہ پرانے علماء تقیہ استعمال کرنے میں دیوانگی کی حد تک پہنچ چکے تھے۔''

نیز اس نے یہ بھی کہا ہے:

''اگر ہم تقیہ کے علاوہ دسویں مسائل کو لیں، تو اس پر ایک خاص کتاب تیار ہوسکتی ہے، جس سے تقیہ کے موارد میں افراتفری کی تاکید ہوتی ہے جو کہ فقہی مسائل میں اجماع کے دعووں سے مشابہت رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے بہت سارے علماء کے فتاوی میں تقیہ اور دوسرے مسائل کے مصادر کی تحدید میں اختلاف واقع ہوا ہے۔'' [1]

البحرانی نے کہا ہے:

''اور آئمہ علیہم السلام کا یہ حال ہوگیا ہے کہ وہ تقیہ کے زاویے میں بیٹھ کر رہ گئے، اور انہوں نے شیعہ کو بھی تقیہ کا شعار اپنانے کی ترغیب دی۔ پس یقین کی بنیاد پر قائم احکامِ دین معلوم ہی نہیں ہوسکے سوائے چند ایک کے۔ اس لیے کہ ان ساری روایات میں تقیہ کی ملاوٹ ہے۔ پس یہ آئمہ علیہم السلام اپنی جانوں پر اور اپنے شیعوں پر محافظ بن گئے۔ اور وہ احکام میں اختلاف کرنے لگے، اگرچہ لوگوں میں سے کوئی بھی ان کے پاس موجود نہ ہو۔ پس آپ دیکھیں گے کہ ایک

[1] حركة العقل الاجتهادي لدى فقهاء الشيعة الإمامية ص ٧٢-٧٥۔

سوال کے متعدد جواب ملتے ہیں؛ اگر چہ ان کا کہنے والا کوئی مخالفین میں سے نہیں ہوتا۔ جیسا کہ یہ ہر اس انسان کے لیے ظاہر ہے جو ان کے قصے، آثار، اخبار اور سیرت کے واقعات پڑھتا ہے۔'' ❶

البحرانی نے یہ بھی کہا ہے:

''''زرارہ ابو جعفر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: ''میں نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا، تو آپ نے مجھے جواب دیا۔ پھر ایک آدمی آیا، اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا، آپ نے پہلے سے مختلف جواب دیا۔ پھر ایک اور آدمی آیا؛ اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا، تو آپ نے پہلے دونوں جوابوں سے مختلف جواب دیا۔ جب یہ دونوں آدمی چلے گئے، تو میں نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے! تمہارے شیعوں میں سے دو آدمی عراق سے آئے، وہ دونوں آپ سے سوال پوچھ رہے تھے۔ آپ نے ان دونوں کو مختلف جواب دیا؟ آپ نے فرمایا: ''اے زرارہ! یہ ہمارے لیے بہتر ہے، اور تمہارے لیے زیادہ دیر تک باقی رکھنے والا ہے، اگر تم ایک ہی بات پر جمع ہو جاؤ تو لوگ ہمارے متعلق تمہاری تصدیق کرنے لگیں، تو یہ ہماری اور آپ کی بقاء کے لیے نقصان دہ ہوتا۔ پھر میں نے ابو عبد اللہ ؑ سے کہا: ''تمہارے شیعہ ایسے ہیں اگر تم انہیں آگ پر چلاؤ یا نیزوں کی نوک پر چڑھا دو تو وہ ایسا کر گزریں، اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ آپ کے پاس سے آپس میں اختلاف کرتے ہوئے نکلتے ہیں؟، تو آپ نے مجھے پھر وہی جواب دیا جو اس کے باپ نے دیا تھا۔'' ❷

اس روایت کی صراحت کو دیکھیں جو ایک ہی مجلس میں ایک ہی سوال کے مختلف جوابوں کے متعلق ہے، اور اس پر زرارہ کے تعجب کو دیکھیں۔ اگر اختلاف سے مقصود عامہ [اہل سنت]

---

❶ الحدائق الناظرة ١/ ١٥؛ ١٦۔

❷ حركة العقل الاجتهادی لدى فقهاء الشيعة الإمامية ص ٧٢-٧٥۔

کی ہی مخالفت ہوتا تو بیشک اس کے لیے ایک ہی جواب کافی ہوتا۔ اور زرارہ کو اس پر تعجب نہ ہوتا؛ اس لیے کہ اسے علم ہوگیا تھا کہ آئمہ علیہم السلام کبھی کبھی تقیہ کرتے ہوئے عامہ کے موافق فتوی بھی دیتے ہیں۔ شاید کہ اس کا راز یہ ہو کہ جب شیعہ جواب حاصل کر کے اپنے آئمہ کے پاس سے واپس لوٹیں گے تو ان میں سے ہر ایک اپنے امام سے مختلف فتوی روایت کر رہا ہوگا، اس سے عامہ کی نظر میں ان کا مذہب گر جائے گا۔ اور انہیں روایت کے نقل کرنے میں جھوٹا کہیں گے۔ اور انہیں جہالت اور لادینیت کی طرف منسوب کریں گے؛ اور ان کی نظروں میں گر جائیں گے۔ بخلاف اس کے کہ جب وہ سارے ایک ہی جیسا فتوی نقل کرنے لگیں، اور ان کا آپس میں اتفاق ہوجائے، اور ان کا کلام آپس میں ایک دوسرے کی تائید کرنے لگے تو لوگ ان کی تصدیق کریں گے، اور ایک دوسرے کی حمایت کریں گے؛ اور اپنے امام کی اور مذہب کی نصرت کریں گے، جس کی وجہ [دوسروں کے خلاف] دشمنی پیدا ہوسکتی ہے۔'' [1]

محمد بن مسلم کہتا ہے:

''میں ابوعبداللہ کے پاس گیا، ان کے پاس ابوحنیفہ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں، میں نے عجیب خواب دیکھا۔ آپ نے فرمایا:'' اے ابن مسلم! لاؤ تم نے کیا خواب دیکھا ہے؟ بیشک ہمارے پاس عالم بیٹھا ہوا ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے ابوحنیفہ کی طرف اشارہ کیا۔ کہتا ہے: میں نے کہا: ''میں نے دیکھا میں اپنے گھر میں داخل ہوا، میری بیوی میری طرف آئی اور اس نے بہت سارے اخروٹ توڑ کر مجھ پر بکھیر دیے؛ مجھ اس خواب پر بڑی حیرانگی ہوئی۔''

ابوحنیفہ نے کہا:

''تم اپنے اہل خانہ کی وراثت کے بارے میں گھٹیا لوگوں سے جھگڑا کر رہے ہو، مگر بہت مشقت اٹھانے کے بعد ان شاء اللہ تم اپنی حاجت پالو گے۔''

---

[1] الحدائق الناظرة ١/ ٥؛ ٦۔

ابو عبداللہ نے کہا:

"اصبت و الله یا أبا حنیفه ۔" "اے ابوحنیفہ، اللہ کی قسم ! تم پہنچ گئے ۔"

وہ کہتا ہے:

" پھر ابوحنیفہ انکے پاس سے اٹھ کر چلے گئے؛ تو میں نے کہا: " میں آپ پر قربان جاؤں ! مجھے اس ناصبی کی تعبیر ناگوار گزری ہے ۔تو آپ نے فرمایا: " اے ابن مسلم ! اللہ تمہیں کوئی برائی نہ پہنچائے ! اس کی تعبیر ہماری تعبیر کے مطابق ہرگز نہ ہوگی اور نہ ہی ہماری تعبیر ان کی تعبیر کے موافق ۔ میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں ! آپ نے تو اسکی بات کو پہنچی ہوئی کہا ؟ تو انہوں نے جواب دیا، فرمایا: " میں نے یہ کہا ہے کہ: " بیشک تم غلطی کو پہنچ گئے ۔" (1)

کلینی نے کہا ہے:

" ابوعمر العجمی سے روایت ہے، وہ کہتا ہے کہ: " مجھ سے ابوعبداللہؑ نے کہا : اے ابوعمر ! دین کے نو حصے تقیہ میں ہیں، اور اس انسان کا کوئی دین نہیں جو تقیہ نہیں کرتا، ہر چیز میں تقیہ ہے سوائے نبیذ اور موزوں پر مسح کے ۔" (2)

معمر بن خلاد سے روایت ہے، وہ کہتا ہے : میں نے ابوالحسنؒ سے حاکم کے لیے کھڑا ہونے کے بارے میں پوچھا؛ تو آپ نے فرمایا: " ابوجعفرؒ نے فرمایا ہے :

" تقیہ میرا دین ہے، اور میرے آباء کا دین ہے، اور اس انسان کا کوئی دین نہیں جو تقیہ نہیں کرتا ۔" (3)

محمد بن حسن الصفار کہتا ہے:

مروان جابر سے ؛ وہ ابوعبداللہ سے روایت کرتا ہے، اس نے کہا:

((إن أمرنا سِرٌ في سِرٍ ؛ وسِرٌ مستترٌ و سرٌ لا يفيد إلا سراً وسُرٌ

---

(1) الكافي ١/ ٦٥۔ (2) الكافي ٢/ ٧٩۔

(3) الكافي ٢/ ٢١٩۔

علی سِرٍ وسِرٌ مقنَّعٌ بسِرٍ))

''بیشک ہمارا معاملہ رازوں میں ایک راز ہے۔اور یہ راز چھپا ہوا ہے، جو راز داری کے علاوہ کسی چیز کو فائدہ نہیں دے گا، اور اس راز میں ایک سرور ہے' اور یہ راز بھی رازداری سے قناعت پایا ہوا ہے۔''❶

آخری بات:

آخر میں میں یہی کہوں گا کہ وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ تحریف کا اعتراف کرنے میں رکاوٹ تقیہ ہے۔اوران کے قریب ہونے میں رکاوٹ بھی تقیہ ہے......الخ

تحریف شدہ آیات کے ذکر کرنے میں رکاوٹ تقیہ ہے؛ جیسا کہ طبرسی نے کہا ہے:

''عموم تقیہ قرآن میں تبدیلی کرنے والوں کے نام کھل کر لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور نہ ہی اس کی آیات میں جو زیادہ کیا گیا ہے، جیسا کہ ان لوگوں نے ثابت کیا ہے جنہوں نے اس کتاب کو حاصل کیا ہے۔ اس لیے کہ اس میں اہل تعطیل ؛ اہل کفر اور ہمارے قبلہ سے منحرف دوسری ملتوں کے لیے حجت کی تقویت ہے۔اور اس علم کے ظاہر کا ابطال ہے ؛ جس کے سامنے موافق اور مخالف سب نے گھٹنے ٹیک دیے ہیں، اس لیے کہ ان سازشوں کی اصطلاحات ان پر صادق آتی ہیں، اور وہ ان پر راضی ہیں۔ اور اس لیے بھی کہ قدیم و جدید ہر دور کے اہل باطل اہل حق سے تعداد میں زیادہ رہے ہیں۔''❷

احمد کاتب تقیہ کے سب سے بڑی پریشانی ہونے ؛ اور دونوں فریقوں کو قریب لانے میں ایک چیلنج ہونے کا اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے:

''بہت ضروری ہے کہ ہم شیعہ سنی تعلقات میں ایک اہم ترین موضوع کی طرف بھی اشارہ کریں، وہ ہے تقیہ کا موضوع۔جس نے دونوں اطراف کے درمیان

---

❶ بصائر الدرجات ص ٤٨۔

❷ الاحتجاج ١/ ٢٤٩۔

تعلقات بگاڑنے میں منفی کردار ادا کیا ہے۔اب تقیہ بہت سارے اہل سنت کے ہاں ان کے شیعہ بھائیوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں ایک بڑی رکاوٹ بن گیا ہے۔حتی کہ اب جوکوئی بھی شیعہ ان کے قریب ہونے ؛ اور اپنے خفیہ افکار سے برأت کے اعلان ؛ اور صحابہ کرام کے احترام کے اعلان کی کوشش کرتا ہے، اسے اہل سنت کی طرف سے تقیہ کی تہمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ باوجود اس کے کہ میں نے تقیہ کے بارے میں امامیہ کی سوچ سے برأت کا اعلان کیا ہے؛ اور بہت سارے امامیہ کے نظریات پر تنقید لکھی ہے ،مگر پھر بھی بعض اہل سنت کی طرف اپنے موقف کے بارے میں شکوک وشبہات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔'' [1]

میں کہتا ہوں کہ اہل سنت اس بارے میں معذور ہیں، اس میں کوئی شک نہیں۔

[1] السنة و الشيعة ص ٥٠۔

چھبیسواں وقفہ:

کربلاء اور کعبہ

میرے بھائی اور میری بہن! کبھی آپ کے سامنے ایسے بھی گزرا ہے کہ کعبہ کا مقابلہ زمین کے کسی دوسرے حصہ سے کیا گیا ہو، وہ کعبہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ﴾ (آلعمران: ۹۶)

''یہ سب سے پہلا گھر ہے جیسے لوگوں کے لیے تعمیر کیا گیا ہے۔''

اگر ایس مقابلہ کی صورتحال پیش آجائے تو کس کا پلہ بھاری ہوگا؟

یقیناً کعبہ کا پلڑا بھاری ہوگا۔مگر شیعہ علماء کے ہاں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ انہوں نے علی بن الحسین سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے کربلاء کی سرزمین کو کعبہ کی تخلیق اور حرم بنانے سے چوبیس ہزار سال پہلے بابرکت اور امن والا حرم بنایا ہے۔ اللہ نے اسے تقدس بخشا اور مبارک بنایا۔ پس یہ سرزمین اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے سے بابرکت اور مقدس رہی ہے۔اور یہ ہمیشہ ایسے ہی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ افضل ترین زمین کو جنت بنادے۔اور افضل ترین منزل اور ٹھکانہ بنادے؛ جس جنت میں اس کے اولیاء رہیں گے۔''[1]

کربلا کی سرزمین کی تقدیس اس وجہ سے کرتے ہیں کہ یہ مٹی حضرت حسین کے جسم سے ملی ہوئی ہے۔اور حضرت حسین کے وجود سے اس مٹی کی قدسیت برابر چلی آرہی ہے۔

پس کیا حضرت حسین کعبہ کی تخلیق سے چوبیس ہزار سال پہلے یہاں پر مدفون تھے؟ یہ اس سرزمین کو اتنا زمانہ پہلے حضرت کے استقبال کے لیے تیار کیا گیا تھا؟۔ اگر اس فضیلت کا

---

[1] باب الحائر و فضله ح:۱۰۔ کامل الزیارات؛ ص ۲۸۰۔ فضل کربلاء لابن قولویه۔

سبب حضرت حسین کے جسد کا وجود ہے؛ تو پھر یہ فضیلت مدینہ کو کیوں نہیں حاصل ہوئی جہاں پر رسول اللہ ﷺ مدفون ہیں؟ یہ اس مذہب کی بنیادوں میں تناقض ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ہدف حضرت حسین کی تقدیس نہیں، بلکہ امت اسلامیہ اور اس دین کے خلاف سازش ہے۔

بہت ساری روایات [شیعہ مذہب میں] ایسی آئی ہیں جن میں کربلاء کی زیارت کو بیت اللہ کی زیارت پر فضیلت حاصل ہے۔ کربلاء اور کعبہ کے درمیان فضیلت کے مسئلہ پر اس گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی عقل بھی نہیں ہے چہ جائے کہ دین ہو۔ انہوں نے جعفر الصادق سے روایت کیا ہے؛ وہ کہتے ہیں:

''ارض کعبہ نے کہا: میری طرح اور کون ہوسکتا ہے؟ میری پیٹھ پر کعبہ ہے، جس کی زیارت کے لیے لوگ ہر دور کی گھاٹی سے چلے آتے ہیں، اور اسے اللہ تعالیٰ نے امن والا حرم بنایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ: ''رک جاؤ اور قرار پکڑو۔ میں نے جو تجھے فضیلت بخشی ہے، وہ ارض کربلاء کو ملنے والی فضیلت کے سامنے ایسے ہی ہے جیسے ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو دیا جائے، اور پھر اسے نکالا جائے تو جتنا اس پر پانی ہوگا، [اتنی تیری فضیلت ہوگی]۔ اور اگر کربلاء کی مٹی نہ ہوتی تو میں تجھے کبھی فضیلت نہ بخشتا۔ اور اگر کربلاء کی مٹی میں ملنے والا نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔ اور نہ ہی اس گھر [کعبہ] کو پیدا کرتا جس پر تو فخر کرتی ہے۔ پس قرار پکڑ، اور ٹھہر کر رہ۔ اور ایک متواضع، ذلیل اور پست مخلوق ہوجا، جسے نہ ہی تکبر آتا ہو، اور نہ ہی ارض کربلاء پر اپنی بڑائی بیان کر۔ وگرنہ میں تجھے زمین میں دھنسا دوں گا اور تجھے جہنم میں گرا دوں گا۔'' [1]

کاشف آل غطا کربلا کے بارے میں کہتا ہے:

''یقیناً زمین کا سب سے شرف والا ٹکڑا ہے۔'' [2]

[1] کامل الزیارات ص ۲۷۰۔ [2] الأرض و التربة الحسينية ۵۵۔

ان کے چھوٹے بچے یہ شعر پڑھتے اور گنگناتے رہتے ہیں:

ومن حدیث کربلا و کعبہ
لکربلا بان علو الرتبة

"کعبہ اور کربلا والی حدیث سے ظاہر ہوگیا کہ کربلا کا رتبہ اونچہ ہے۔"

اورانہوں نے کہا ہے کہ:

"بیشک عرفہ کے دن کربلاء کی سرزمین پر قیام کرنے کا اجر عرفات میں کھڑا ہونے کے اجر سے زیادہ ہے۔"[1]

[1] مصباح الطوسي ص ٤٩٨۔

ستائیسواں وقفہ:

قبر کی طرف نماز

میرے بھائی اور میری بہن! تمہارے ہاں قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت صحیح اسناد کے ساتھ تمہارے آئمہ ثابت شدہ ہے۔ کیا آپ نے یہ بات سنی ہے؟

یا پھر آپ صرف اسی بات کی تصدیق کرتے ہیں جو کہ شیعہ مجتہد اکبر محسن الامین نے کہی ہے۔ وہ شیعہ کے قبروں کو مساجد بنانے کا دفاع کرتا ہے۔ وہ اس بارے میں مسلمانوں کی اہم ترین کتابوں میں قبروں کو مساجد بنانے؛ اور ان پر عمارتیں تعمیر کرنے کی ممانعت میں وارد نصوص پر رد کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اس لیے کہ یہ وہ روایات ہیں جن کے نقل کرنے میں اہل سنت و الجماعت اکیلے ہیں۔ اور یہ روایات اہل بیت سے تواتر کے ساتھ نقل کردہ روایات سے ٹکراتی ہیں۔''[1]

میں کہتا ہوں کہ: یہ ممانعت شیعہ روایات کے مطابق کئی سندوں کے ساتھ ثابت ہیں جنہیں حر العاملی نے اپنی کتاب ''وسائل الشیعہ'' اور دوسری کتابوں میں نقل کیا ہے۔ ان میں سے یہ بعض روایات ہیں جو تمہاری معتمد کتابوں میں موجود ہیں، جو قبروں کو اونچا کرنے، ان پر عمارتیں تعمیر کرنے اور انہیں سجدہ گاہ بنانے سے منع کرتی ہیں۔

قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کی روایات:

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے:

''میری قبر کو قبلہ مت بناؤ؛ اور نہ ہی اسے سجدہ گاہ بناؤ: بیشک اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاری پر لعنت کی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔''[2]

---

[1] الحصون المنیعة ص ۲۷۔ [2] من لا یحضره الفقیه ۱/ ۱۲۸۔ وسائل الشیعة ۱/ ۸۲۔

زرارہ ابو جعفر سے روایت کرتے ہیں: آپ نے فرمایا:

"میں نے ان سے پوچھا: قبروں کے درمیان نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: "ان کے درمیان نماز پڑھ لو؛ مگر ان میں کسی کو قبلہ نہ بنانا۔ بیشک رسو ل اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے: بیشک اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔" ❶

سماعۃ بن مہران کہتے ہیں: انہوں نے ابو عبد اللہ سے قبروں کی زیارت کرنے اور ان پر سجدہ گاہ بنانے کے بارے میں پوچھا: تو آپ نے فرمایا:

"قبروں کی زیارت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر ان کے پاس مسجد نہیں بنائی جائے گی۔" ❷

اور ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے، آپ نے فرمایا:

"دس مقامات پر نماز پڑھنا ممنوع ہے: مٹی اور پانی؛ حمام؛ قبور؛ راستے کا میدان؛ چیونٹیوں کی جگہ؛ اونٹوں کے باڑے؛ پانی بہنے کی جگہ، گندگی کا ڈھیر اور برف پر۔" ❸

صدوق نے اس روایت کے نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

"قبروں کو قبلہ بنانا، یا سجدہ گاہ [مسجد] بنانا جائز نہیں ہے۔ اور قبروں کی درمیانی جگہ پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس صورت میں کہ کوئی قبر قبلہ کی طرف سامنے نہ آرہی ہو۔ اور مستحب یہ ہے کہ نمازی اور قبروں کے درمیان ہر طرف سے دس ہاتھ کا فاصلہ ہو۔" ❹

---

❶ العلل والشرائع ص ۳۵۸۔

❷ فروع الکافی ۳/ ۲۲۸۔من لا یحضره الفقیه ۱/ ۸۲۔وسائل الشیعة ۱/ ۸۸۷۔

❸ من لا یحضره الفقیه ۱/ ۱۷۱۔فروع الکافی ۳/ ۳۹۰۔

❹ من لا یحضره الفقیه ۱/ ۱۷۱۔

ان آئمہ سے وہ روایات بھی منقول ہیں جن میں قبروں پر عمارتیں بنانے اور انہیں اونچا کرنے کی ممانعت اور قبروں پر موجود عمارتوں کو مٹا کر برابر کردینے ترغیب ہے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو بھی چیز قبر کی مٹی کے علاوہ قبر پر بنائی جائے وہ مردے پر بوجھ ہے۔''❶

ابو عبداللہ علیہ السلام روایت کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے کہ قبروں پر ان سے نکلنے والی مٹی کے علاوہ کوئی چیز زیادہ کی جائے۔''❷

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جس نے قبر کی تجدید کی، یا کوئی تصویر بنائی، وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔''❸

نیز آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک شہر کی طرف بھیجا، اور فرمایا: ''کوئی بھی صورت نہیں چھوڑنا مگر اس کو مٹا دینا، اور نہ ہی کوئی اونچی قبر، مگر اسے برابر کردینا، اور نہ ہی کوئی کتا، مگر اسے قتل کردینا۔''❹

اور آپ نے ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبروں کو مٹانے اور بتوں کو توڑنے کے لیے بھیجا تھا۔''❺

علی بن جعفر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے ابو الحسن موسی علیہ السلام سے قبروں پر قبہ بنانے اور ان پر [مجاور بن کر] بیٹھنے کے بارے میں پوچھا: کیا یہ جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

---

❶ من لا يحضره الفقيه ١/ ١٣٥۔وسائل الشيعة ٢/ ٨٦٤۔

❷ فروع الكافي ٣/ ٢٠٣۔ وسائل الشيعة ٢/ ٨٦٤۔

❸ من لا يحضره الفقيه ١/ ١٣٥۔ وسائل الشيعة ٢/ ٨٦٨۔

❹ وسائل الشيعة ٢/ ٨٦٩۔

❺ وسائل الشيعة ٢/ ٨٧٠۔

''نہ ہی ان پر تعمیر کرنا جائز ہے، اور نہ ہی بیٹھنا، اور نہ ہی انہیں چونا گچ [پختہ] بنانا، اور نہ ہی ان پر باہر سے لاکر مٹی ڈالنا جائز ہے۔'' ❶

ابو عبداللہ کہتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے کہ قبروں پر نماز پڑھی جائے، یا ان پر بیٹھا جائے، یا ان پر تعمیر کی جائے، یا ان پر ٹیک لگائی جائے۔'' ❷

ابو عبداللہ کہتے ہیں: میں نے سنا آپ فرما رہے تھے:

''جب امیر المؤمنین کی روح قبض ہوگئی تو حسن اور حسین اور دو دوسرے آدمی آپ کو لے کر نکلے، یہاں تک کہ آپ جب کوفہ سے نکل گئے تو انہیں اپنی دائیں جانب چھوڑ دیا۔ پھر وہاں پر انتظار کرنے لگے، یہاں تک کہ جب اندھیرا پھیل گیا تو انہیں دفن کر کے قبر کو برابر کر دیا، اور خود واپس پلٹ گئے۔'' ❸

شیخ الطائفہ ابو جعفر الطّوسی کہتا ہے:

''مساجد میں کچھ بھی دفن کرنا جائز نہیں ہے۔'' ❹

نیز انہوں نے یہ بھی کہا ہے:

''قبروں کو پختہ بنانا، ان پر سایہ کرنا، اور ان پر بیٹھنا، ان کے مٹ جانے کے بعد ان کی تجدید کرنا یہ سب مکروہ ہیں؛ اور شروع میں اگر کچھ مٹی باہر سے ڈال دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔'' ❺

عماد الدین محمد بن علی الطّوسی المشہدی نے کہا ہے:

''اور انیس چیزیں مکروہ ہیں ...... پھر اس کے بعد کہا: ''قبروں کو پختہ بنانا، ان پر سایہ کرنا، اور ان پر بیٹھنا، ان کے مٹ جانے کے

---

❶ الاستبصار ۱/ ۲۷۱۔ وسائل الشیعة ۲/ ۸۶۹۔
❷ الاستبصار ۱/ ۴۸۲۔ وسائل الشیعة ۲/ ۸۶۹۔
❸ أصول الکافی ۱/ ۴۵۸۔ ❹ النهاية ص ۱۱۱۔
❺ النهاية ۴۴۔

بعد ان کی تجدید کرنا۔''❶

ابو عبداللہ کہتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آپ کی قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے، یا اس پر بیٹھا جائے، یا اس پر تعمیر کی جائے۔''❷

اس تمام کے بعد میں آپ کو کویت میں مقبرہ جعفریہ کی ایک مختصر سی زیارت کرنے کی دعوت دیتا ہوں تا کہ آپ خود عجائبات ملاحظہ کر سکیں۔ اور امام جعفر ہر اس چیز سے بری ہیں جو کچھ اس میں ہے۔ اور جو کوئی زیارت نہ کرنا چاہتا ہو وہ اس کی تصویروں کا مشاہدہ انٹرنٹ کے ذریعہ کر سکتا ہے۔ واللہ المستعان۔

[میں مترجم آپ کو کراچی اور لاہور کے شیعہ قبرستانوں اور اسلام آباد میں شیعہ دربار بری امام کی زیارت کی دعوت دیتا ہوں۔ تا کہ آپ کو کچھ حقیقتوں کا اندازہ ہو سکے]۔

❶ الوسیلة إلی نیل القضیلة ٦٢۔

❷ وسائل الشیعة ٣/ ٤٥٤۔

اٹھائیسواں وقفہ:

قبروں کی زیارت پر اجر

میرے بھائیو اور بہنو! کیا آپ جانتے ہیں کہ تمہارے علماء کے نزدیک آئمہ کی مشہد گاہوں اور قبروں کی زیارت کا اجر اسلام کے پانچویں رکن حج کے اجر سے بڑھ کر ہے۔ یہ ان لوگوں کی طرف سے آئمہ کی شان میں ان کی موت کے بعد غلو کی ایک واضح اور کھلی ہوئی تصویر ہے۔ اس طرح سے کئی ایسی روایات گھڑ لی گئیں جن میں ان قبروں کی زیارت پر اجر کے بیان کے کھلے احکام ہیں۔ اب ایک نظر ان روایات پر ڈالتے ہیں جو اس بارے میں گھڑ لی گئی ہیں، اور وہ ان کے غلو پر اور اپنی طرف سے حدیثیں بنانے پر دلالت کرتی ہیں۔

بحار الأنوار میں مجلسی نے ایک مستقل کتاب اسی غرض سے لکھی ہے، اور اس کا نام رکھا ہے: ''کتاب المزار '' یہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔ جن کے نمبر یہ ہیں ۹۷؛ ۹۸؛ ۹۹۔ کتاب" وسائل الشیعة" میں اس کے مصنف الحر العاملی نے" ابواب المزار " قائم کیے ہیں؛ جس میں ان ابواب کی تعداد ۱۰۶ تک پہنچی ہے۔ نیز دیکھیں: من لا یحضرہ الفقیہ'' یہ ان کے اصول کی ایک معتبر کتاب ہے، نیز تہذیب الاحکام ان کے اصول کی چار بنیادی کتابوں میں سے ایک ہے؛ ان دونوں میں کئی کئی ابواب ہیں جن میں مشہد گاہوں کی عظمت، قبروں کا بیان اور قبروں پر آئمہ سے مانگی جانے والی ایسے دعائیں منقول جن سے لگتا ہے کہ یہ آئمہ نہیں ہیں بلکہ آلہ (خدا) ہیں۔ اس مقصد کی اہمیت کے پیش نظر ان کے ہاں قبروں کی زیارت اور مناسک کے بیان میں علیحدہ سے جداگانہ کتابیں لکھی گئی ہیں، جیسے کتاب:" المزار " از محمد بن علی الفضل؛ " المزار " از محمد بن مشہدی؛ " کامل زیارات " از ابن قولویہ القمی؛" شرح الزیارة الجامع الکبیر " از محمد بن احمد بن داؤد وغیرہ۔

اس گروہ کی کچھ خامہ سرائیاں:

ابوعبداللہ سے روایت ہے:

''بیشک اللہ تعالیٰ عرفۃ کی رات اہل موقف سے پہلے حضرت حسین کی قبر کے زائرین کی طرف نظر رحمت دیکھنا سے شروع کرتا ہے۔راوی نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ابوعبداللہ نے کہا: ''اس لیے کہ اہل موقف میں زنا کی اولاد [اس سے مراد یہ لوگ اہل سنت والجماعت کے لوگوں کو لیتے ہیں] ہوتے ہیں۔ جب کہ ان[مزارات والوں] میں کوئی بھی زنا کی اولاد نہیں ہوتا۔ [امام جعفر]صادق نے کہا ہے: ''عرفہ کے دن جو آدمی امام حسین کی قبر پر کھڑا ہوا گویا کہ اس نے عرفہ میں وقوف کیا۔''

اور امام صادق سے ہی روایت ہے:

''جس انسان نے عرفہ کے دن امام حسین کی قبر کی زیارت کی ، اللہ تعالیٰ اس کے لیے امام قائم کے ساتھ دس لاکھ حج کا ثواب؛ رسول اللہ کے ساتھ دس لاکھ عمرہ کا ثواب ، دس لاکھ غلام آزاد کرنے کا ثواب ؛ اور دس لاکھ گھوڑے اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے دینے کا ثواب لکھ دیتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا نام رکھتے ہیں: ''میرا آزاد بندہ'' جو میرے عذاب کے وعدہ سے امن پانے والا ہے، اور ملائکہ بھی کہتے ہیں: فلاں صدیق ہے، اس کا تزکیہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے اوپر سے کیا ہے۔''

کیا یہ کوئی معقول بات ہوسکتی ہے؟ اور ایسے ہی امام حسین کے حرم میں نماز کا اجر؛ آپ کے لیے ہر رکعت کے بدلے جو آپ وہاں ان کے پاس ادا کریں گے؛ ایک ہزار حج کا ثواب ہے، اور ایک ہزار عمرے کا اور ایک ہزار غلام آزاد کرنے کا، اور گویا کہ اس انسان نے اللہ کی راہ میں کسی نبی یا رسول کے ساتھ ایک لاکھ بار وقوف عرفات کیا ہو۔''[1]

---

[1] ان روایات کی تفصیل جاننے کے لیے دیکھیں "الوافی" از فیض کاشانی جلد ١٤ ، جز ٨ ص ١٤٦١ تا ١٤٧٨۔

بحار الانوار میں مجلسی نے لکھا ہے:

"جس نے امام رضا یا آئمہ میں سے کسی ایک کی قبر کی زیات کی، اور اس کی قبر پر نماز پڑھی؛ بیشک اس کے لیے یہ ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر یہی ثواب بیان کیا ہے جس کا اوپر ہم تذکرہ کر چکے ہیں۔ پھر اس سابقہ ثواب پر زیادہ کرتے ہوئے کہا ہے: اس کے لیے ہر قدم چلنے کے بدلے سو حج کرنے؛ سو عمرہ کرنے، اور اللہ کی راہ میں سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے، اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اور سو گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔" ❶

اور انہوں نے یہ روایت بھی نقل کی ہے: ابو عبد اللہ علیہ السلام کی قبر کا زیات رسول اللہ کے ساتھ تیس مقبول و مبرور حجوں کے ثواب کے برابر ہے۔" ❷

اور جس نے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کے حجوں میں سے تیس حجوں کا ثواب عمروں کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔" ❸

پھر اس میں چار قدم آگے بڑھتے ہوئے امام رضا سے روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں؛ انہوں نے کہا ہے:

"جس نے فرات کے کنارے حسین کی قبر کی زیارت کی؛ گویا وہ ایسے جیسے اس نے عرش کے اوپر اللہ کی زیارت کی۔" ❹

اور ابو عبد اللہ [امام جعفر] سے روایت ہے آپ کہتے ہیں: جس نے عاشوراء کے دن امام حسین کے حق کو جانتے ہوئے ان کی قبر کی زیارت کی؛ گویا کہ اس نے عرش کے اوپر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔" ❺

---

❶ بحار الأنوار ٩٧/ ١٣٧۔١٣٨۔
❷ ثواب الأعمال ص ٥٢۔ وسائل الشيعة ١٠/ ٩٢۔
❸ وسائل الشيعة ١٠/ ٣٥٢۔
❹ بحار الأنوار ٩٨/ ٦٩۔ثواب الأعمال ص ٨٥۔
❺ مستدرك الوسائل ١٠/ ٢٩١۔ بحار الأنوار٩٨/ ١٠٥۔ الإقبال ص ٥٦٧۔ المزار للمفيد ص ٥١۔مصباح المتهجد ص ٧٧١۔

کیا آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ جو کوئی ان قبروں کی زیارت نہ کرے وہ کافر ہو جاتا ہے؟

کتاب "الوسائل" میں ہے: "ہارون بن خارجہ ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا ہے:

"میں نے اس آدمی کے متعلق پوچھا جو بغیر علت کے امام حسین کی قبر کی زیارت ترک کرتا ہے، تو آپ نے فرمایا: "یہ انسان جہنمی ہے۔" ❶

مجلسی نے پورا باب قائم کیا ہے، اس کا نام رکھا ہے:

"باب اس بیان میں کہ حضرت حسین کی قبر کی زیارت واجب اور فرض ہے، اس کا حکم دیا گیا ہے، اور جو کچھ اس زیارت کے ترک کرنے پر مذمت، سزا اور وعید کیا بیان ہوا ہے" ❷

اس باب میں اس نے اپنی احادیث بیان کی ہیں۔

ان کا ایمان ہے کہ جو کوئی آپ کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کے لیے شہداء بدر کی طرح کے ایک لاکھ شہداء کا ثواب ہے۔ ❸

جو کوئی شوق سے آپ کی زیارت کو آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک ہزار مقبول حج، ایک ہزار عمرہ، اور شہداء بدر میں سے ایک ہزار شہداء اور ایک ہزار روزہ داروں اور ایک ہزار مقبول صدقہ اور اللہ کی رضا کے لیے ایک ہزار غلام آزاد کرنے کا اجر لکھ دیتے ہیں۔ ❹

یہ کہ آپ کی زیارت حج اور عمرہ، جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کی راہ میں غلام آزاد کرنے کے برابر اجر رکھتی ہے۔ اور بیشک انبیاء و مرسلین ان کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور ان کی قبر کی زیارت کے لیے آنے والوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اور انہیں خوشخبری دیتے ہیں، اور ان سے خوشخبری پاتے ہیں۔" ❺

---

❶ وسائل الشيعة ١٠/ ٣٣٦۔
❷ بحار الأنوار للمجلسي ٩٨/ ١-١١۔
❸ بحار الأنوار للمجلسي ٩٨/ ١-١١۔
❹ بحار الأنوار ٩٨/ ٢٨۔ ٤٤۔ ٥١۔ ٦٨۔
❺ ثواب الأعمال ص ٨٢۔

ابن مسکان سے روایت ہے وہ کہتا ہے:

''ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اہل عرفات سے پہلے قبرِ حسین کی زیارت کرنے والوں پر تجلی ڈالتے ہیں ،اور ان کی حاجات پوری کرتے ہیں ؛ اور ان کے گناہ بخش دیتے ہیں ، اور ان کے مسائل میں ان کی شفاعت قبول کرتے ہیں ، پھر اہل عرفات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی یہ سلوک کرتے ہیں۔'' ❶

ان لوگوں نے ان ہی روایات پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ یہ روایت بھی گھڑ ڈالی کہ اللہ تعالی بھی حسین کی قبر کی زیارت کرتا ہے۔صفوان الجمال سے روایت ہے وہ کہتا ہے:

''مجھ سے ابوعبداللہ نے کہا: کیا تجھے قبر حسین کی زیارت کا شوق ہے؟ میں نے کہا: کیا آپ بھی اس کی زیارت کرتے ہیں؟ میں آپ پر قربان جاؤں ۔تو آپ نے کہا: میں کیسے اس کی زیارت نہ کروں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کی رات اس کی زیارت کے لیے فرشتوں ؛ انبیاء، اوصیاء اور کے ساتھ نازل ہوتے ہیں ۔محمد افضل الانبیاء اور ہم افضل الاوصیاء ہیں ۔میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں پھر ہر جمعہ کی شب ہم کیوں نہ زیارت کیا کریں تا کہ رب کی زیارت بھی ہوجائے؟ انہوں نے فرمایا: '' ہاں اے صفوان !اسے اپنے لیے لازم کرلو؛ تمہارے لیے حسین کی قبر کی زیارت کا اجر لکھ دیا جائے گا اور اس پر یہ [یعنی رب کی زیارت کا اجر] زیادہ ملے گا۔'' ❷

---

❶ وسائل اشیعة ١٣/ ٣٧٤۔ مدينة المعاجز ٤/ ٢٠٨۔

❷ بحار الأنوار ٩٨/ ٦٠۔

خاتمہ

آخر میں میں امید کرتا ہوں کہ میرے یہ کلمات جیسے میرے دل سے نکلے ہیں، ایسے ہی آپ کے دل میں داخل ہوئے ہوں گے۔اور میں نے اپنے پر واجب آپ کے کچھ [نصیحت کے]حقوق ادا کر دیے ہوں گے ۔ یہ بات حقیقت جاننے والے ہر عالم اور اصلاح چاہنے والے پر واجب ہے۔ مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کی توفیق دے جس میں اس کی رضا اور محبت ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب سے بلند اور سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

وصلى الله وسلم و بارك على نبينا محمد و على آله و صحبه و التابعين ، والحمد لله رب العالمين ۔

مترجم کی وصیت

ہم کسی پر رد نہیں کر رہے ،اور نہ ہی کسی کا دل دکھانا چاہتے ہیں ۔ ہم حقائق آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں ،آپ کو اللہ نے عقل کی نعمت سے نوازا ہے۔ اصل کتب پڑھیں ، اور سوچ کر اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کریں ۔ وقت کم ہے،اور سفر زیادہ ہے؟ آپ ہی اپنے منصف ہیں اور آپ ہی مطلوب بھی

آپ کا بھائی

سید دلدار حشر آل امام

یادداشت

محتویات کتاب

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت
- امامت کا مفہوم۔
- حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کون ہیں؟
- کربلا اور کعبہ

محتوى الكتاب :

- فضل الصحابة رضي الله عنهم
- مفهوم الإمامة
- من قتل الحسين رضي الله عنه
- كربلاء والكعبة

مكتب الدعوة بالروضة
www.arrawdah.com

المكتب التعاوني للدعوة بالروضة
للإستفسار: 0538887670 ـ 0533253530 هاتف: 2492727
بعطائكم ... يستمر عطاؤنا

حساب: 2046080101090 84 مصرف الراجحي
حساب: 0 6 9 6 0 0 7 0 0 1 بنك سامبا
حساب: 2016229100010 2 بنك الأهلي
حساب: 999300000690002 بنك البلاد
للتحويل من اي بنك: SA2680000204608010109084
@ARRAWDAH